# وردِ مسلسل

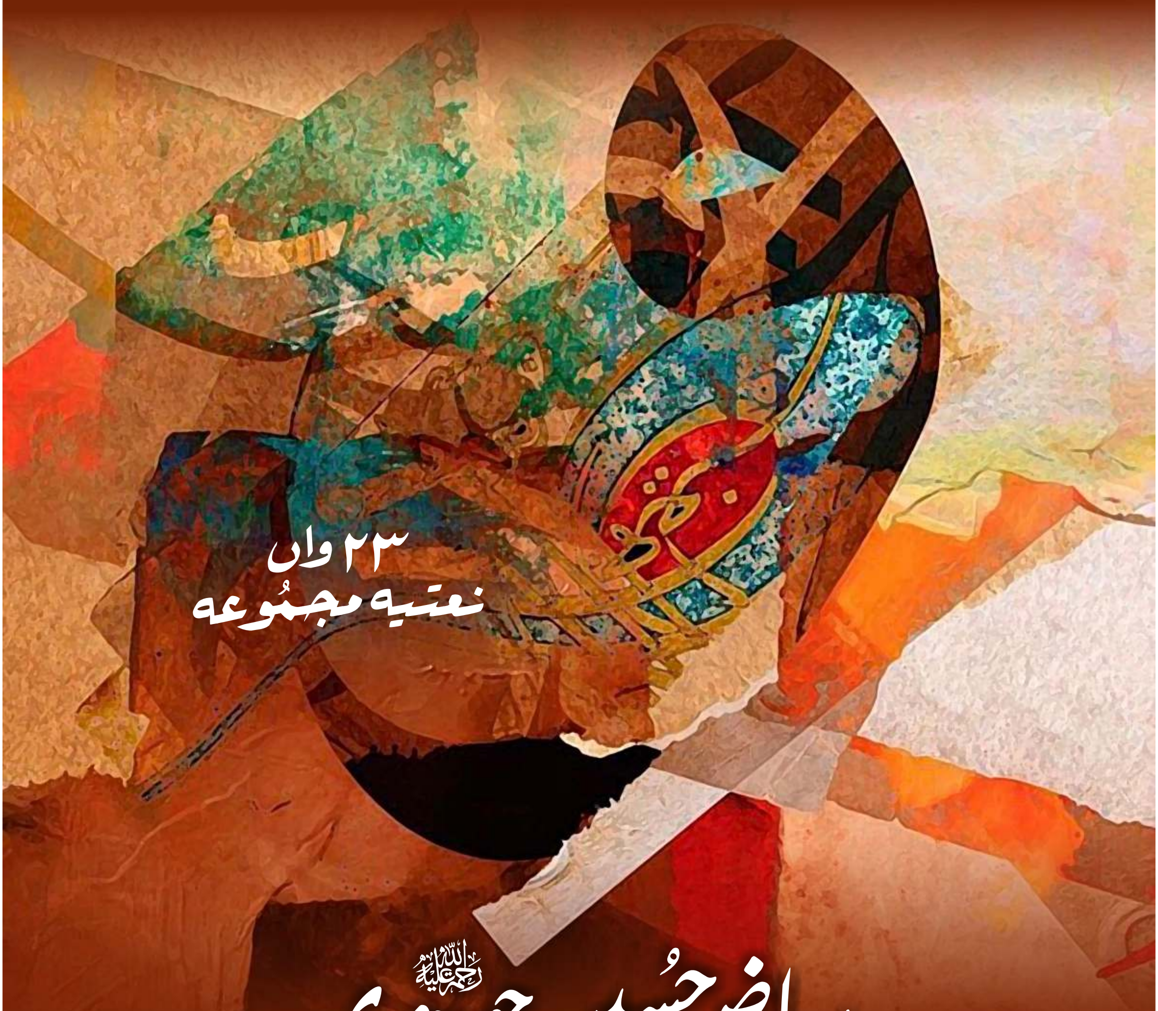

۲۳ واں
نعتیہ مجموعہ

ریاض حسین چودھری رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

# وِرد مسلسل

رہی ہے آرزو بچپن سے میری، شہرِ مدحت میں
حضورِ حسن توصیف و ثنا کی شاعری رکھ دوں

# وِردِ مسلسل

(تئیسواں نعتیہ مجموعہ)

(اِشاعت بعد اَز وصال)

## ریاضؔ حسین چودھری رحمۃ اللہ علیہ


**نعت رِیسرچ سنٹر**

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی
موبائل نمبر: 0332-2668266
sabeehrehmani@gmail.com
www.sabih-rehmani.com

# نعت ریسرچ سینٹر

## ہمارا نصب العین! نعتیہ ادب کا فروغ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ


| | | |
|---|---|---|
| کتاب | : | وردِ مسلسل |
| شاعر | : | ریاض حسین چودھریؒ |
| ترتیب وتدوین | : | شیخ عبد العزیز دباغ |
| کمپوزِنگ | : | محمد یامین، محمد نعیم |
| اشاعت | : | ستمبر 2021 |
| تعداد | : | 500 |
| صفحات | : | 294 |
| قیمت | : | 800 |

شائع کردہ

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی۔

ISBN: 978-969-8918-69-9

نازل کتاب نعت کی صورت میں جس نے کی
موضوعِ گفتگو ہے مرے انتساب کا

# لِلّٰہِ انتساب

کاسہ مرے جذبات کا لبریز رہا ہے
احساسِ غلامی میں ہوں سرشار مسلسل

# ترتیب


اظہاریہ

نعتِ ریاض — ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط — 15

نام نبیؐ کا وردِ مسلسل — ڈاکٹر طاہرہ انعام — 19

ریاض کے معنویت کے ذرائع — شیخ عبدالعزیز دباغ — 25

حمد مالک الملک

۱ چوٹیاں کیا دامنِ کہسار بھی سجدے میں ہے — 31

حمد و نعت

۲ عزیزانِ مدینہ کی دعاؤں کی ضرورت ہے — 34

۳ اُس ذاتِ لاشریک کو ربِ جہاں کہوں — 36

سہ نعتیہ

۴ درود پڑھتے ہیں مرغانِ مدحتِ آقاؐ — 39

سلام

۵ حضورؐ، حرفِ معطر سلام کرتے ہیں — 45

## ذکرِ جمیل

| | | |
|---|---|---|
| ۶ | اللہ کے پاک نام سے مَیں ابتدا کروں | 47 |
| ۷ | لاکھوں درود وردِ زبان و قلم رہے | 49 |
| ۸ | قندیل آرزو کی جلائیں گی تتلیاں | 51 |
| ۹ | درِ اقدس پہ رہتی ہے ازل سے چشم تر میری | 54 |
| ۱۰ | سب پرندے، سب فضائیں، بال و پر پتھر کے ہیں | 56 |
| ۱۱ | سر کے بل، در پر، چلے آئے، بہت اچھا کیا | 59 |
| ۱۲ | درودوں کی، سلاموں کی، نبیؐ پر رم جھمیں برسیں | 61 |
| ۱۳ | پھول، جگنو، تتلیاں جھک کر کریں اُنؐ کو سلام | 63 |
| ۱۴ | اَطلس و کمخواب کی دستار و خِلعت میں چراغ | 66 |
| ۱۵ | دنیا میں صدرِ بزمِ رسالت وہی تو ہیں | 68 |
| ۱۶ | اسمِ نبیؐ ہے لوحِ ثنا پر لکھا ہوا | 70 |
| ۱۷ | روشن قلم ہے مدحتِ خیرالانام سے | 73 |
| ۱۸ | مجھ کو مرے خدا نے ہے حرفِ ثنا دیا | 74 |
| ۱۹ | روشن افق پہ طاق ہے لیل و نہار کا | 76 |
| ۲۰ | ذکرِ جمیل ہر گھڑی گلبار آپؐ کا | 78 |
| ۲۱ | سمندر موجزن رہتا ہے ہر لحظہ درودوں کا | 80 |

| | | |
|---|---|---|
| ۲۲ | ہر ہر قدم پہ چاند ستارے بچھائے گی | 83 |
| ۲۳ | عمر گزرے روشنی سے گفتگو کرتے ہوئے | 85 |
| ۲۴ | ازل سے خاکِ مدینہ میں ڈھل رہا ہوں مَیں | 87 |
| ۲۵ | ہر حرفِ آرزو میں مدینے کی دلکشی | 89 |
| ۲۶ | سایۂ ابرِ کرم ہے خطۂ افکار پر | 91 |
| ۲۷ | ''طلوعِ فجر'' کا اسلوب دلکشی کا ہے | 94 |
| ۲۸ | مدینے کے سفر کی التجا شام وسحر کرنا | 98 |
| ۲۹ | یارب! ترے کرم کی نسیمِ سحر چلے | 100 |
| ۳۰ | خوش نصیبی سے علم داروں میں ہیں | 103 |
| ۳۱ | خدا کے بعد محمدؐ ہیں یہ ہوا ثابت | 105 |
| ۳۲ | صد شکر مَیں سرکارؐ کی چوکھٹ پر پڑا ہوں | 107 |
| ۳۳ | مَیں آئنوں کا سمندر تلاش کرتا ہوں | 109 |
| ۳۴ | ثنا کی روشنی دے یاخدا! ہر لکھنے والے کو | 111 |
| ۳۵ | تا حشر آسماں کی بلندی پہ یا نبیؐ! | 112 |
| ۳۶ | کیا خوب تا ابد ہے یہ قدرت کا اہتمام | 114 |
| ۳۷ | دستِ طلب ہے رحمتِ پروردِگار میں | 117 |
| ۳۸ | طشتِ درودِ پاک سپرد ہوا کریں | 119 |

| | | |
|---|---|---|
| ۳۹ | ہنگامۂ حیات میں چارہ گری کریں | 124 |
| ۴۰ | مقفل ہو نہیں سکتا کبھی درِ قصرِ رحمت کا | 126 |
| ۴۱ | مَیں خود بھی، قلم بھی مرا، انوار میں گُم ہیں | 129 |
| ۴۲ | دستِ صبا پہ رکھتا ہوں مدحت کی روشنی، | 132 |
| ۴۳ | ریگِ عرب سے چاند ستارے چنا کرو | 135 |
| ۴۴ | لحد میں بھی کھِلے گا، آسماں والو، چمن میرا | 138 |
| ۴۵ | ثنا گری کا سلیقہ مجھے ودیعت ہو | 141 |
| ۴۶ | حروفِ نعت سے مصروف گفتگو میں رہوں | 142 |
| ۴۷ | چراغِ نعت ہونٹوں پر جلے اسمِ گرامی کا | 144 |
| ۴۸ | بہارِ نعت کا حسن و جمال رکھتے ہیں | 146 |
| ۴۹ | مرا شعور مدینے کی ہر گلی میں رہے | 148 |
| ۵۰ | ریاضؔ، اُس شہرِ دلکش کے گلی کوچوں میں کھو جائیں | 150 |
| ۵۱ | نامِ نبیؐ لیا تو کھِلے روشنی کے پھول | 153 |
| ۵۲ | عرب کے ریگ زاروں کی ہواؤں کا ملے صدقہ | 155 |
| ۵۳ | زندہ عمل میں رکھو شریعت حضورؐ کی | 157 |
| ۵۴ | عروسِ صبحِ نو کے لب پہ ذکرِ مصطفیؐ ہوگا | 159 |
| ۵۵ | کتابِ دل میں پھر اسمِ نبیؐ ہوگا رقم امشب | 161 |

| | | |
|---|---|---|
| ۵۶ | پیوندِ خاک ہجر کی دیوار ہو کبھی | 163 |
| ۵۷ | دستِ صبا پہ رکھا گیا موسمِ بہار | 165 |
| ۵۸ | عشقِ ختم الرسلؐ میں گرفتار ہوں | 167 |
| ۵۹ | تیرگی میں مطلعِ انوار کی باتیں کریں | 169 |
| ۶۰ | قرآں کے لفظ لفظ میں مذکور کون ہے | 171 |
| ۶۱ | گھر ہی گھر ہے ثنائے محمدؐ | 173 |
| ۶۲ | مرے گھر میں آئے بہارِ مدینہ | 175 |
| ۶۳ | جو گذری ہے وہ کس کس کو بتائیں یارسول اللہ | 177 |
| ۶۴ | کیا خوئے پذیرائی ہے ہر ایک شجر میں | 180 |
| ۶۵ | اُس در پہ اپنی جان کا نذرانہ دھر چلیں | 182 |
| ۶۶ | اہلِ دنیا تو ہیں بے مروت دل تمہارا دکھاتے رہیں گے | 183 |
| ۶۷ | عیدِ میلادِ خیر الوریٰ ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں | 184 |
| ۶۸ | یارسولِ خدا، بابِ رحمت ہو وا، مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ | 186 |
| ۶۹ | قلم کے ساتھ ثنا کے ہوں شامیانے میں | 187 |
| ۷۰ | قریۂ جاں میں وہ تیرگی ہے فرد اپنے لیے اجنبی ہے | 189 |
| ۷۱ | پکاریں آپؐ کو کب سے نوائیں یارسول اللہؐ | 191 |

| | | |
|---|---|---|
| ۷۲ | سر پر ہے ثنا خوانی کی دستار مسلسل | 193 |
| ۷۳ | حصارِ کرب و غم میں شب بسر ہوتی نہیں آقاؐ | 195 |
| ۷۴ | ان ہجر کی راتوں میں طیبہ کی یاد ستاتی رہتی ہے | 197 |
| ۷۵ | ہر سَمت سے رحمت کے بادل چلے آئیں گے | 198 |
| ۷۶ | زمینِ زرد کو کالی گھٹائیں آپؐ دیتے ہیں | 200 |
| ۷۷ | نیا سورج ازل سے تابشِ غارِ حرا میں ہے | 201 |
| ۷۸ | حضوری کے یہ لمحاتِ ادب قسمت سے پائے ہیں | 203 |
| ۷۹ | غریبِ دل پہ تسلّط دکھوں کا جاری ہے | 204 |
| ۸۰ | امیرِ قافلہ سے، ہمسفر، اتنا تو کہنے دو | 207 |
| ۸۱ | دامنِ شہرِ قلم میں رقص کرتا ہے خیال | 208 |
| ۸۲ | سرِ مقتل۔ علَم لے کر، نکل آؤں گا مَیں کیسے | 210 |
| ۸۳ | میٹھی میٹھی کھجوروں کی سوغات دیں | 212 |
| ۸۴ | بساطِ عشق پر اپنی غلامی کے گہر رکھ دیں | 214 |
| ۸۵ | نعتِ حضورؐ کورے ورق پر اتار لے | 216 |
| ۸۶ | عجب سا کیف ملتا ہے مواجھے کی فضاؤں میں | 218 |
| ۸۷ | لوحِ جاں خطرے میں ہے، حرفِ اذاں خطرے میں ہے | 220 |
| ۸۸ | ہر نقشِ کفِ پائے محمدؐ ہے منوّر | 222 |

| | | |
|---|---|---|
| ۸۹ | گو ہر قدم پر اک نئی ٹھوکر ملی مجھے | 225 |
| ۹۰ | پہنے ہوئے ثنا کی ہیں پوشاک آج بھی | 227 |
| ۱۰۱ | رخشندگی ملے گی، تابندگی ملے گی | 229 |
| ۱۰۲ | کشادہ صحنِ جاں میں آرزو خیمے لگائے گی | 232 |
| ۱۰۳ | تیرگی کا سمندر ہے چاروں طرف، | 234 |
| ۱۰۴ | جمالِ محمدؐ، جلالِ محمدؐ | 236 |
| ۱۰۵ | اک نمونہ آپؐ ہیں ساری خدائی کے لیے | 238 |
| ۱۰۶ | اب تجھے کیا ہوا! مَیں بتاؤں کیسا پیارا ہے نامِ محمدؐ | 240 |
| ۱۰۷ | ہر روز برستی ہیں آنکھوں سے تمنائیں | 242 |
| ۱۰۸ | سوائے چاند تاروں کے ملے گا کیا خلاؤں میں | 244 |
| ۱۰۹ | مَیں بھکاری ہوں شہرِ نبیؐ کا، | 247 |
| ۱۱۰ | چراغِ آرزو گھر میں جلا لینا ہی بہتر ہے | 250 |
| ۱۱۱ | غلاموں کے غلاموں میں مجھے بھی کیجئے شامل | 252 |
| ۱۱۲ | مرے قصرِ محبت کی بنا اشکوں نے رکھی ہے | 254 |
| ۱۱۳ | کتابِ دل کے ورق کا مَیں حرفِ تازہ ہوں | 256 |
| ۱۱۴ | سیرت سے اُنؐ کی نعت کا دامن سجاؤں گا | 258 |
| ۱۱۵ | چراغِ رنگِ سخن جل اٹھے ہواؤں میں | 260 |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۱۶ | ضبطِ فغاں کی شاخ پہ صبر و رضا کے پھول | 262 |
| ۱۱۷ | چہرہ ہے سرخ حشر کے دن آفتاب کا | 265 |
| ۱۱۸ | قافلہ اترے کبھی آقاؐ کے قدموں کی طرف | 267 |
| ۱۱۹ | درِ آقاؐ پہ مطلع نعت کا خوشبو سناتی ہے | 271 |
| ۱۲۰ | حروفِ نعتِ نبیؐ میں سجائی ہیں آنکھیں | 273 |
| ۱۲۱ | چراغاں کر، مرے افکار میں، اے آسماں والے | 275 |
| ۱۲۲ | شناسا روشنی سے ہو مرے اندر کا انساں بھی | 277 |
| ۱۲۳ | کتابِ آرزو کے ہر ورق پر چاندنی رکھ دوں | 279 |
| ۱۲۴ | یہ جو رہتا ہے مرے لب پہ وفورِ رحمت | 282 |
| ۱۲۵ | اک نظر یا سیّدیؐ! میرے بھی حالِ زار پر | 285 |
| ۱۲۶ | درِ سرکارِ دو عالمؐ پہ میری چشمِ تر برسے | 288 |
| ۱۲۷ | تا ابد رقصاں رہے، میرے خدا! میرا قلم | 290 |
| ۱۲۸ | مدینے کی ہواؤں سے کریں گے گفتگو اِمشب | 293 |

# نعتِ ریاض

عقیدے کی شاعری کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ تقدس کی نورانی فضا جو روایتی قدروں کی بدولت شاعری میں عود کر آتی ہے وہ شعریت کو ماند کر دیتی ہے مگر ان قدیم روایتوں سے منہ موڑنا اور ان کی اہمیت و افادیت سے انکارکرنا ایک ادبی نقصان سے کم نہیں۔ اس لیے گو کہ ہم اپنے قدیم ادبی اثاثے اور اس کی روایتوں کی حدود میں محصور نہیں رہ سکتے مگر انھیں نظر انداز بھی نہیں کر سکتے۔ عصری ادبی تجربات کی اہمیت مسلّم ہے، لیکن کوئی ادب اپنی کلاسیکی روایتوں سے قطع تعلق کر کے زندہ نہیں رہ سکتا۔

بیسویں صدی کے چھٹے عشرے سے ادب میں جدید رجحان پروان چڑھا۔ اس کے اثرات نئی مشرقی و مغربی اَصنافِ ادب پر مرتب ہوئے تو ہمارا تقدیسی ادب بھی اس سے متأثر ہوا۔ چنانچہ حمد، نعت، منقبت، مرثیہ، مذہبی قصص وغیرہ میں عصری تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے نئے تجربات کیے گئے۔ اس کے اوّلین نقوش ہمیں عمیق حنفی کی نعتیہ تخلیق ''صلصلة الجرس'' (طبع اول ۱۹۷۱ء) میں دکھائی دیتے ہیں۔ تقدیسی ادب میں جدیدیت کے علم برداروں میں بعد میں بیسیوں نام داخل ہوئے، ان میں ریاضؔ حسین چودھری کا نام اس لیے سب سے اہم ہے کہ ان کے وصال تک ان کے تیئیس نعتیہ مجامع مکمل ہو چکے تھے جن میں سے تیرہ منظر عام پر آ چکے تھے۔ ''وردِ مسلسل'' ان کا آخری نعتیہ مجموعہ ہے جو ان کی وفات کے بعد شائع ہو رہا ہے جبکہ اولین مجموعہ ''زرِ معتبر'' کی اشاعت ۱۹۹۵ء میں عمل میں آئی تھی۔ اس مجموعے کی اشاعت کے بعد ریاضؔ مسلسل نعتیں لکھتے رہے اور ''تمنائے حضوری'' کی خاطر ''کشکول آرزو'' میں ''متاعِ قلم'' کی سوغات لے کر ''برستی آنکھوں'' سے

''خلدِ سخن'' میں ''ریاضِ حمد و نعت'' تلاش کرتے رہے۔

ریاضؔ کے بیس سے زائد نعتیہ مجامع کو ان کی زود گوئی یا بسیار گوئی پر محمول نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ شوق کی وارفتگی اور جذبات کے وفور کے سہارے شگفتہ رَوی کے ساتھ محو درود کائنات میں اخروی نجات کی پناہ گاہیں تلاش کرتے ہیں۔ان کا ہر نعتیہ مجموعہ گویا ان کے جہدِ مسلسل کی ایک منزل ہے جسے پانے کے لیے استقلال کی کسوٹی شرط ہے۔ ریاض نے حبِّ رسول ﷺ کے تئیں اپنے استقلال اور لگن کا ثبوت ان مجامع میں بہم پہنچایا ہے۔ وہ خود بارگاہِ ایزدی میں تمام اوراق پر توصیفِ آقا ﷺ رقم کرنے کے لیے قلم کے تا ابد رقص کرنے کی دعا کرتے ہیں۔

ریاضؔ کے نعتیہ مجموعہ ''وردِ مسلسل'' میں حمد، نعت، سلام جیسی موضوعی اصناف ہیں تو قطعات، فردیات، ثلاثی وغیرہ جیسی اَصنافِ سخن بھی پائی جاتی ہیں۔ ان کے یہاں نعت کا روایتی اور رسمی انداز نہیں پایا جاتا۔ وہ اپنی نعتوں میں جدید تقاضوں کی پاسداری کرتے ہیں۔چاہے الفاظ کا درو بست ہو، تراکیب کی بندش ہو، خیال کی رعنائی ہو، مضمون آفرینی ہو یا معانی آفرینی، ریاضؔ نعت کی ان جزئیات میں بھی جدت کا خیال رکھتے ہیں۔ خیال آفرینی کی ایک مثال دیتا چلوں تو اپنی ایک نعت میں وہ کہتے ہیں:

یا نبیؐ، اُکھڑی ہوئی سانسوں کا بھی چارہ کریں
بے بسی کے خیمۂ اَنفاس میں رہتے ہیں ہم
سر برہنہ قافلے والے ہیں سورج کے تلے
خوب برسے قافلوں پر آپؐ کا ابرِ کرم
گِر چکے قعرِ مذلت میں غلاموں کے ہجوم
عزمِ نو کے دیجئے امت کے بیٹوں کو علَم

ریاض نے نعتیہ اشعار میں شعری جمالیات نمایاں کرنے کے لیے بعض قدرتی اشیاء کے حسی پیکر تراشنے کی بھی کوشش کی ہے جیسے: بادِ شمال کا جشنِ مسرت سجانا، بادِ صبا کا چراغ ادب جلانا، ہوائے گلستاں کا نعت پیغمبر سنانا، کلی کا نام لکھ دینا، آنگن کے پیڑوں پر لالہ وگل کا ہجوم ہوجانا، خوش بو کا پیرہن بن جانا، خوشبو کا لب اظہار، قلم کی راجدھانی میں حروف لب کشا کا اترنا، کلک ثنا کو ماہ تمام عطا ہونا وغیرہ۔ ان کے یہاں دھوپ، جنگل، چراغ، ہتھیلی، سایہ، دیوار کے استعارے اوران سے بنے محاورے اور تراکیب کے استعمال سے نہ صرف یہ کہ اشعار میں معنوی حسن پیدا ہوا ہے بلکہ نعت میں جدت کی فضا پروان چڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ ریاضؔ کا ایک خاص کمال یہ ہے کہ وہ سامنے کی چیزوں کو اٹھا کر انھیں نئی معنویت عطا کرتے ہیں۔تتلی، آنگن، شجر، پتھر وغیرہ کا ان کی نعتوں میں استعمال اس کی مثال ہے۔ وہ رعایتِ لفظی کے ذریعہ جہانِ معنی سجانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے انھوں نے ایک شعر میں ''اسم گرامی'' اور ٹھنڈک کو باندھا ہے۔ گو اس میں تضاد کا پہلو دکھائی نہیں دیتا مگر شاعر نے ٹھنڈک کے لفظ کو باندھنے کے لیے ''گرامی'' کو صنعت ناقص کے طور پر (گرمی/گرامی) استعمال کیا ہے جس سے شعر کے معنوی حسن میں اضافہ ہوگیا ہے۔ ان کے یہاں صنعت کے پیچیدہ استعمال کی یہ ایک مثال ہے۔ ایک شعر میں انھوں نے خامشی اور نطق و بیان کا استعمال بھی صنعت تضاد کے لیے کیا ہے۔ ریاضؔ کے یہاں اس طرح صنعتوں کے استعمال میں جدت کا اثر و نفوذ پایا جاتا ہے۔ متذکرۂ بالا خصوصیات سے واضح ہو جاتا ہے کہ ریاضؔ کی نعتیہ شاعری میں عصری حسیت کے ساتھ شاعری کے جدید تقاضوں کو بھی فنکارانہ انداز میں برتا گیا ہے۔

ڈاکٹر سید یحیٰ نشیط

اُترا ورق پہ چاند ستاروں کا اِک ہجوم
رعنائیِ خیال قلم سے لپٹ گئی

# نامِ نبی ﷺ کا وِردِ مسلسل

ریاضؔ حسین چودھری کا یہ مجموعہ اسم بامسمّٰی ہے کہ ان اشعار میں جو بھی کیفیات بیان ہوئیں، جو احساسات لفظوں میں ڈھلے، جو دعائیں عجز و محبت کی نوا گر ہوئیں، سب میں تاثر کا ایک تسلسل ہے۔ مطالعہ کرتے ہوئے جابجا یہ خیال دامن گیر ہوتا ہے کہ یہی کیفیت، یہی جذبہ، یہی نیاز کسی گزشتہ شعر میں بھی جاگزیں تھا۔ ریاضؔ صاحب کے نعتیہ کلام کی کثرت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اپنے متعلق ان کا یہ گمان برحق ہے:

عالمِ اَرواح میں مجھ کو قلم بخشا گیا
عشق کے رکھے گئے میری جبلت میں چراغ

ان کا سارا کلام اسی عشق کا اظہار ہے۔ جب عشق اور اظہار، دونوں قوتیں ودیعت ہو گئی ہوں تو پیہم عرضِ حال سے مفر کہاں۔۔۔ یہ زُود گوئی انہیں مبہم تجربات کا موقع نہیں دیتی اور وہ طبعاً اس کے خواہاں بھی معلوم نہیں ہوتے۔ البتہ کلام میں ندرت کا لپکا ان کے دل میں ضرور موجود ہے۔ اس کا محرّکِ محض بھی عشق کی سرخوشی ہے جو خوش بیانی میں ڈھلنا چاہتی ہے ورنہ اَہلِ فن پر دھاک بٹھانا انہیں مقصود نہیں۔ وہ سادہ دِلی سے اپنا سچا حال کہتے چلے جاتے ہیں۔ آنکھیں ہمہ وقت طیبہ کی راہ گزر پہ ہیں، دل مہجوری میں بھی حضوری کے مزے لوٹتا ہے۔ کیفیات کی شدت نئی نئی تصویریں بناتی ہے۔ یہ تصویریں کبھی محسوس کردہ اور بیتے ہوئے لمحات سے بنی ہیں اور کبھی چشمِ تخیل انہیں وقوع پذیر ہونے سے قبل ہی محسوس کرتی اور لفظوں میں اُجال دیتی ہے:

سردارِ کائنات کی چوکھٹ پہ رات سے
اِک شخص ہے، ہجومِ سَحَر میں گِھرا ہُوا

آنکھوں نے جھک کے چُوم لی چوکھٹ حضور کی
اب چل پڑے گا دیکھنا دریا رُکا ہوا

پہلے سے دست بستہ کھڑا ہے مرا خیال
آیا ہوں میں تو شہرِ نبی ﷺ میں ابھی ابھی

مدینے میں کھڑا ہے ایک مجرم ہتھکڑی پہنے
اسے بھی عمر بھر کی ہوں سزائیں یا رسول اللہؐ

رنگ، خوشبو، پھول، تتلی، جگنو، روشنی، چاند، ستارے ---یہ سب الفاظ اُردو شاعری میں ہمیشہ سے مستعمل ہیں اور بالخصوص غزل کے پیکر میں سو سو طرح اپنی چھب اور نزاکت دکھاتے رہے ہیں۔ شاعر کا دستِ ہُنر لفظوں کے تیور اور تلازمات بدل دیتا ہے۔ کشفی صاحب کے بقول: ''غزل کا عشقیہ لہجہ بڑا امتحان ہے اور یہ تلوار کی تیز دھار پر سفر ہے''۔ مبارک ہیں وہ لفظ شناس جو اپنے سلیقے اور ادب کی بنا پر سلامتی سے اس راہ گزر سے گزر جاتے ہیں۔ ریاض صاحب کو غزل میں نعت کی کھری شاعری سمو دینے پر بجا طور پر فخر ہے۔ متذکرہ بالا الفاظ کو انھوں نے اس رُوپ میں ادا کیا ہے کہ حُسنِ فطرت کا ہر زاویہ فیضِ رسالت سے سرشار نظر آتا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ نعت کہنے کے عمل میں لفظ، آواز کے جگنو بن کر چمکتے ہیں، روشنی شریکِ سفر ہوتی ہے۔ تتلیاں طوافِ قلم کرنے میں اپنے رنگ جھلکاتی ہیں، پتھریلے حروف بھی گلاب ہو جاتے ہیں۔ خوشبوؤں کے دریچے کھُل جاتے ہیں۔ چاندنی پَر کُشا ہوتی ہے۔ مہ و مہر کی کرنیں وجد میں آ جاتی ہیں۔ ---

انہی احساسات نے ان کے نرم لہجے میں جمالیاتی آہنگ پیدا کر دیا ہے:

اُترا ورق پہ چاند ستاروں کا اِک ہجوم
رعنائِ خیال قلم سے لپٹ گئی

بکھر جائیں گے اب آواز کے جگنو ہواؤں میں
بیاضِ نور و نکہت کو سپردِ چشم تر کرنا

طائف کے سنگ ہاتھ میں لے کر سرِ بدن
فصلِ یقین و عزم اُگائیں گی تتلیاں

اَنوار کی بارش میں مجھے ایسے لگا ہے
جیسے میں کئی چاند ستاروں سے بنا ہوں

کتنی عجیب عرضِ تمنا ہے اے خدا!
کشتِ ثنا میں تتلیاں جگنو اُگا کریں

خوشبو ریاضؔ چھپ کر اوراق پر بچھی ہے
جب بھی ثنا کروں گا رُت سرمدی ملے گی

''ورِدِ مسلسل'' کی نعتوں میں ایک واضح تاثر اس بات کا ہے کہ ریاضؔ صاحب نے حضورِ پاک ﷺ کی خدمت میں جو بھی عرض کی ہے؛ خواہ محبت اور مجبوری کا حال کہا ہے، خواہ مستقبل میں عشق و یقیں کی گیرائی طلب کی ہے۔ وہ کہیں بھی اپنی اولاد کے ذکر سے غافل نہیں ہوتے۔ ان کے لیے بھی مسلسل حاضری کا شرف چاہتے ہیں۔ ان کے لبوں پر نعتِ نبی ﷺ کے گلاب کھلنے پر افتخار محسوس کرتے ہیں۔ حلقہ مدحت میں رہنے کے لیے

انہیں آدابِ غلامی اَز بر کرانا چاہتے ہیں۔ گویا ایک سچے اُمتی کی طرح آئندہ نسلوں کو بھی عشقِ رسول ﷺ کے جواہر سے مالامال دیکھنا چاہتے ہیں، تبھی نوکِ قلم سے اس مجموعے میں جابجا یہ دعائیں پرو دی گئی ہیں:

خدا کرے کہ قبیلے کا ایک اِک بچہ
تمام عمر اُنہی کی گداگری میں رہے

بچے کھڑے ہیں گھر کی کنیزوں کے درمیاں
آقا! قبول ہو مری نسلوں کا اِنکسار

تصور میں جوارِ گنبدِ خضرا میں سب بچے
گھروندے آرزوؤں کے بنائیں یا رسول اللہؐ

ہوائے تند ہے، اَمواجِ سرکش کے پسِ پردہ
گھروندے میرے بچوں نے بھی ساحل پر بنائے ہیں

نعت ہی میری نسلوں کی پہچان ہو
زندگی کے سفر میں وہ حالات دیں

ریاضؔ صاحب کے کلام میں خیال اصلی صورت میں بے ساختہ اور سہولت سے بیان ہوتا ہے۔ مجازی قرینوں میں بھی ان کا شعر متذبذب نہیں ہوتا بلکہ صریحاً نعت ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ تلمیحات کا استعمال کم ہے اور جہاں ہے وہ بیشتر اسلامی تاریخ ہی سے ماخوذ ہے۔ سیرتِ سرکارِ دو عالم ﷺ کی روشنی میں وہ عصرِ حاضر کے تمام فکری مغالطوں سے نکل آنے کی راہ دکھاتے ہیں۔ وہ نعت سے اس منصبِ عظیم کو نبھانا چاہتے ہیں کہ

تشکیک کا گرد و غبار دولتِ یقین سے چھٹ جائے اور اسوہ حسنہ کے تذکار سے حسد و انتقام کے شعلے گلزار ہو جائیں۔

آنحضور ﷺ کی بارگاہ میں اُمت کا حال عرض کرتے ہوئے ان کے لفظ گواہی دیتے ہیں کہ ان میں سماجی اور سیاسی المیوں سے آگاہی، عصری حسیت اور جبر و استحصال کا کرب پنہاں ہے:

سالارِ قافلہ کو قواعد کی دیں کتاب
اُمت کی یا رسولؐ یہ سانسیں ہیں آخری
تاریک شب سے دوستی کرنے کے جرم میں
آقا! چراغ روشنی دیتے نہیں مجھے
لوگ کتنے ہیں خدا بننے کے شر میں مبتلا
میری پیشانی پہ سجدوں کا نشاں خطرے میں ہے
ہر ورق پہ سسکیاں چھوٹے ممالک کی حضور ﷺ!
گنبدِ خضرا کا موسم آج کے اَخبار پر
نمایاں ہو نہیں پائے نشاں ٹھنڈی ہواوں کے
غبارِ فتنہ و شر میں نبی جی ہے وطن میرا
ہزاروں خارجی گندم چُرا لیتے ہیں کھیتوں سے
تصرّف میں نہیں میرے ابھی کوہ و دمن میرا

ریاضؔ صاحب نے نعت رنگ (17) کے ایک مضمون میں لکھا کہ غزل کی داخلی کیفیت کا پورا نظام بنیادی طور پر نعت گو کا فنی حوالے سے تربیتی نصاب ہے۔۔۔۔خود اُن کی نعتیہ غزل اس بات کی شاہد ہے کہ انہوں نے اس نصاب سے بھرپور استفادے کے بعد، شعری روایت کے انجذاب کے بعد مدحتِ سرکار ﷺ پر قلم اُٹھایا ہے اور دیگر اہلِ ہُنر سے بھی یہی تقاضا کیا ہے کہ اِظہار و ابلاغ کی قوتیں لایعنی تفکرات اور بے سمت خیالات میں صَرف نہ ہونے پائیں:

سخن اِبہام کے کوچے میں آ نکلا ہے ہم نفسو!
عروسِ شعر کو نعتِ نبی ﷺ کے سرخ گہنے دو

معمور ہو جو اسم محمد ﷺ کے نور سے
شہرِ غزل میں ایسی کھری شاعری کریں

تو نے ریاضؔ اذنِ خدا سے بصد خلوص
کشتِ غزل میں نعت کا موسم اُگا دیا

حضور ﷺ سے عشق اور حضور ﷺ کی مدح کا شوق صرف ان کے قلم ہی کے محرّک نہیں رہے بلکہ اس جذبہ عشق کا وفور ان کے نفس نفس میں تادمِ آخر رہا۔۔۔۔تبھی اس شعر میں جو لپک ہے وہ بیان سے باہر ہے:

بچو! دمِ رُخصت مرے کہنا یہ اَجل سے
ابّو تو ابھی مدحتِ سرکار میں گم ہیں

ڈاکٹر طاہرہ انعام

# ریاض کے معنویت کے ذرائع

ریاضؔ حسین چودھریؒ ایسے شاعرِ رسول ہیں جن کے کلام پر بات کی جائے تو سوچنا پڑ جاتا ہے کہ بات کہاں سے شروع کی جائے کیونکہ ان کے کلام کی وسعت کا احاطہ کرنا مشکل مرحلہ ہے جب کہ ان کے مضامین نعت کے تنوع کو سمیٹنا بھی اتنا ہی دقیق کام ہے۔ یہ مجموعۂ کلام ان کا تئیسواں مجموعہ ہے جب کہ معیار کلام کی بات کریں تو جب ابھی بارہ مجموعہ ہائے نعت ہی شائع ہوئے تھے تو ان میں سے چھ کو صدارتی اور سیرت ایوارڈز مل چکے تھے۔

ان کا نعتیہ کلام ۲۳ مجموعوں پر مشتمل ہے جو ان کی ویب سائٹ riaznaat.com پر موجود ہیں۔ چودھری صاحب کے نعتیہ مجموعوں کے تعارف کے لئے نامور شعرا اور ادیبوں نے قلم اٹھایا ہے اور انہیں صف اول کے جدید اردو نعت نگاروں میں ممتاز مقام کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ کسی نے پیشوایت کا درجہ دیا ہے تو کوئی انہیں جدید اردو نعت نگاری کا امام گردانتا ہے۔ مگر یہ تو اپنی اپنی رائے ہے۔ ان کا اصل مقام تو وہ ہے جو کہ نعت خود انہیں عطا کرے گی۔

ریاضؔ نے طویل اور بھرپور نعت نگاری کی ہے جس کے لئے وہ ''نعت مسلسل'' کی ترکیب بھی استعمال کرتے ہیں۔ ان کے ہاں لفظ مسلسل کی معنوی تہیں ان کے پورے کلام کو محیط ہیں۔ ''مسلسل'' کا لفظ ان کے ہر مجموعہ کلام میں مختلف صورتوں میں کئی بار استعمال ہوا ہے۔ پہلے ہی مجموعے ''زرِ معتبر'' میں یہ لفظ کوئی سولہ مرتبہ آیا ہے اور نعتِ مسلسل، کیفِ مسلسل، اضطرابِ مسلسل اور فیضانِ مسلسل جیسی تراکیب استعمال کی گئی ہیں، جہاں وہ لکھتے ہیں کہ قرآن ایک مسلسل نعت ہے اور خود اسمِ محمد ﷺ ایک مسلسل نعت ہے:

ریاضؔ اِسمِ محمدؐ تو خود اِک نعتِ مسلسل ہے
ترے الفاظ کیا، تیرا قلم، تیری زباں کیا ہے

یوں ریاض نے ’’بھرپور‘‘ نعت لکھی اور ’’مسلسل‘‘ لکھی۔ ریاض جب نعت لکھنے لگتے ہیں تو لکھتے چلے جاتے ہیں۔اس مجموعہ نعت کا نام ہی ’’وِردِ مسلسل‘‘ رکھا ہے۔ اس سے مرادمحض زود گوئی اور بسیار گوئی ہی نہیں، بھرپور اور مسلسل ارتقائے معنویت کے حوالے سے بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کا علامتی نظام، اوراستعاروں کا مربوط استعمال ان کے اشعار میں معانی کی تہوں کو وجود بخشتا ہے۔مسلسل اور بھرپور ایسے ہی لب کشا الفاظ ہیں۔ ریاضؔ نے جو طویل نعت نگاری کی، اس کی مثال ایک خود رَو چشمے کی طرح ہے جو پھوٹ پڑتا ہے اور بہنے لگتا ہے اور بہتا چلا جاتا ہے اور اسے ’’زم زم‘‘ کہنے والا کوئی نہیں۔ اس طوفانی چشمے کے پیچھے کون سا تخلیقی عمل کارفرما ہے اسے ریاض ازل سے نعت گوئی کا تخلیقی تجربہ قرار دیتے ہیں جس کا اظہار ان کے تمام مجموعہ ہائے نعت میں ملتا ہے۔

’’مسلسل‘‘ کے لفظ کو وہ حسن کارانہ انداز میں استعمال کرتے ہیں:

ہر حرفِ آرزو میں مدینے کی دلکشی
ڈوبی ہوئی ہے کیفِ مسلسل میں زندگی

گھر کی فضا میں صلِّ علیٰ کے جلیں چراغ
گھر میں رہے درودِ مسلسل کی روشنی

صدقہ مرے قلم کا اتارے ہے آسماں، میرے لبوں کو چومنے آئی ہے کہکشاں
مَیں نے کہی ہے نعتِ مسلسل ابھی ابھی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

توصیف کا منصب مرے اشکوں کو ملا ہے
الفاظ میں ہوتا نہیں اظہار مسلسل

پلکوں پہ فروزاں مرے اشکوں سے بھی آقاؐ
رہتی ہے ہوا بر سرِ پیکار مسلسل

ریاضؔ کی نعت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی نعت کو نعت مسلسل بنانے کے لئے علامات اور استعارات کا ایک نظام وضع کر کے اظہار کے گجرے سجاتے ہیں اور یہی ان کے ہاں تہہ در تہہ معنویت کے ذرائع ہیں۔ غزل ایک صنف سخن ہے مگر ان کے ہاں یہ ایک بھرپور استعارہ ہے۔ قلم ان کے ہاں حسن شعریت کا وسیلہ ہے۔ تخیلات کی بہاریں ان کے اشعار میں جگنو بن کر روشن ہونے لگتی ہیں اور لب کشا الفاظ وہ تتلیاں ہیں جو تخلیق نعت کے لمحوں میں قلم سے لپٹنے لگتی ہیں۔

شب بھر رہی شریکِ سفر روشنی، حضورؐ
جگنو تمام، تتلیاں سب، میرے ساتھ تھے

غزل اور نعت کا موازنہ ان کا محبوب مضمون ہے۔ ان کی جدید اردو نعت میں اس طرح کے مضامین رگِ جاں کی حیثیت رکھتے ہیں جن کا وردِ مسلسل کشتِ غزل بن جاتا ہے:

تو نے ریاضؔ اذنِ خدا سے بصد خلوص
کشتِ غزل میں نعت کا موسم اگا دیا

فن شعر کے معیار اور اعلیٰ جدیدیت کے حوالے سے ریاض نے اپنی مدحت نگاری میں ''غزل'' کو فن شعریت کے استعارے کے طور پر استعمال کیا ہے۔

اِک عجب سا کیف ملتا ہے سرِ شامِ غزل
مدحتِ خیر الوریٰ کی آرزو کرتے ہوئے

اسی طرح ریاضؔ کے کلام میں قلم ایک مضبوط اور وسیع استعارے کے طور پر استعمال ہوا ہے جسے وہ اپنے دیگر استعاروں کے ساتھ گہری معنوی رعایتوں کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔اِس سے جو حسنِ کلام وجود میں آتا ہے اس کو صرف محسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔

ہر ایک لفظ کے باطن میں کہکشاں سمٹے
قلم ریاضؔ کے ہاتھوں میں چاندنی کا ہے

اب تک قلم کو چومنے آتی ہے کہکشاں
تختی کبھی لکھی تھی پیمبرؐ کے نام کی

اترا ورق پہ چاند ستاروں کا جب ہجوم
رعنائیِ خیال قلم سے لپٹ گئی

تتلی ریاضؔ کے کلام میں ایک اور خوبصورت استعارہ ہے جو ان کے اسلوب اور معنویت کلام میں دھنک رنگ بکھیرتا ہے اور جسے وہ کمال مہارت سے استعمال کرتے ہیں۔ اس سے انہوں نے حسن معنی کو ایسا جمال بخشا ہے جو اس سے پہلے کہیں ذوق کی تسکین کا ساماں کرتے نظر نہیں آیا۔ دیکھیں تتلیوں کو کن کن معانی اور مفاہیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔یہ تو ایک مسلسل نعت ہے، فردیات میں بھی اس حسن معانی کی تجلیات یوں ہی بکھری نظر آتی ہیں:

قندیل آرزو کی جلائیں گی تتلیاں
لب پر حروفِ نعت سجائیں گی تتلیاں

ہر شب میں نعت لکھتا ہوں گلشن کی تتلیو!
ہر شب طواف میرے قلم کا کیا کرو

ریاض نے خوشبو کا استعارہ بھی اسی حسنِ فن کے ساتھ اپنے سارے کلام میں استعمال کیا ہے۔ مدحت رسول کو بھی وہ خوشبو کہتے ہیں۔مگر دیکھیں وہ اس استعارے کو کن رعایتوں کے ساتھ استعمال کر کے اپنے کلام کو معنوی گہرائی کا سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ اس مجموعے میں بھی خوشبو کے حوالے سے حسن شعریت کے نادر نمونے موجود ہیں:

کلی نے لکھ دیا ہے نام اُنؐ کا میری تختی پر
ابد کے بعد بھی خوشبو رہے گی ہمسفر میری

ہجومِ لالہ و گل ہے مرے آنگن کے پیڑوں پر
بنی ہے پیرہن، خوشبو، ترو تازہ گلابوں کا

کتابِ آرزو کے ہر ورق پر چاندنی رکھ دوں
میں خوشبو کے لبِ اظہار پر نعتِ نبیؐ رکھ دوں

ریاضؔ کے کلام کی بڑی خوبی جسے احمد ندیم قاسمی جیسے صاحب مقام ادیبوں نے محسوس کیا وہ ان کا حسنِ شعریت ہے جسے وہ ''بھرپور'' کے لفظ سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ریاضؔ کا سارا کلام اسی جمالِ فن کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ خود ریاضؔ اس کا اِظہار ''لب کشا'' کی ترکیب سے کرتے ہیں:

حروفِ لب کشا اتریں قلم کی راجدھانی میں
رہے مصروف کلکِ التجا شام و سحر میری

لب کشائی کی کہاں جرأت غلاموں میں، حضورؐ
طشت میں آنسو سجا لائے، بہت اچھا کیا

ہاتھوں پر چراغ ایک اور بہت پیاری ترکیب ہے جسے ریاض مہارت فن کے ساتھ اپنے کلام میں لے کر آئے ہیں۔ایک محبوب ترکیب کلک ثنا ہے جس کے لئے وہ ماہِ تمام کے طالب ہیں جو بھرپور نعت کے استعارے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

التجا ہے یہ ریاضؔ بے نوا کی، یاخدا!
ہو عطا کلکِ ثنا کو آج بھی ماہِ تمام

مَیں نے ہر ساعت کے ہاتھوں پر جلائے ہیں چراغ
ہے یہی میری نجاتِ اُخروی کا اہتمام

تازہ ہوا کے ہاتھ میں مشعل ثنا کی ہے
رہتی ہے مستقل مرے کمرے میں روشنی

ہوائے تند میں دونوں ہتھیلیوں پہ ریاضؔ
چراغِ نعت سجا کر نکل رہا ہوں مَیں

ریاض کے حسن کلام، حسن شعریت اور وفورِ اِظہار کے چند نمونے پیش کئے ہیں۔ اسی طرح لحد، روزمحشر، پھول، بچے، کہکشاں دھنک اور ایسی ان گنت تراکیب و علامات ہیں جن سے ان کی نعتِ جدید کا وجود متشکل ہوا ہے۔یہی حسن لغت ان کے ۲۳ مجموعہ ہائے کلام کو محیط ہے اور ’’وردِ مسلسل‘‘ جو آپ کے ہاتھ میں ہے اسی فروغِ معنویت کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔

شیخ عبدالعزیز دباغ

## حمدِ مالک الملک

چوٹیاں کیا دامنِ کہسار بھی سجدے میں ہے
دھوپ میں ہر سایۂ دیوار بھی سجدے میں ہے

مصطفےٰ سجدے میں ہیں، اے رحمتِ پروردگار
ہر دعائے سیّد ابرارؐ بھی سجدے میں ہے

مَیں کہ اک ناچیز بندہ، حمد لکھتا ہوں تری
نسلِ انسانی کا ہر کردار بھی سجدے میں ہے

ایک اک منظر تری قدرت کا شہکارِ عظیم
یاخدا! ہر دیدۂ بیدار بھی سجدے میں ہے

ہر کوئی مصروف رہتا ہے عبادت میں تری
ہر کسی کا جُبّہ و دستار بھی سجدے میں ہے

کیوں نہ سجدے میں رہے میرا چراغِ زندگی
ہر طرف جب بارشِ انوار بھی سجدے میں ہے

ماہ و انجم روزِ اوّل سے ہیں مصروفِ طواف
گردشِ افلاک کی رفتار بھی سجدے میں ہے

پھر جوارِ گنبدِ خضرا کا دروازہ کھُلے
بے نوا کی حسرتِ دیدار بھی سجدے میں ہے

قریہ قریہ نعرۂ توحید ہوتا ہے بلند
بستی بستی گرمیٔ بازار بھی سجدے میں ہے

عقلِ انسانی ابھی حیرت میں گم ہے یاخدا!
یہ قلم، یہ دولتِ افکار بھی سجدے میں ہے

تیری عظمت کی گواہی دے رہا ہے ہر کوئی
چشمِ تر میں گنبد و مینار بھی سجدے میں ہے

تیری ہر مخلوق تیری حمد کرتی ہے بیاں
بادشاہوں کا سجا دربار بھی سجدے میں ہے

سجدہ ریزی ہو مرے اشکِ ندامت کی قبول
بندگی میری کا یہ اظہار بھی سجدے میں ہے

اس کے آنگن میں بہارِ جاوداں ہو خیمہ زن
یاخدا! ہر دخترِ نادار بھی سجدے میں ہے

اُس کے گھر کے عکس سے روشن ورق اس کے ریاضؔ
گویا سارا آج کا اخبار بھی سجدے میں ہے

## قطعہ

مشرف ساعتوں کا ہر شرف پایا ہے پھر، یارب!
ورق سادہ اٹھا کر ہاتھ میں لایا ہے پھر، یارب!
ذخیرہ حرفِ نو کا ڈال دے اس کے بھی دامن میں
قلم زرخیز لمحے مانگنے آیا ہے پھر، یارب!

## ثلاثی

غبارِ حرفِ ندامت میں آنکھ ہے میری
ستارا ایک بھی مجھ کو نظر نہیں آتا
مرے خدا! مری بینائی کو سلامت رکھ

# حمد و نعت

عزیزانِ مدینہ کی دعاؤں کی ضرورت ہے
درِ اقدس پہ منگتی کہکشاؤں کی ضرورت ہے

طوافِ گنبدِ خضرا میں جو مصروف رہتی ہیں
مری سانسوں کو اُن ٹھنڈی ہواؤں کی ضرورت ہے

مدینے آکے جو اپنے سفینوں کو جلا ڈالیں
خدا کی ہے قسم اُن ناخداؤں کی ضرورت ہے

مدینے کے مسافر کے نقوشِ پا پہ ہر لمحہ
ادب سے سر جھکاتی فاختاؤں کی ضرورت ہے

ہمارے آئنوں سے دھند ہے لپٹی ہوئی اب تک
مدینے کی ہمیں اجلی فضاؤں کی ضرورت ہے

مرے بچوں کی سب محرومیوں کی بھی تلافی کر
مرے مولا! کرم کی انتہاؤں کی ضرورت ہے

مرے سر سے بلائیں ٹال دے ساری خدا میرے
ہجومِ کرب کے سب انخلاؤں کی ضرورت ہے

ابھی شاید قلم اشکوں میں ڈوبا ہی نہیں میرا
ابد کے بعد بھی اِن التجاؤں کی ضرورت ہے

محمدؐ کے وسیلے سے تو دے اذنِ سفر ان کو
مری تشنہ زمینوں کو گھٹاؤں کی ضرورت ہے

خدایا سر سے اونچا ہو گیا ہے صبر کا پانی
ریاضؔ بے نوا کو اب نواؤں کی ضرورت ہے

## قطعہ

مرحبا صد مرحبا شامِ درودِ مصطفیٰؐ
لب بہ لب حرفِ ثنا شامِ درودِ مصطفیٰؐ
موجزن صلِّ علیٰ کا اک سمندر ہے، ریاضؔ
ہے کرم کی انتہا شامِ درودِ مصطفیٰؐ

# حمد و نعت

اُس ذاتِ لاشریک کو ربِ جہاں کہوں
ہر چیز پر ازل سے اُسے حکمراں کہوں

جس کا ہے نور ارض و سماوات پر محیط
اُس بیکراں وجود کو مَیں لامکاں کہوں

الفاظ گنگ، سوچ کا چہرہ بھی فق ہوا
حیرت زدہ ہوں کس طرح حرفِ بیاں کہوں

مَیں عجز و انکسار کی سرحد پہ سرنگوں
اُس حرفِ معتبر کو فقط جاوداں کہوں

حمدِ خدا سے کرتا ہوں آغاز نعت کا
اللہ کے کرم کو مَیں اپنی زباں کہوں

پرچم بنا کے دامنِ صد چاک کا کبھی
ڈوبی ہوئی ہیں خون میں پھر بستیاں کہوں

اک سیلِ ذوق و شوق رگوں میں ہے موجزن
اک سلسبیل نور کی ہے زرفشاں کہوں

پہلے کروں مَیں کوثر و تسنیم سے وضو
پھر اُنؐ سے بیقراریٔ تشنہ لباں کہوں

انسانیت کے محسنِ اعظمؐ کے نام کو
زخموں کی تیز دھوپ میں اک سائباں کہوں

اُنؐ پر ہیں ختم نورِ رسالت کی طلعتیں
مہرِ یقین و نورِ جبیں بے گماں کہوں

اُنؐ کے نقوشِ پا کو لکھوں منزلِ مراد
اُنؐ کی گلی کو غیرتِ صد آسماں کہوں

نامِ نبیؐ کے ساتھ جو آنکھوں میں آ گئے
اُن آنسوؤں کو حاصلِ عمرِ رواں کہوں

یوں تو مری حیات کا عنوان اور تھا
لیکن بفیضِ نعت اسے گلفشاں کہوں

پرچم بنا کے دامنِ صد چاک کا کبھی
ڈوبی ہوئی ہیں خون میں پھر بستیاں کہوں

جی چاہتا ہے گنبدِ خضرا کے سامنے
ٹوٹے ہوئے وطن کی کبھی داستاں کہوں

آنکھوں میں سیلِ اشکِ ندامت کے باوجود
برباد ہو گیا ہے مرا آشیاں کہوں

درِ یتیم، آمنہؓ کے لالؐ کو ریاضؔ
سردارِ کائناتؐ، شہِ مرسلاںؐ کہوں

# فردیات

مرا اعزاز دیکھو دور رہ کر بھی مدینے سے
مدینے کی ہواؤں سے مخاطب ہوتا رہتا ہوں

تصور میں پہنچ جاؤں گا شہرِ نور و نکہت میں
بڑھاپا کیا مرے عزمِ جواں کی راہ روکے گا

# سہ نعتیہ

درود پڑھتے ہیں مرغانِ مدحتِ آقاؐ
خیال و فکر سے آگے ہے رفعتِ آقاؐ

حدودِ عشقِ رسالت مآبؐ، نامعلوم
محیط شام و سحر پر ہے عظمتِ آقاؐ

تمام منطقے رحمت کے بادلوں میں ہیں
تمام منطقے رکھتے ہیں نسبتِ آقاؐ

چراغِ مدحتِ آقاؐ کبھی نہیں بجھتے
رواں دواں ہے ازل ہی سے نکہتِ آقاؐ

یہ کہکشاں یہ ستارے ہیں نقشِ پا اُنؐ کے
جمالِ ارض و سماوات ندرتِ آقاؐ

قدم قدم پہ ہے رقصاں خلوص کی شبنم
افق افق پہ درخشاں ہے طلعتِ آقاؐ

مری غلامی کی اسناد پر بفضلِ خدا
سرِ ورق پہ ہے مہرِ محبتِ آقاؐ

ہر اک جزیرے پہ پرچم سلامتی کے کھُلے
ہر اک جزیرے کا محور ہے سطوتِ آقاؐ

ہے اعتراف قلم کو بھی کم نگاہی کا
بیاں ہو مجھ سے کہاں شان و شوکت آقاؐ

گری ہے قعرِ مذلّت میں کتنی صدیوں سے
غبارِ زر کی تپش میں ہے امتِ آقاؐ

شرف ملا ہے ملائک کو نوکری کا ریاضؔ
ہوئی نصیب فرشتوں کو خدمتِ آقاؐ

قلم کے ساتھ ہے لازم روایتِ آقاؐ
خدا کے حکم میں شامل ہے طاعتِ آقاؐ

خدا کی دین ہے دستارِ مرسلِ آخرؐ
کہاں ہے وسعتِ افلاک خلعتِ آقاؐ

یہاں بھی اُنؐ کے کرم کا ہے سلسلہ جاری
وہاں ضرور ملے گی شفاعتِ آقاؐ

وگرنہ خاک عمل کے ہے باب میں اپنے
ملی ہے پھر بھی بشر کو نیابتِ آقاؐ

ہر ایک چیز ہی نعلین کا تصدق ہے
خدا کی ساری خدائی ہے ثروتِ آقاؐ

خطا معاف، خداوندِ دو جہاں، اب تو
ملے ضرور محاذوں پہ نصرتِ آقاؐ

تمام لوگ ردائے کرم میں آجائیں
بروزِ حشر پکارے گی رحمتِ آقاؐ

زباں حروفِ تشکر کے پھول برسائے
ہجومِ رحمتِ یزداں ہے دولتِ آقاؐ

اٹھا کے لایا ہوں قدموں میں چاندنی کا غرور
مرے خمیر میں شامل ہے عطرتِ آقاؐ

ہے آفتابِ ہدایت حضورؐ کی جلوت
حرائے اسوۂ کامل ہے خلوتِ آقاؐ

خدائے واحد و برتر کی بندگی کے بعد
ہمارے واسطے کافی ہے سنتِ آقاؐ

تلاشِ نقشِ کفِ پا میں ہیں جہاں والے
چراغِ حسنِ عمل ہے شریعتِ آقاؐ

ریاضؔ نقشِ کفِ پا حضورؐ کے ڈھونڈیں
سفر ہے نورِ ازل کا مسافتِ آقاؐ

حصارِ شہرِ ثنا میں ہے نزہتِ آقاؐ
مرے لہو کا ہے حصہ مؤدت آقاؐ

وہی خدائے معظّم کے آخری مرسلؐ
حدیبیہ کی شرائط ہیں حکمتِ آقاؐ

نثار آپؐ کے قدموں میں میری سب نسلیں
عزیز تر ہے غلاموں کو حرمتِ آقاؐ

حضورؐ شہرِ قلم کی ہے زینت و رونق
ہر آئنے کے جھروکے میں صورتِ آقاؐ

حضورؐ سیرت و کردار کے افق پر ہیں
کرم، کرم ہی کرم ہے جبلتِ آقاؐ

خدا کی نعمتیں تقسیم آپؐ کرتے ہیں
ہے بے مثال ازل سے سخاوتِ آقاؐ

قیامِ حشر سے پہلے ہے اقتدار اُنؐ کا
ہے بعدِ حشر بھی جاری حکومتِ آقاؐ

وفورِ شوق کبھی کم نہیں ہوا ساقی
مری حیات ہے وقفِ تلاوتِ آقاؐ

مقامِ سدرہ سے پوچھو ہے کیا مقام اُنؐ کا
ہر اک بلندی سے اونچی ہے قامتِ آقاؐ

کتابِ دانشِ آخر سے روشنی لے کر
ورق ورق پہ سجاؤں گا آیتِ آقاؐ

نفس نفس میں درودوں کے جگنوؤں کا جلوس
قلم قلم میں ہے روشن صداقتِ آقاؐ

بجھے بجھے سے، مراسم میں، گفتگو کے چراغ
نئی صدی کو ملے گی اخوتِ آقاؐ

ریاضؔ، کہتا ہے ہر میرِ کارواں آخر
چراغِ راہ گذر ہے قیادتِ آقاؐ

یاخدا! میرے آنگن کو کشتِ ہنر بخش دے
جس میں تیرے نبیؐ کی ثنا کی اُگے چاندنی

# سلام

حضورؐ، حرفِ معطر سلام کرتے ہیں
چراغِ شامِ منوّر سلام کرتے ہیں

مری غزل کے پرندوں کا رَقص جاری ہے
مرے سخن کے کبوتر سلام کرتے ہیں

حضورؐ، گنبدِ خضرا کو گھر کے سب بچے
ادب سے ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے ہیں

حضورؐ، گھر کی کنیزیں درود پڑھتی ہیں
یہ بام و در بھی مکرّر سلام کرتے ہیں

کلی کلی کے ہیں لب پر ثنا کی تحریریں
افق افق مہ و اختر سلام کرتے ہیں

صدا سے پہلے ہی جن کو غنی کیا ہے، حضورؐ
گداگروں کے وہ لشکر سلام کرتے ہیں

کسی کی نسل کے لب پر کھلے ہوئے ہیں گلاب
کسی کے اشک بھی شب بھر سلام کرتے ہیں

یہ ابر خاکِ عجم پر برسنے سے پہلے
حضورؐ، آپؐ کے در پر سلام کرتے ہیں

خدا کے ساتھ ملائک درود پڑھتے ہیں
تمام حسن کے پیکر سلام کرتے ہیں

فضائیں آپؐ کا ذکرِ جمیل کرتی ہیں
خلا کے نیلگوں منظر سلام کرتے ہیں

مرے وطن کی ہواؤں کے ہاتھ میں ہیں چراغ
مرے وطن کے سمندر سلام کرتے ہیں

سجا کے لائے ہیں طشتِ ہنر میں ہم آنکھیں
حضورؐ، آپؐ کے نوکر سلام کرتے ہیں

مرے رسولؐ رسولوں کے پیشوا ہیں ریاضؔ
درِ نبیؐ پہ پیمبر سلام کرتے ہیں

❁❁❁

اللہ کے پاک نام سے مَیں ابتدا کروں
حمدِ خدا کے بعد نبیؐ کی ثنا کروں

جی چاہتا ہے لوح و قلم بن کے رات دن
سردارِ کائنات کی مدحت کیا کروں

شمس و قمر کو ملتی ہے خیرات جس جگہ
مَیں بے چراغ بھی اُسی در پر صدا کروں

ہر قافلے کو دوں گا سلامی مَیں حشر تک
طیبہ کی رہگذار سے عہدِ وفا کروں

توقیر بخش دوں میں غزل کے جہان کو
شہرِ سخن کو شہرِ نبیؐ پر فدا کروں

اس نام سے دھنک بھی اٹھاتی ہے سات رنگ
لفظوں کو رنگ و نور کی چادر عطا کروں

میرا سلام آپؐ سے کہنا بصد نیاز
مہکی ہوئی ہوا سے یہی التجا کروں

جو کچھ بھی ہے حضورؐ کے صدقے میں ہے، ریاضؔ
پھر کیوں نہ اُنؐ کا واسطہ دے کر دعا کروں

## فردیات

سانس کی ڈوری الجھتی جا رہی ہے یا نبیؐ
ایک جھونکا خلدِ طیبہ کی ہوا کا چاہیے

عمر بھر نعت کے دامن میں بنائی جو ریاضؔ
سب فریموں میں وہ تصویر سجا دی جائے

پوچھتے ہیں عدُل کی میزان سے جانِ ریاضؔ
بجھ گئی ہے تیرے اندر کی اچانک روشنی؟

لاکھوں درود وِردِ زبان و قلم رہے
اسمائے مصطفےؐ مرے دل پر رقم رہے

آقا حضورؐ، دھوپ نے جھلسا دیئے بدن
ارضِ ہنر پہ خیمۂ ابرِ کرم رہے

اترے فضا میں نعتِ محمدؐ کی روشنی
ہر ہاتھ میں درودِ نبیؐ کا علَم رہے

میری گلی میں خلدِ نبیؐ کی پون چلے
خاکِ وطن سے دور غبارِ عدم رہے

اُنؐ کے ظہور ہی کی بدولت اے آسماں!
اہلِ عرب ازل سے ہمیں محترم رہے

ہر ہر افق پہ روشنی رکھتی رہی چراغ
ہر ہر افق پہ آپؐ کے نقشِ قدم رہے

در پہ کھڑی ہے پھول اٹھائے ہوئے، حضورؐ
قدموں کے آس پاس ہی خاکِ عجم رہے

فکری مغالطوں کی فضائے شریر میں
صد شکر شہرِ جاں میں چراغِ حرم رہے

ہر شامِ ابتلا میں پیمبرؐ کے فیض سے
ہم مبتلائے کرب و بلا کم سے کم رہے

خوشبو سمیٹتی رہی بکھرے ہوئے گلاب
ذکرِ درِ حبیبؐ میں مصروف ہم رہے

امت کو التفات کی دولت نصیب ہو
صدیوں کے فاصلے پہ کتابِ الم رہے

اشکوں میں بھیگتی رہی فردِ عمل، ریاضؔ
محشر کے روز سوچتی آنکھوں میں نم رہے

❀❀❀

قندیل آرزو کی جلائیں گی تتلیاں
لب پر حروفِ نعت سجائیں گی تتلیاں

میرے لئے بھی گنبدِ خضرا کے آس پاس
چھوٹا سا گھر ضرور بنائیں گی تتلیاں

اُنؐ کے نقوشِ پاک کو بوسہ دیئے بغیر
رستہ کبھی بھی ڈھونڈ نہ پائیں گی تتلیاں

دامانِ آرزوئے مدینہ میں آج بھی
فرقت کے آنسوؤں کو چھپائیں گی تتلیاں

پلکوں سے چوم چوم کے چوکھٹ حضورؐ کی
آنکھیں درِ نبیؐ پہ بچھائیں گی تتلیاں

بہرِ طوافِ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰؐ
آئیں گی تتلیاں، کبھی جائیں گی تتلیاں

اوراقِ جاں پہ رنگ بکھیرے گی شامِ وصل
دیوارِ شہرِ ہجر گرائیں گی تتلیاں

طائف کے سنگ ہاتھ میں لے کر سرِ بدن
فصلِ یقین و عزم اگائیں گی تتلیاں

دستِ دعا پہ رکھیں گی آنچل بہار کا
نقشِ خزاں تمام مٹائیں گی تتلیاں

مداحِ چشمِ ساقیٔ کوثر ہوں اس لئے
محشر میں مجھ کو پانی پلائیں گی تتلیاں

سورج چمن میں آگ لگاتا پھرے مگر
نعتِ نبیؐ کے پھول کھلائیں گی تتلیاں

خاکِ درِ نبیؐ مرے دامن میں ڈال کر
سوئے ہوئے نصیب جگائیں گی تتلیاں

بھر بھر کے جام چشمۂ رحمت سے آج بھی
تشنہ لبوں کی پیاس بجھائیں گی تتلیاں

مرنے کے بعد میری لحد کے جوار میں
بارِ قلم ادب سے اٹھائیں گی تتلیاں

کل بھی صبا کے لب پہ تری نعت تھی ریاضؔ
طیبہ سے آ کے مجھ کو بتائیں گی تتلیاں

# قطعہ

افضل و برتر خدا کے بعد ہے ذاتِ نبیؐ
سب قبیلوں سے بنی ہاشم قبیلہ ہے عظیم
کیا بیاں ہو نسبتِ خیرالبشرؐ کا ہم نفس
سرورِ کون و مکاںؐ کا بس وسیلہ ہے عظیم

رخصت سے قبل اے خدا! مہلت مجھے ملے
توبہ کا در کھلے مری شہ رگ سے بھی قریب

درِ اقدس پہ رہتی ہے ازل سے چشم تر میری
کہانی خوش نصیبی کی بڑی ہے معتبر میری

ہوائیں باندھنے آئی ہیں سامانِ سفر میرا
مرے نقشِ قدم کی منتظر ہے رہگذر میری

کلی نے لکھ دیا ہے نام اُنؐ کا میری تختی پر
ابد کے بعد بھی خوشبو رہے گی ہمسفر میری

تخیل باوضو ہو کر فضا میں پھیل جاتا ہے
کہ دنیائے ادب ہرگز نہیں بے بال و پر میری

میں خوش بختی کے آنگن میں کھڑا ہوں یارسول اللہ
جوارِ گنبدِ خضرا میں رہتی ہے نظر میری

یہاں زخموں کی چادر اوڑھ کر پھرتا رہوں کب تک
بقایا زندگی ہو کاش طیبہ میں بسر میری

مرے دل میں ضیائے کہکشاں کی آرزو کیوں ہو
بہ فیضِ نعت جب ہر سانس ہے رشکِ قمر میری

تڑپ خلدِ مدینہ کی ہوئی ہے عام دنیا میں
نوائے دل نہیں کوہ و دمن میں بے اثر میری

حروفِ لب کشا اتریں قلم کی راجدھانی میں
رہے مصروف کلکِ التجا شام و سحر میری

درودِ پاک پڑھتا ہوں، نبیؐ کی نعت لکھتا ہوں
بہت ممنون ہے دل کی حیاتِ مختصر میری

ہزاروں پھول کھلتے ہیں لئے خوشبو مدینے کی
کہاں ہے شاخِ جان و دل چمن میں بے ثمر میری

ریاضؔ آبِ شفا چھاگل میں بھر لائے گی ہر ساعت
ابھی پہنچی نہیں شاید مدینے میں خبر میری

❁❁❁

سب پرندے، سب فضائیں، بال و پر پتھر کے ہیں
یا نبیؐ، خلقِ خدا کے گھر کے گھر پتھر کے ہیں

خوشبوئے خلدِ نبیؐ کو جسم ہو، یارب! عطا
جس قدر بھی ہیں یہاں دیوار و در پتھر کے ہیں

پھر دعا مضروبِ طائف کی سنیں اہلِ چمن
گفتگو کی شاخ کے برگ و ثمر پتھر کے ہیں

جو علامت تھے خنک موسم کی اے میرِ عربؐ
کیا قیامت ہے کہ وہ سارے شجر پتھر کے ہیں

یانبیؐ، غارِ حرا کی روشنی کی ہے طلب
کتنی صدیوں سے چراغِ رہگذر پتھر کے ہیں

آپؐ کے نقشِ کفِ پا کی ضرورت ہے، حضورؐ
چل رہے ہیں گو ہمارے ہمسفر، پتھر کے ہیں

عشق کی سنگت میں بن جائیں گے یہ تازہ گلاب
کیا ہوا سارے حروفِ نو اگر پتھر کے ہیں

میرے گلشن میں مدینے کی ہوا اترے حضورؐ
پھول سنگ و خشت کے زیرِ اثر پتھر کے ہیں

دست بستہ چُپ رہے سرکارؐ کی چوکھٹ پہ ہم
نذر کیا کرتے ہمارے اشکِ تر پتھر کے ہیں

قرض ہے میرے قلم پر نعت گوئی کا حضورؐ
اس برس حرفِ سخن بارِ دگر پتھر کے ہیں

گنبدِ خضرا کی ہریالی نظر آتی نہیں
میرے ویرانے میں اربابِ نظر پتھر کے ہیں

پھر کبھی بادِ بہاری کو ملے اذنِ سفر
اَن گنت برسوں سے جسموں کے کھنڈر پتھر کے ہیں

عکس ملتے ہیں کہاں خالی فریموں میں حضورؐ
آئنے تو آئنے آئینہ گر پتھر کے ہیں

عِلم کی مضراب سے نغمہ کوئی پھوٹے گا کیا
دکھ تو یہ ہے مکتبوں میں دیدہ ور پتھر کے ہیں

سرکشی امواج کی کب روک پائی ہے مگر
کشتیاں کیسے چلیں جب بحر و بر پتھر کے ہیں

ساعتیں عہدِ رسالت کی چلو ڈھونڈیں ریاضؔ
اِس صدی اِس دور کے شام و سحر پتھر کے ہیں

❁❁❁

سر کے بل، در پر، چلے آئے، بہت اچھا کیا
شکر مولا کا بجا لائے، بہت اچھا کیا

وہ مدینے کا سفر، آنکھوں میں ساون کی جھڑی
ہر قدم پر اشک برسائے، بہت اچھا کیا

ہر گلی میں، ہر قدم پر، عشق کی محراب کو
پیرہن سجدوں کے پہنائے، بہت اچھا کیا

خاکِ طیبہ کا کفن، اپنے مقدّر میں کہاں
خاک آنکھوں میں چھپا لائے، بہت اچھا کیا

کیا بھروسہ سانس کی ڈوری کا اے عمرِ رواں
آپؐ کی چوکھٹ سے ہو آئے، بہت اچھا کیا

اونچی اونچی ممٹیوں کے گھر بنا لیتے تو کیا
نعت گو، آقاؐ کے، کہلائے، بہت اچھا کیا

کتنی نسلوں کے لہو کی پرورش کا ہے کمال
جگمگاتے تاج ٹھکرائے، بہت اچھا کیا

لب کشائی کی کہاں جرأت غلاموں میں، حضورؐ
طشت میں آنسو سجا لائے، بہت اچھا کیا

نعمتیں اللہ کی تقسیم کرتے ہیں حضورؐ
اُنؐ کے در پر ہاتھ پھیلائے، بہت اچھا کیا

مَیں نے اکثر شامِ تنہائی کی جلتی آگ میں
آپؐ کے فرمان دہرائے، بہت اچھا کیا

ہم اُویسی قافلے سے دور کب تھے، ہمسفر!
راستے اپنوں کے اپنائے، بہت اچھا کیا

کب ہمارے بس میں تھے آداب طیبہ کے ریاضؔ
ہم مدینے سے پلٹ آئے بہت اچھا کیا

❀❀❀

درودوں کی، سلاموں کی، نبیؐ پر رم جھمیں برسیں
سحر سے شام تک شاخِ ثنا سے نکہتیں برسیں

جوارِ روضۂ اطہر میں برسے نور کا ریشم
ابد تک گنبدِ خضرا کے اوپر خوشبوئیں برسیں

مواجھے میں سنہری جالیوں کے سامنے، یارب!
ردائے عجز میں لپٹی ہوئی پھر ساعتیں برسیں

دیا ہے واسطہ تجھ کو ترے محبوبؐ کا مَیں نے
مرے اٹھے ہوئے ہاتھوں پہ تیری رحمتیں برسیں

درِ سرکارؐ پر دامن بچھا کے مَیں بھی بیٹھا ہوں
مرے بھی آئنہ خانے پہ برسوں حیرتیں برسیں

در و دیوار بھی لب پر سجاتے ہیں ثنا اُنؐ کی
مرے گھر کے مکینوں پر ہمیشہ راحتیں برسیں

یہاں کے ذرّے ذرّے میں ہزاروں مہرِ تاباں ہیں
دعا ہے ہر گھڑی شہرِ نبیؐ میں رونقیں برسیں

نبیؐ کی ذاتِ اقدس پر، نبیؐ کے نامِ نامی پر
کوئی لمحہ نہیں ایسا، نہ جس میں عظمتیں برسیں

درِ سرکارؐ کی جانب، مرا جب قافلہ اترے
دلِ بے تاب کی لاکھوں کروڑوں دھڑکنیں برسیں

مرے بچے مرے لب چوم کر کہنے لگے بابا!
کبھی ایسا بھی ہو نیلے فلک سے چھاگلیں برسیں

ابھی تشکیک کی گردِ انا میں لوگ ہیں، آقاؐ
مسلسل چشمِ حیرت پر یقیں کی دولتیں برسیں

نبی جیؐ کے حوالے سے، نبی جیؐ کے تصدّق سے
ریاضؔ خوشنوا! تیرے قلم پر ندرتیں برسیں

❁❁❁

پھول، جگنو، تتلیاں جھک کر کریں اُنؐ کو سلام
آج کی مَیں شام لکھ دوں گا اِنہی تینوں کے نام

آج بھی آنگن میں برسیں آسمانوں سے گلاب
خوشبوئے اسمِ محمدؐ کا رہے گھر میں قیام

ہو مرا تاجِ مدینہ کی رعایا میں شمار
شہرِ طیبہ کی ہواؤ! مجھ سے بھی کرنا کلام

آج بھی اشکوں سے تر ہے اس کا دامانِ طلب
آپؐ کے دربار میں ہے آج بھی حاضر غلام

آپؐ کے دربار کا کہنا ہی کیا میرے حضورؐ
کتنی دلکش ہے مدینے کے گلی کوچوں کی شام

آپؐ نے ہی بندگی کا ہم کو بخشا ہے شعور
حشر میں، محمود، آقاؐ آپؐ ہی کا ہے مقام

بعد محشر کے بھی یارب، نعت میں لکھتا رہوں
میری عمرِ مختصر کو بھی ملے اذنِ دوام

آپؐ کا ایک ایک فرماں ہے نصابِ زندگی
آج بھی روشن ہے، آقاؐ، آپؐ کا روشن پیام

سنگِ اسود آپؐ کا ممنون ہے، آقا حضورؐ
مرکزِ رشد و ہدایت ہے وہی بیت الحرام

آپؐ کے دم سے چراغاں ہے حریمِ ذات میں
آپؐ ہی خیر البشرؐ ہیں آپؐ ہی خیر الانام

آپؐ، اللہ کے ہیں محبوبِ مکرّمؐ، یانبیؐ
سربراہِ انبیاء ہیں، آپؐ ہی سب کے امام

یاد ہے جس کو ابھی طائف کی شامِ کربلا
وہ کبھی لیتا نہیں اپنے عدو سے انتقام

مَیں نے ہر ساعت کے ہاتھوں پر جلائے ہیں چراغ
ہے یہی میری نجاتِ اُخروی کا اہتمام

حشر کا دن ہے، سوا نیزے پہ سورج ہے تو کیا
محفلِ میلاد کا آؤ کریں ہم انتظام

ہم تعصب کی کسی گھاٹی میں اتریں کس لئے
عدل پر مبنی ہے سلطانِ مدینہ کا نظام

محترم اصحابِؓ آقاؐ، محترم آلِ نبیؐ
مجھ پہ واجب نسبتوں کا ہے ازل سے احترام

التجا ہے یہ ریاضؔ بے نوا کی، یاخدا!
ہو عطا کلکِ ثنا کو آج بھی ماہِ تمام

❁❁❁

اَطلس و کمخواب کی دستار و خِلعت میں چراغ
جلتے رہتے ہیں ہمیشہ چشمِ حیرت میں چراغ

عالمِ ارواح میں مجھ کو قلم بخشا گیا
عشق کے رکھے گئے میری جبلت میں چراغ

آپؐ نے بانٹیں فضاؤں میں کرم کی رم جھمیں
آپؐ نے روشن کئے قَصرِ شریعت میں چراغ

آنکھ نے اشکِ مسلسل کے کئے روشن ہزار
عشق کے اظہار کی لمبی مسافت میں چراغ

جانتے ہو؟ آپؐ نے تقسیم کی ہے روشنی
اشک جو پلکوں پہ ہیں وہ ہیں حقیقت میں چراغ

ہر ستارے کی جبیں پر آج بھی تحریر ہے
روشنی دیں گے سدا بزمِ رسالت میں چراغ

کس کی آمد پر ہوئی ہے روشنی چاروں طرف
کس کی آمد پر جلے ہیں باغِ جنت میں چراغ

میری خوش بختی کا اندازہ کریں کیا آئنے
گنبدِ خضرا کے ہیں چشمانِ حسرت میں چراغ

روشنی تو نام ہے طیبہ کے ذرّوں کا ریاضؔ
شہرِ طیبہ کے لکھو تم میری قسمت میں چراغ

کب اندھیروں کے مقابل ہم نہیں آئے ریاضؔ
کب نہیں ہم نے جلائے طاقِ مدحت میں چراغ

❁❁❁

دنیا میں صدرِ بزمِ رسالت وہی تو ہیں
پہلی اور آخری بھی قیادت وہی تو ہیں

اُنؐ کے سوا نجات دہندہ کوئی نہیں
ہر خیر کے عمل کی اقامت وہی تو ہیں

اُنؐ کے نقوشِ پا کی ہے خیرات زندگی
آدم کی نسل کی قد و قامت وہی تو ہیں

بندے بھی ہیں خدا کے، خدا کے رسول بھی
سب سے بڑی جہاں میں صداقت وہی تو ہیں

شہرِ قلم ہے اُنؐ کی بصیرت کا خوشہ چیں
ارض و سما میں نورِ بصارت وہی تو ہیں

اُنؐ کے درِ عطا سے بھریں جھولیوں میں پھول
مخلوق میں خدا کی سفارت وہی تو ہیں

کچلے ہوئے بشر کا سہارا مرے رسولؐ
ہر اک غریبِ شہر کی طاقت وہی تو ہیں

وہؐ جانِ کائنات ہیں، وہؐ روحِ شش جہات
ایمان کی دلوں میں حرارت وہی تو ہیں

ہر آدمی نبیؐ کا وسیلہ کرے تلاش
نورِ یقین، نورِ فراست وہی تو ہیں

مکتب کی جان کون ہے اُنؐ کے سوا ریاضؔ
حسنِ کلام، حسنِ بلاغت وہی تو ہیں

دامن تہی کھڑے ہیں سرِ حشر ہم ریاضؔ
بخشش کی، مغفرت کی ضمانت وہی تو ہیں

❁❁❁

اسمِ نبیؐ ہے لوحِ ثنا پر لکھا ہوا
کاغذ پہ ہے گلاب ازل سے کھلا ہوا

سردارِ کائناتؐ کی چوکھٹ پہ رات سے
اک شخص ہے ہجومِ سحر میں گھرا ہوا

مجھ سے ورق کتاب کے الٹے نہ جا سکے
تھا سرورق پہ نام کسی کا سجا ہوا

آباد میں سخن کے جزیرے کروں تمام
ساحل پہ روشنی کا ہے خیمہ تنا ہوا

خلدِ زمین پہ چہرۂ اقدس ہے اس طرح
قرآں ہو جیسے رحلِ ادب پر کھُلا ہوا

اتری ہے اس لئے سرِ گلزار بادِ عجز
پتہ ہے ایک شاخِ اَنا سے گرا ہوا

اپنی بیاضِ نعت کو میں چومتا رہوں
پروانۂ نجات ہے اس میں رکھا ہوا

مدحت کے پھول لے کے ہوائیں اڈ پڑیں
ہر شعر میری نعت کا اک رتجگا ہوا

آنکھوں نے جھک کے چوم لی چوکھٹ حضورؐ کی
اب چل پڑے گا، دیکھنا، دریا رکا ہوا

تفریقِ رنگ و نسل مٹائی تھی آپؐ نے
سارا جہاں ہے آج بھی در پر پڑا ہوا

تب سے مری تلاش میں ہے رحمتِ حضورؐ
جب سے مرا ہے دستِ تمنّا اٹھا ہوا

ہر کھیت میں کھڑی ہے تعصب کی فصل آج
دل ہے، حضورؐ، شامِ حسد میں بجھا ہوا

میں کھو چکا ہوں اپنی ہر پہچان، یا نبیؐ
گردِ انا میں آئنوں کا سامنا ہوا

طاقِ دل و نظر میں ادب سے اسے رکھو
اخبار میں ہے اسمِ محمدؐ چھپا ہوا

توحید کے ہے حیطۂ اقدس میں ہر عمل
تقسیم کر رہے ہیں وہؐ اُس کا دیا ہوا

شب اُنؐ کے در پہ خواب میں کاٹی تو صبح دم
ساحل سے دیکھتا ہوں سفینہ لگا ہوا

گجرے بنا رہا ہوں درود و سلام کے
میرا قلم ورق پہ ادب سے جھکا ہوا

جگنی سناؤں اپنے نبیؐ کی قدم قدم
میلادِ مصطفیٰؐ کا ہے میلہ لگا ہوا

رخصت کریں گے جب مرے احباب تو ریاضؔ
دیکھوں گا اک چراغ لحد میں جلا ہوا

❁❁❁

روشن قلم ہے مدحتِ خیرالانام سے
تصویر بن ادب کی بڑے اہتمام سے

بادِ صبا کے لب پہ ہیں صلِّ علیٰ کے پھول
آنکھیں جھکی ہوئی ہیں مری احترام سے

خلدِ نبیؐ کی سبز ہواؤں کا ہے ہجوم
منظر مہک رہا ہے درود و سلام سے

اللہ کے بعد، ارض و سما میں افق افق
ہر سمت روشنی ہے محمدؐ کے نام سے

کب تک شبِ سیاہ میں لپٹی رہی سحر
میں مانگ لوں گا روشنی طیبہ کی شام سے

در چھوڑنے کا حوصلہ رکھتا نہ تھا ریاضؔ
سرزد ہوا ہے جرم یہ آقاؐ غلام سے

مجھ کو مرے خدا نے ہے حرفِ ثنا دیا
سلطانِ کائنات کا شاعر بنا دیا

کلیوں نے نعت آج بھی پڑھ کر حضورؐ کی
رستہ صبا کو میری گلی کا بتا دیا

اکثر یہ پوچھتا ہے لغت کا ورق ورق
تیرے قلم کو کس نے دھڑکنا سکھا دیا

ہر التجا کے ہاتھ میں دے کر گلِ درود
میں نے درِ نبیؐ پہ ہے دامن بچھا دیا

تشنہ لبی کا ذہن میں آیا ہی تھا خیال
کوثر کا جام بادِ خنک نے بڑھا دیا

آنکھیں بنا کے مجھ کو شبِ انتظار کی
طیبہ کی رہگذر میں کسی نے سجا دیا

بچوں کے لب پہ نعتِ نبیؐ کے کھلے گلاب
مجھ کو خدا نے نعتِ نبیؐ کا صلہ دیا

شدت کی آرزوئے حضوری نے پھر مجھے
ارضِ وطن سے گنبدِ خضرا دکھا دیا

روشن ضمیر کر کے حروفِ سپاس کو
اُس نے زرِ سخن بھی ہے بے انتہا دیا

جب واسطہ دیا اُسے اُس کے حبیب کا
ساحل سے اُس نے میرا سفینہ لگا دیا

آقا حضورؐ داد رسی کا ہوں منتظر
مجھ پر ہوا نے میرا ہی ملبہ گرا دیا

تو نے ریاضؔ اذنِ خدا سے بصد خلوص
کشتِ غزل میں نعت کا موسم اگا دیا

❁❁❁

روشن افق پہ طاق ہے لیل و نہار کا
سایہ ہے سر پہ شہرِ نبیؐ کے غبار کا

اس کے ہے لب پہ ذکرِ گرامی کی دلکشی
مہکے گا بعدِ حشر بھی دامن بہار کا

رعنائیِ خیالِ مدینہ ہے ہمسفر
مجھ پر ہے فضل آج بھی پروردگار کا

آقا حضورؐ، اذنِ حضوری مجھے ملے
ہے کب سے انتظار، شبِ انتظار کا

مَیں ہوں گدائے سرورِ کونینؐ، یاخدا
سورج نہ ڈوب جائے مرے اقتدار کا

ذرّہ ہوں ریگِ دشتِ تمنّا کا آخری
مَیں کیا کروں، حضورؐ، بدن کے فشار کا

کب سے کھڑا ہوں زندہ مسائل کے درمیاں
امشب بھرم رہے کسی بے اختیار کا

ٹھہرے ہوئے ہیں چاند ستاروں کے قافلے
آنچل سجا ہوا ہے تری رہگذار کا

دل میں خیالِ گنبدِ خضرا ہے موجزن
تازہ ابھی گلاب ہے نقش و نگار کا

مجھ کو ملی ہے مشعلِ نعتِ نبیؐ، ریاضؔ
مجھ پر کرم ہوا ہے مرے کردگار کا

## ثلاثی

روشنی لکھتا رہوں میں روشنی پڑھتا رہوں
یہ ورق پر پھیلی جاتی ہے ستاروں کی طرح
اس کا ہوتا ہے مدینے کی کنیزوں میں شمار

❁❁❁

ذکرِ جمیل ہر گھڑی گلبار آپؐ کا
آقا حضورؐ، نام ہے منٹھار آپؐ کا

محشر کا دن ہے، ساقیِ کوثرؐ، قدم قدم
مَیں ڈھونڈتا ہوں سایۂ دیوار آپؐ کا

ہر ہر افق پہ آپؐ کا خورشید ضوفشاں
ہر ہر ورق پہ مہکا ہے گلزار آپؐ کا

طیبہ نگر ہے قریۂ انوارِ محتشم
ارض و سما کا حسن ہے کردار آپؐ کا

ظلماتِ شرک و کفر کے لیل و نہار سے
شاعر رہے گا برسرِ پیکار، آپؐ کا

یہ لوگ اپنے قول میں سچے نہیں رہے
اور پھر بھی نام لیتے ہیں سرکارؐ، آپؐ کا

ہر ہر قدم پہ زندہ مسائل کے باوجود
پیشِ نظر رہا ہے چمن زار آپؐ کا

آقاؐ، کرم کے پھول مری شاخ پر کھلیں
آقاؐ، لقب ہے احمدِ مختار آپؐ کا

روئے زمیں پہ رحمتِ پروردگار سے
سب سے بڑا، حضورؐ، ہے دربار آپؐ کا

ملتی رہے گی چاند ستاروں کو روشنی
روشن رہے گا مرکزِ انوار آپؐ کا

کب سے ریاضؔ در پہ کھڑا ہے کرم کرم
جائے کہاں، حضورؐ، طلب گار آپؐ کا

❁❁❁

سمندر موجزن رہتا ہے ہر لحظہ درودوں کا
اتاروں کیوں نہ مَیں صدقہ شمیمِ گل کے ہونٹوں کا

زمیں والو! چلو اب پھول بانٹو امنِ عالم کے
بہت سا قرض باقی ہے ابھی آقاؐ کے قدموں کا

چراغِ نعت روشن کررہا ہوں ہر ہتھیلی پر
مقدر آسماں پر ہے مری بستی کے لوگوں کا

فراتِ عشق پر پہرے بٹھا رکھے ہیں قاتل نے
نشیمن جل رہا ہے آپؐ کے بے بس غلاموں کا

تری تخلیقِ اول سے اے نیلے آسماں والے
منوّر آج بھی ہے سرورق لاکھوں صحیفوں کا

کیا ہے قصد نعتِ مصطفیٰؐ لکھنے کا امشب بھی
ہے چہرہ روزِ روشن کی طرح روشن چراغوں کا

ہجومِ لالہ و گل ہے مرے آنگن کے پیڑوں پر
بنی ہے پیرہن، خوشبو، ترو تازہ گلابوں کا

مرے آنسو مسلسل، یانبیؐ، فریاد کرتے ہیں
بیاضِ نعت میں رکھا ذخیرہ مَیں نے نوحوں کا

مجھے تضحیک کے اہداف میں شامل کرو بے شک
کوئی پرسانِ حالِ دل بھی ہے مجھ سے نکمّوں کا

جنازہ اٹھ رہا ہے صبحِ نو کا شب کے کندھوں پر
کہ اندازِ ستم بدلا نہیں تاریک صدیوں کا

ابھی بوجہل کی ہر رسمِ شر جاری ہے دنیا میں
نہیں ممکن کہ دل زندہ ہو ان باطل پرستوں کا

حروفِ ''یامحمدؐ'' لکھ لیے ہیں بادبانوں پر
محافظ ہوگا طوفاں میں خدا میرے سفینوں کا

ابھی تو صرف کانٹوں ہی میں دامن ان کا الجھا ہے
ابھی تو رنگ بدلے گا چمن میں گل فروشوں کا

مرے یہ رہنما آتش فشاں کی سرخ مٹی پر
بناتے ہیں گھروندا، یا نبیؐ، کاغذ کے پرزوں کا

مجھے کامل یقیں ہے جب مَیں پہنچوں گا مدینے میں
سلامِ شوق لیں گے وہؐ مری مضطر نگاہوں کا

مجھے ہر شاخ پر کرنے ہیں مدحت کے دیے روشن
بھروسہ کیا کرے کوئی گلستاں کی ہواؤں کا

ریاضؔ اپنے قلم کو کیوں نہ چوموں آج بھی، اِس نے
ورق پر رکھ دیا ہے نورِ مدحت اپنے سجدوں کا

❀❀❀

ہر ہر قدم پہ چاند ستارے بچھائے گی
اندر کی روشنی ہمیں رستہ دکھائے گی

دستِ دعا پہ آج بھی رعنائیِ خیال
عکسِ جمالِ گنبدِ خضرا بنائے گی

امشب بھی چرخِ مدحتِ خیرالانامؐ سے
نعتِ نبیؐ درود کی رم جھم میں آئے گی

خوش بخت ہے ہوائے گلستانِ آرزو
دامن میں پھول بھر کے مدینے سے لائے گی

آمد جنابِ سرورِ کون و مکاں کی ہے
قوسِ قزح زمیں پہ بھی راہیں سجائے گی

سردارِ کائناتؐ کے نقشِ قدوم پر
یہ کہکشاں بھی لعل و جواہر لٹائے گی

توصیفِ مصطفیٰ کے چراغوں کی روشنی
محشر میں بھی ہمارا مقدر جگائے گی

آنکھیں سجا کے روزنِ شہر حضورؐ میں
بادِ شمال جشنِ مسرت منائے گی

پلکوں پہ احترام کے آنسو رکھے ہوئے
بادِ صبا، چراغ ادب کے، جلائے گی

تم دیکھنا ہوائے گلستانِ بے مثال
رخصت کے وقت نعتِ پیمبرؐ سنائے گی

## قطعہ

آرزوئے عرب آپؐ ہیں یا نبیؐ
آبروئے عجم آپؐ کی ذات ہے
مرکزِ علم و فن آستاں آپؐ کا
جستجوئے قلم آپؐ کی ذات ہے

عمر گزرے روشنی سے گفتگو کرتے ہوئے
چاکِ جاں کو سلکِ طیبہ سے رفو کرتے ہوئے

اک عجب سا کیف ملتا ہے سرِ شامِ غزل
مدحتِ خیر الوریٰ کی آرزو کرتے ہوئے

ایک دن تسخیر کر لے گا، بشر، ماہ و نجوم
آپؐ کے نقشِ قدم کی جستجو کرتے ہوئے

یاد آتی ہے سرِ مقتل حدیثِ کربلا
تیغِ اعدا کے لئے حاضر گلو کرتے ہوئے

یہ کبھی شامِ غریباں سے بھی پوچھیں گے، بتا
کیا گذرتی ہے سپردِ شب لہو کرتے ہوئے

مَیں سرِ محشر لپٹ جاؤں گا قدموں سے، حضورؐ
حوضِ کوثر پر نگاہوں کو سبو کرتے ہوئے

کانپ اٹھتا ہے ضمیرِ ابنِ آدم آج بھی
آئنہ خانوں کے، خود کو، روبرو کرتے ہوئے

ڈھلنے لگتا ہے تخیل نور کی برسات میں
آبِ زم زم سے لبوں کو آبجو کرتے ہوئے

گنبدِ خضرا نظر آئے حروفِ نعت کو
خوشبوئے اسمِ نبیؐ سے مشکبو کرتے ہوئے

ہم دلوں پر دستکیں دیتے ہیں پڑھ پڑھ کر درود
عام عشقِ مصطفیٰؐ کو کُو بکو کرتے ہوئے

اشک جو نعتِ نبیؐ کے، حرف بنتے ہیں، ریاضؔ
اُن سے دیکھا ہے فرشتوں کو وضو کرتے ہوئے

❁❁❁

ازل سے خاکِ مدینہ میں ڈھل رہا ہوں مَیں
نصابِ شعر و سخن کو بدل رہا ہوں مَیں

چراغِ مدحتِ سرکارؐ بن کے صدیوں سے
حریمِ عشقِ پیمبرؐ میں جل رہا ہوں مَیں

درودِ پاک کا اعجاز ہے کہ امشب بھی
خدا کے ساتھ شریکِ عمل رہا ہوں مَیں

کبھی تو آئیں گے آداب حاضری کے مجھے
قدم قدم پہ ابھی تو سنبھل رہا ہوں مَیں

حبیبِ داورِ محشر سے لو لگائی ہے
تمام عمر ہی وقفِ غزل رہا ہوں مَیں

دیارِ ہجر کے ہر طاق میں جلیں آنسو
دیارِ ہجر میں کب سے مچل رہا ہوں مَیں

ہوا سجاتی ہے قدموں میں آئنہ خانے
غبارِ راہِ مدینہ میں چل رہا ہوں مَیں

نبی جیؐ، سر پہ مرے سائباں کرم کا ہو
بدر کی دھوپ میں تنہا پگھل رہا ہوں مَیں

ٹھہر کہ آج بھی نعتِ نبیؐ رقم کر لوں
تری گرفت میں، دستِ اجل، رہا ہوں مَیں

ہوائے تند میں دونوں ہتھیلیوں پہ ریاضؔ
چراغِ نعت سجا کر نکل رہا ہوں مَیں

❁❁❁

ہر حرفِ آرزو میں مدینے کی دلکشی
ڈوبی ہوئی ہے کیفِ مسلسل میں زندگی

تازہ ہوا کے ہاتھ میں مشعل ثنا کی ہے
رہتی ہے مستقل مرے کمرے میں روشنی

خوشبو کے ہاتھ میں ہیں مدینے کے خار و خس
بزمِ خیال و فکر ہے میری بھی پھول سی

کیسا یہ جبُر ہم پہ مسلّط کیا گیا
طائف کے سر کشوں سے کرے کون دوستی

ہر دورِ اضطراب کے لیل و نہار کو
خیرات امن کی درِ سرکارؐ سے ملی

ریگِ عرب میں مہکے رہیں آرزو کے پھول
بکھری رہے شعور میں طیبہ کی چاندنی

سالارِ قافلہ کو قواعد کی دیں کتاب
امت کی، یارسولؐ، یہ سانسیں ہیں آخری

عقل و شعور و ہوش کا ملتا نہیں سراغ
آقا حضورؐ، کھو گئے لمحاتِ آگہی

شاخوں پہ پھول خوف سے سہمے ہوئے ملے
آقاؐ، کرم کی بارشیں گلشن پہ آج بھی

ہر ہر قدم پہ خون کے دریا ہوئے رواں
آدم کی نسل کو ملے پھر امن دائمی

گیلی ہوا کے تیز تھپیڑوں کے درمیاں
آقا حضورؐ، کشتیاں میری ہیں کاغذی

اس کو دیے جلانے کا منصب ریاضؔ دو
چھپتا رہا ہے آج بھی اندر کا آدمی

❀❀❀

سایۂ ابرِ کرم ہے خطۂ افکار پر
شہرِ طیبہ کے کبوتر ہیں در و دیوار پر

ہادیٔ برحقؐ، رسولِ محتشمؐ، نورِ خداؐ
چاند تارے بانٹتے ہیں مرکزِ انوار پر

مرغزارِ عشق میں جب بھی پڑھوں اُنؐ پر درود
ایک خوشبو پھیل جاتی ہے لبِ اظہار پر

عشق کی جنسِ گرانمایہ کے دام اونچے رہیں
حرف آئے گا وگرنہ گرمیٔ بازار پر

یاخدا! خلدِ سخن میں روشنی بانٹے ہوا
رحمتیں برسیں ابد تک فکر کے اثمار پر

اڑتا رہتا ہے بلندی کی طرف میرا قلم
آپؐ کے نقشِ قدم ہیں وقت کی رفتار پر

عالمِ رویا میں جاگے گا مقدر دیکھنا
کب سے ہے رم جھم کا موسم حسرتِ دیدار پر

آپؐ کے ادنیٰ غلاموں میں ہیں قرطاس و قلم
ایک ہی چہرہ ہے روشن دیدۂ بیدار پر

ہر کوئی مقروض ہے صدیوں سے اُنؐ کی ذات کا
قرض لمحوں کا نہیں ہے سیدِ ابرارؐ پر

کیا بتاؤں کس قدر مجھ کو نوازا ہے گیا
انگلیاں کب تک اٹھاؤ گے مرے کردار پر

ہر افق سے روشنی بہرِ سلامی چل پڑے
آسماں سے پھول برسیں احمدِ مختارؐ پر

تیز آندھی ہے مرے مدِ مقابل یا نبیؐ
آنچ بھی آئے نہ میری خلعت و دستار پر

آپؐ کی چشمِ کرم کا ہے زمانہ منتظر
عافیت کا سائباں ہے سب کے سب ادوار پر

ہر ورق پر سسکیاں چھوٹے ممالک کی، حضورؐ
گنبدِ خضرا کا موسم آج کے اخبار پر

اک نئے اسلوب سے ہو آشنا میرا قلم
دلکشی اترے بلاغت کی مری گفتار پر

عمرِ رفتہ سے بہت ہی مطمئن ہوں مَیں، ریاضؔ
مَیں نے ہر لمحہ گذارا ہے درِ سرکارؐ پر

❁❁❁

# ثلاثی

میری پوتی فاطمہ رہنے لگی محوِ ثنا
اس کے ہونٹوں پر خدائے آسماں کا نام ہے
اس کی آنکھوں میں درِ خیر البشرؐ ہے ضو فشاں

''طلوعِ فجر'' کا اسلوب دلکشی کا ہے
ورق ہر ایک مدینے کی روشنی کا ہے

عطائے ربِّ محمد پہ شکر ہے واجب
ثنائے مرسلِ آخر، کرم اسی کا ہے

ہر ایک سانس میں جگنو اڑیں سلامی کے
ہمیں قبول یہی روپ زندگی کا ہے

حضورؐ لائے ہیں تشریف آسمانوں سے
افق افق پہ چراغاں اسی خوشی کا ہے

تمام لفظ مرے رقص کے ہیں عالم میں
حضورؐ! جشنِ ولادت یہ آپ ہی کا ہے

جہاں حضورؐ کے نقشِ قدم فروزاں ہیں
فلک پہ ذکر مدینے کی اُس گلی کا ہے

چلی ہیں لاکھ مسائل کی آندھیاں لیکن
ہمارا عزم بھی دیوارِ آہنی کا ہے

تلاشِ حرفِ محبت میں دن گذرتے ہیں
وفورِ عشق یہ سلمان فارسیؓ کا ہے

نفاذِ عدل کا موسم ہے روز و شب پہ محیط
یہ فیضِ عام انہیؐ کی پیمبری کا ہے

جوارِ گنبدِ خضرا میں گھر بناؤں گا
مرا مزاج ہی طیبہ کے آدمی کا ہے

خرد حضورؐ کے در پر سلام کرتی ہے
مرے حضورؐ کا ہر لفظ آگہی کا ہے

حقوق سب کے برابر ہیں بزمِ ہستی میں
مرا طریق ہمیشہ سے بوذریؓ کا ہے

کرم حضورؐ کا اک بے کراں سمندر ہے
نبیؐ پہ دعویٰ رحمت بھی ہر کسی کا ہے

چنارِ شہرِ قلم پر بھی خوشبوئیں برسیں
چمن میں موسمِ مدحت سپردگی کا ہے

رقم ہیں تختیِ جاں پر حضورؐ کی باتیں
ازل سے جسم مصوَّر صدی صدی کا ہے

نقیبِ صبحِ بہاراں ہے آخری خطبہ
پیام آپؐ کا انسان دوستی کا ہے

حضورؐ فقر کی دولت مرے بھی دامن میں
رواج شہرِ ادب میں قلندری کا ہے

رہِ نبیؐ سے جو ہٹ کر چلا ہے دنیا میں
فتور شر کے پجاری کی سرکشی کا ہے

نقاب چہرے پہ ڈالی نہیں کبھی مَیں نے
یہ حسنِ روحِ غزل میری شاعری کا ہے

خدائے زر کی تجوری ہے سجدہ گاہ تری
یہ تیرا طرزِ عمل صاف کافری کا ہے

ہر ایک لفظ کے باطن میں کہکشاں سمٹے
قلم ریاضؔ کے ہاتھوں میں چاندنی کا ہے

ریاضؔ جھوٹے خداؤں سے کیا ملے گا تجھے
چراغ بانٹنا منصب مرے نبیؐ کا ہے

## ثلاثی

حضورؐ، سیّدِ لولاکؐ کے نقوشِ قدم
مری تلاش کا مرکز بھی اور محور بھی
وہی ہیں ملجا و ماویٰ، ہمارے رہبر ہیں

آپؐ کی جائے ولادت پر رہیں آنکھیں مری
چوم لیں ہم زائرِ مکہ کا ہر نقشِ قدم
اپنے دامن میں چھپا لیں اشکِ تر کا اضطراب

مدینے کے سفر کی التجا شام و سحر کرنا
جو باقی عمر ہے شہرِ محمدؐ میں بسر کرنا

قفس کے سب پرندو! ڈوب کر اُنؐ کی محبت میں
کسی دن ساتھ میرے تم بھی طیبہ کا سفر کرنا

غبارِ وادیٔ بطحا میں کھو جائیں مری آنکھیں
گذارش آپؐ کی خدمت میں میری، نامہ بر کرنا

لپٹ جانا سنہری جالیوں سے تم مری آنکھو!
مدینے میں حضوری کی تمنّا عمر بھر کرنا

گذرتے ہیں جہاں سے قافلے اہلِ محبت کے
مقدّر میں مرے پھولوں بھری وہ رہگذر کرنا

ترے محبوب کی نسبت کے منکر ہیں کئی خطّے
مری شاخِ صدا کو تو خدایا باثمر کرنا

نہیں اولادِ آدم میں کوئی تفریق کا پہلو
فقیرِ راہ کو بھی اس جہاں میں معتبر کرنا

مری بستی کے آنگن کا ابھی موسم نہیں بدلا
مری بستی کے آنگن پر مرے آقاؐ نظر کرنا

بکھر جائیں گے اب آواز کے جگنو ہواؤں میں
بیاضِ نور و نکہت کو سپردِ چشمِ تر کرنا

مرے ہر لفظ کو دینا پذیرائی کے گلدستے
خدایا میرے ہر آنسو کو مدحت کا گہر کرنا

ثنا گوئی کا اذنِ خاص جب دیں گیسوؤں والے
شریکِ مدحتِ سرکارؐ اپنے بال و پر کرنا

درِ آقاؐ پہ اشکوں کی زباں ہی کام آتی ہے
ریاضؔ اپنی کہانی کو بہت ہی مختصر کرنا

❁❁❁

یارب! ترے کرم کی نسیمِ سحر چلے
لفظوں میں تیرے نور کی رم جھم دمک اٹھے

ہر ہر قدم پہ رنگ لٹاتی ہے روشنی
ہر ہر قدم پہ کس نے بچھائے ہیں آئنے

ارض و سما میں حسنِ ازل کی بساط پر
پھیلے ہوئے ہیں اُنؐ کی مؤدت کے دائرے

کتنا تو خوش نصیب ہے سوچا بھی ہے کبھی
شہرِ قلم ہے، پھول ہیں، مدحت کے رتجگے

قسمت کسی کی نیند میں بھی جاگتی رہی
روضہ رہا ہے آپؐ کا نظروں کے سامنے

تہذیبِ نو ہے نارِ جہنم بنی ہوئی
بھوکے کئی دنوں سے ہیں بچے گلاب سے

آنگن میں کب سے بادِ بہاری ہے منتظر
بچوں کے ہاتھ میں بھی ہیں گجرے درود کے

شب بھر رہی شریکِ سفر روشنی، حضورؐ
جگنو تمام، تتلیاں سب، میرے ساتھ تھے

ہر اجنبی کو دیتے ہیں خوشبو خلوص کی
یہ ساکنانِ شہرِ نبیؐ دل کے ہیں بڑے

میں تو غلام بھی نہیں اُنؐ کے غلام کا
کیا کیجئے گا میری غلامی پہ تبصرے

اپنا قلم تلاش میں کر لوں تو پھر چلوں
بطحا کی وادیوں میں ٹھہر جائیں قافلے

پرچم شفاعتوں کا ہے آقاؐ کے ہاتھ میں
ہر چیز پر محیط ہیں رحمت کے سلسلے

بچوں نے چھوڑ دی ہے نئے دن کی آرزو
جنگل کے خوف ہم نے گھروں میں بسا لئے

مشعل امیرِ قافلہ کے ہاتھ میں نہیں
مکتب میں بند علم و ہنر کے ہیں قافلے

تاریک شب سے دوستی کرنے کے جرم میں
آقاؐ، چراغ روشنی دیتے نہیں مجھے

آقاؐ، یہیں کہیں مجھے قدموں میں دیں جگہ
صد شکر واپسی کے مقفّل ہیں راستے

اتنے عزیز اپنے مفادات تھے، حضورؐ
بچوں کے خواب، پھول، غبارے چرا لئے

ہر ہر ورق پہ نام ہو اربابِ عشق کا
لکھے قلم کتابِ محبت کے حاشیے

ہر لمحہ حاضری کا ملا ہے مجھے ریاضؔ
سمٹے رہیں گے حشر تک طیبہ کے فاصلے

❁❁❁

خوش نصیبی سے علم داروں میں ہیں
نعت کے انوار کے دھاروں میں ہیں

جن کے ہاتھوں میں ادب کا ہے قلم
ہم بھی شامل اُن قلمکاروں میں ہیں

آشنا کب ہیں خزاں کے نام سے
ہم مدینے کے چمن زاروں میں ہیں

واعظو! جنت کی جانب چل پڑو
ہم سیہ کاروں، گنہ گاروں میں ہیں

بارشیں سر پر کھڑی ہیں، یا نبیؐ
کشتیاں مدت سے منجدھاروں میں ہیں

آسماں کے چاند تاروں کے ہجوم
ریگِ بطحا کے سمن زاروں میں ہیں

ہم سے مفلس سُوت کی انٹی لئے
شہرِ تابندہ کے بازاروں میں ہیں

یا نبیؐ، کس پر کریں ہم اعتماد
کجکلاہ کتنے ہی خرکاروں میں ہیں

کس کا ماتم کر رہے ہیں رات دن
جا بجا دھبے جو دستاروں میں ہیں

خودکشی کے ہیں دہانے پر کھڑے
ہم کہ خود اپنے عزاداروں میں ہیں

جتنے غم ہیں وہ مری جھولی میں ڈال
میرے آقاؐ میرے غم خواروں میں ہیں

شوق سے ساری خدائی ہو اُدھر
ہم مدینے کے طرف داروں میں ہیں

اشک جو شب بھر رہے روشن، ریاضؔ
اشک وہ سب دن کے اخباروں میں ہیں

خدا کے بعد محمدؐ ہیں یہ ہوا ثابت
اسی لئے مرے آقاؐ ہیں مرکزِ مدحت

حضورؐ، اپنے مقدّر پہ کیوں نہ ناز کروں
کہاں میں اور کہاں آپؐ کا درِ رحمت

ظہورِ عظمتِ خیر البشرؐ کا چرچا ہو
بروزِ حشر بھی آئینوں میں ہو حیرت

دعا ہے میری، خدا سے کہ بعدِ محشر بھی
مجھے نبیؐ کی ثنا سے نہ مل سکے فرصت

گلی محلے میں بھی اجنبی سا لگتا تھا
انہیؐ کی نعتِ مبارک سے ہے ملی شہرت

دیارِ نور مکرر میں دیکھ آیا ہوں
لگاؤ مصر کے بازار میں مری قیمت

عجیب بات بنایا نہ ہو انہیں مختار
خدا نے اپنے خزانوں کی دی انہیںؐ دولت

نہ جس کے ہاتھ میں نعتِ نبیؐ کا پرچم ہو
مری زمیں پہ وہ اتری نہیں کبھی ساعت

ریاضِ جنۃ میں سجدے گذارے ہیں میں نے
درِ حضورؐ پہ جا کر ہی دیکھ لی جنت

ثنائے مرسلِ آخرؐ میں کب تھکا ہے، ریاضؔ
قلم کے روپ میں اللہ نے دی ہے کیا نعمت

❀❀❀

(مدینہ منورہ میں لکھی گئی)

صد شکر مَیں سرکارؐ کی چوکھٹ پہ پڑا ہوں
مانندِ گلِ نعت سرِ شاخ کھِلا ہوں

مجرم کو طلب اپنی عدالت میں کیا ہے
حاضر ہوں، بصد عجز، مواجھے میں کھڑا ہوں

توصیفِ پیمبرؐ مرا منصب ہے ازل سے
لگتا ہے کسی نعت کا مَیں حرفِ ثنا ہوں

صدیوں کی سلامی کے مناظر بھی ہیں دیکھے
مَیں گنبد خضرا کی فضاؤں میں رہا ہوں

حیرت سے، مسرت سے، بڑے شوق سے ہمدم!
نسبت کی بلندی کی طرف دیکھ رہا ہوں

احرام کی چادر مرے سر پر بھی سجا دو
مَیں ارضِ مدینہ پہ جبیں رکھنے لگا ہوں

انوار کی بارش میں مجھے ایسے لگا ہے
جیسے مَیں کئی چاند ستاروں سے بنا ہوں

اِس شہر کے بچّوں کی مَیں لیتا ہوں بلائیں
اِس شہر کی دیواروں کو میں چوم رہا ہوں

طیبہ کی ہواؤں سے تعارف ہے پرانا
طیبہ کی ہواؤں سے بصد شوق ملا ہوں

دیوانہ کہو شہرِ پیمبرؐ کا مجھے بھی
زنجیرِ غلامی میں ازل ہی سے بندھا ہوں

اس شہرِ منوّر میں مجھے کون ہے لایا
مَیں مسجدِ نبوی میں کھڑا سوچ رہا ہوں

جس سمت بھی خوشبوؤں کا تانتا سا بندھا ہے
اِس شہر کی گلیوں میں اُسی سمت چلا ہوں

محسوس ریاضؔ آج مجھے ہوتا رہا ہے
مَیں پھول ہوں خوشبو کے سمندر میں گھرا ہوں

(مدینہ منورہ میں لکھی گئی)

مَیں آئنوں کا سمندر تلاش کرتا ہوں
حضورؐ، اپنا مقدر تلاش کرتا ہوں

قدم قدم پہ مرا دل دھڑکنے لگتا ہے
مَیں چشمِ شوق کے گوہر تلاش کرتا ہوں

مَیں شہرِ نور کے شفاف راستوں کو، حضورؐ
دیارِ روح کے اندر تلاش کرتا ہوں

مَیں صحنِ مسجدِ نبوی میں با ادب ہوکر
گداز و سوز کے پیکر تلاش کرتا ہوں

سلگتی ریت پہ عزمِ بلالؓ کی ٹھنڈک
قدم قدم پہ وہ منظر تلاش کرتا ہوں

مرے حضورؐ کے قدموں کو چومنے والے
احد پہاڑ کے پتھر تلاش کرتا ہوں

مَیں اپنے خواب کی تعبیر دیکھنا چاہوں
حضورؐ، چھوٹا سا اک گھر تلاش کرتا ہوں

جوارِ گنبدِ خضرا کے میں قریب ریاضؔ
نقوشِ پائے پیمبرؐ تلاش کرتا ہوں

# قطعات

کلکِ شعور مانگ کے ربِّ قدیر سے
کچھ پھول لے کے گلشن روشن ضمیر سے
سردارِ کائنات کے قدموں کو چوم کر
لکھیں گے روزنامچہ خیرِ کثیر سے

چرچا ہے کائنات میں طیبہ کے پھول کا
سارا جمال اُنؐ کے ہے قدموں کی دھول کا
سارے نبیؐ حروف ہیں جس پیش لفظ کے
وہ ایک اقتباس ہے نعتِ رسولؐ کا

ثنا کی روشنی دے یاخدا! ہر لکھنے والے کو
حروفِ نعت میں تبدیل کردے تو ہمالے کو

قلم ہے وادیٔ حیرت میں گُم تخلیق کے دن سے
مَیں کیا لکھّوں ورق پر رحمتوں کے تاج والے کو

حضورؐ، اربابِ شب نے فتنہ و شر کے حصاروں میں
مقیّد کر رکھا ہے صبحِ نو کے ہر اجالے کو

نوائیں میری ہیں اُنؐ کی ثنا کے سبز جھرمٹ میں
کتابِ عشق میں دیکھو کبھی اشکوں کے ہالے کو

مقفّل ساعتوں کو کر عطا توفیق مدحت کی
صبا کھولے، سرِ گلشن، کبھی ریشم کے تالے کو

ریاضؔ اک دن زمیں کا رزق بننا ہے مجھے لیکن
کرے گا دفن کیا کوئی مرے زندہ حوالے کو

تا حشر آسماں کی بلندی پہ یا نبیؐ!
نقشِ قدم ہی آپؐ کے ڈھونڈے گا آدمی

گھر کی فضا میں صلِّ علیٰ کے جلیں چراغ
گھر میں رہے درودِ مسلسل کی روشنی

لکھنے لگا ہوں اسمِ گرامی حضورؐ کا
لوحِ دل و نظر پہ اتر آئے چاندنی

اب تک قلم کو چومنے آتی ہے کہکشاں
تختی کبھی لکھی تھی پیمبرؐ کے نام کی

اترا ورق پہ چاند ستاروں کا جب ہجوم
رعنائیِ خیال قلم سے لپٹ گئی

پہلے سے دست بستہ کھڑا ہے مرا خیال
آیا ہوں مَیں تو شہرِ نبیؐ میں ابھی ابھی

مت پوچھ احترام کی کس کیفیت میں ہوں
اہدافِ چشمِ تر میں ہے طیبہ کی ہر گلی

بچوں نے رکھ دیئے ہیں کفن میں ثنا کے پھول
تا حشر اِن سے مہکے خدایا لحد مری

آقاؐ، سکوں کی دولتِ نایاب ہو نصیب
کب سے ہے اضطراب کے عالم میں زندگی

طائف میں جس نے کھولا تھا دروازہ جبر کا
ذہنوں میں آج بھی وہی زندہ ہے سرکشی

صدیوں کی خشک سالی کا موسم یہاں کہاں
کشتِ ثنا ازل سے ہے میری ہری بھری

ہر سَمت ہیں حضورؐ کے انفاس کے گلاب
ہر سَمت ہے نقوشِ کفِ پا کی دلکشی

بعد از خدا، ریاضؔ، مری اس زمین پر
اللہ کے رسول کی چوکھٹ ہے آخری

❁❁❁

کیا خوب تا ابد ہے یہ قدرت کا اہتمام
گردش میں ہے ازل سے ثنائے نبیؐ کا جام

دم سادھ لے بوقتِ ثنائے نبیؐ، قلم
قرآں سکھا رہا ہے نبی جیؐ کا احترام

کرنیں اچھالتی رہے صبحِ دیارِ عشق
منظر اجالتی رہے شہرِ نبیؐ کی شام

اسمِ حضورؐ ہی کی ہے رونق جہان میں
اسمِ حضورؐ ہی ہے فقط حاصلِ کلام

اشکوں میں عکسِ گنبدِ خضرا ہے موجزن
روشن ہے چشمِ تر میں ابھی مسجد الحرام

باندھے ہوئے ہے ہاتھ لغت کا ورق ورق
کلکِ ثنا! مزید یہ جھکنے کا ہے مقام

آنچل میں ہر کنیز نے باندھی ہیں سسکیاں
آقاؐ، غریقِ حرفِ ندامت ہے ہر غلام

یہ اور بات ظَرف ہی چھوٹا کسی کا ہو
جاری ہے فیض گنبدِ سر سبز کا مدام

اُنؐ پر نثار رفعتیں ارضِ حیات کی
اُنؐ پر نثار عظمتیں کونین کی تمام

رنگ ایک دن تو لائے گی میری طلب ضرور
شہرِ نبیؐ میں ہو گا سکونت کا انتظام

نسلیں تمام شاعرِ خیر الانامؐ کی
روضے کو دیکھ دیکھ کے کرتی رہیں سلام

حیرت سے دیکھتے ہیں فرشتے اِدھر اُدھر
لیتا ہوں میں لحد میں جب اپنے نبیؐ کا نام

کاسہ بکف کھڑے رہیں شہرِ ادب کے لوگ
اُنؐ کے درِ عطا پہ عطا کا ہے اختتام

مل کر خدا کے ساتھ پڑھیں آپؐ پر درود
بھیجیں سلام سیدِ عالمؐ پہ خاص و عام

میرے قلم کے دامنِ پُرکیف میں، ریاضؔ
شاداب ساعتیں کریں محشر تلک قیام

## فردیات

تخیل کے پرندے اب بتا تُو ہی مدینے میں
خدا سے تاجِ مدحت کے سوا مَیں اور کیا مانگوں

یہ لمحے جن کے دامن میں ثنا گوئی کی خوشبو ہے
وہ جب چاہے، جسے چاہے، عطا کر دے وہ مالک ہے

مری زندگی کے یہ دن آخری ہیں
مجھے نعت کہنے کی حسرت رہے گی

دستِ طلب ہے رحمتِ پروردگار میں
گذری ہے عمر دامنِ صبحِ بہار میں

جبریل لے کے اتریں گے نعتِ نبیؐ کے پھول
رہتا ہوں روز و شب میں اسی انتظار میں

میری غزل کو تاجِ ثنائے نبیؐ ملا
سر ہے بلند آج بھی اس انکسار میں

رم جھم برس رہی ہے درود و سلام کی
صد شکر ہوں ازل سے کرم کے حصار میں

مقصود اُنؐ کے در کی سلامی ہے بار بار
ہے آسماں بھی گردشِ لیل و نہار میں

آقاؐ تمام لوگ مدینے پہنچ گئے
میں آج بھی کھڑا ہوں اُسی رہگذار میں

ہے آئینہ گری مرا منصب مگر، حضورؐ
میں ہوں تفکرات کے گرد و غبار میں

میں اُمتی ہوں آپؐ کا رکھوں گا حوصلہ
آخر ہے جیت میرے قبیلے کی ہار میں

سینے پہ اُن کے نقشِ کفِ پا کا عکس ہو
محشر تلک رہو گے تمہی اقتدار میں

آنگن میں ہے ہجوم ستاروں کا خیمہ زن
ذکرِ نبیؐ ہے میری شبِ خوشگوار میں

سمتوں کا بھی رہا نہیں، آقاؐ، ہمیں شعور
ایسی کشش ہے ناقۂ زر کی مہار میں

آنکھیں چھلک پڑیں مری پڑھتے ہوئے درود
کب ہے ریاضؔ، عشقِ نبیؐ اختیار میں

❁❁❁

طشتِ درودِ پاک سپرد ہوا کریں
روشن، چراغِ مدحتِ خیرالوریٰ کریں

لوحِ ادب پہ کر کے رقم حرفِ التجا
اسمِ نبیؐ کا ہم بھی وظیفہ کیا کریں

کتنی عجیب عرضِ تمنا ہے، یاخدا
کشتِ ثنا میں تتلیاں، جگنو، اگا کریں

اسلوبِ نعتِ سرورِ کونینؐ ہو نیا
سوچوں کے آج سارے پرندے رہا کریں

کھولوں میں قفل قریۂ توصیف کا، حضورؐ
مجھ کو کلیدِ حرفِ ستائش عطا کریں

شہرِ تفکرات کا دروازہ چھوڑ کر
شہرِ نبیؐ کے اذنِ سفر کی دعا کریں

پڑھ کر کتابِ سیرتِ سرکارِ دو جہاں
اپنی شبِ سیاہ کا ماتم کیا کریں

کلکِ ثنا نے آج بھی سو بار ہے کہا،
آ کر طواف خوشبوئیں میرا کیا کریں

چاروں طرف کھڑے ہیں شبِ زر کے لشکری
چارہ مرے دکھوں کا بھی یامصطفیٰؐ کریں

نسلیں مری تمام رکھیں یاد حشر تک
گھر میں چراغ عشقِ نبیؐ کے جلا کریں

آقاؐ کے اسمِ نور کو چوما کریں بہت
تصویر عجز کی سرِ محفل بنا کریں

فکری مغالطوں میں رہے دانشِ فرنگ
ہم مصحفِ نبیؐ کی تلاوت کیا کریں

بادِ صبا کے ساتھ مواجہہ شریف میں
آنسو سمیٹنے کا فریضہ ادا کریں

موسم کا کیا ہے وہ تو تغیر پذیر ہے
لب پر گلاب نعتِ نبیؐ کے کھلا کریں

اس واسطے خدا نے قلم ہے عطا کیا
جب بھی لکھیں نبیؐ کا قصیدہ لکھا کریں

شہرِ حضورؐ کے گلی کوچوں کے ذکر سے
ہر لمحۂ حیات کو اک رتجگا کریں

جن راستوں نے آپؐ کے چومے تھے نقشِ پا
اُن راستوں میں سروِ چراغاں بنا کریں

اللہ کرے حضورؐ کے نعلین کے طفیل
اس کیفِ سرمدی میں مسلسل رہا کریں

اتنی سی التجا ہے خدائے رحیم سے
بچے مرے بھی آپؐ کی نعتیں پڑھا کریں

جی چاہتا ہے چوم کے ہونٹوں کو آج بھی
لہجہ بدل بدل کے اُنہیؐ کی ثنا کریں

جی چاہتا ہے ہم سرِ افلاک حشر تک
آقاؐ کی خاکِ پا سے ستارے چُنا کریں

دھندلا رہے ہیں ملی تشخص کو رات دن
اربابِ اختیار سے کیا کیا گلہ کریں

پہلے چراغ نقشِ قدم کو کریں سلام
ہم روشنی کا جب بھی حوالہ دیا کریں

پیشِ نظر ہو گنبدِ خضرا کی دلکشی
ہم آرزوئے شہرِ مدینہ کیا کریں

پاگل بنے ہوئے ہیں حریفانِ آفتاب
آقاؐ ہمیں ردائے تحفظ عطا کریں

اسوہ مرے حضورؐ کا دیتا ہے یہ سبق
جب بھی کریں ریاضؔ کسی کا بھلا کریں

آنکھیں جھکیں جو بہر سلامی مری، ریاضؔ
پلکوں پہ آنسوؤں کے ستارے سجا کریں

ارض و سما بھی آپؐ کے تھے منتظر ریاضؔ
ارض و سما کو کیوں نہ شریکِ ثنا کریں

❁❁❁

ہنگامۂ حیات میں چارہ گری کریں
آقا حضورؐ، میری مدد آج بھی کریں

ہر سانس میں درود کے جگنو کریں قیام
ذکرِ رسولِ پاک کریں ہر گھڑی کریں

حمدِ خدا کے بعد سرِ شامِ آرزو
آقاؐ، کریں تو صرف ثنا آپؐ کی کریں

ہر سال جب بھی صبحِ سعادت طلوع ہو
جتنی بھی ہو سکے مرے بچے خوشی کریں

تھوڑا سا رنگ گنبدِ خضرا سے مانگ کر
ہر شاخِ احترامِ پیمبرؐ ہری کریں

خوشیوں کا آفتاب بھی نکلے کبھی حضورؐ
کب تک غلام آپؐ کے نوحہ گری کریں

اعزاز کس قدر ہے بڑا، سوچیے ذرا
آقائے کائناتؐ کی ہم نوکری کریں

لوگو! تمھیں تلاش ہے امن و سکون کی
سردارِ انبیاءؐ کی چلو پیروی کریں

معمور ہو جو اسمِ محمدؐ کے نور سے
شہرِ غزل میں ایسی کھری شاعری کریں

اُنؐ کے نقوشِ پائے قناعت ملیں کبھی
بازارِ زر میں زر کی طلب میں کمی کریں

ٹھہریں گے محترم سرِ محشر بھی ہم ریاضؔ
اس زندگی کو وقفِ ثنائے نبیؐ کریں

منکر نکیر مجھ سے لحد میں کریں سوال
یارب! بیاضِ نعت ہو ہر، لب کشا مری

مقفل ہو نہیں سکتا کبھی در قصرِ رحمت کا
کھُلا ہے حشر تک بابِ کرم شہرِ رسالت کا

ثنائے مرسلِ آخرؐ رقم کرتے نہیں تھکتی
مقدّر کیا مقدّر ہے مری کلکِ موَدت کا

خدا نے خلعتِ انوار میں ملبوس فرمایا
سرِ اقدس پہ رکھا تاج امت کی شفاعت کا

رسولوں کے رسولِ محتشمؐ کا ایک شاعر ہوں
کوئی اندازہ ہوگا تاجروں کو میری قیمت کا

کتابِ عشق کا پہلا ورق الٹا نہیں جاتا
کہ اس پر نام ہے لکھّا ہوا سالارِ امتؐ کا

چُرا کوئی نہ لے زنجیر شہرِ زر کی گلیوں میں
مجھے دھڑکا لگا رہتا ہے دیوانے کی دولت کا

کسی کی رہنمائی کی ضرورت اب نہیں باقی
فقط سکّہ چلے گا حشر تک اُنؐ کی قیادت کا

ندامت آگ بن کر جب بدن میں پھیل جاتی ہے
خنک سایہ اتر آتا ہے اُنؐ کے دستِ شفقت کا

ابد کے منشیٔ رحمت کی پڑھ تحریر تو غافل!
سرِ تسلیم خم روزِ ازل سے ہے عقیدت کا

پلٹ کر میں مدینے میں نہ آؤں تو کہاں جاؤں
نہیں طے مرحلہ ہوتا، مرے آقاؐ، اذیت کا

حضورؐ اپنے تشخص کی علامت کیا مجھے ملتی
ابھی تک سامنا ہے آئنہ خانے میں حیرت کا

مری ہر شاخ پر صلِّ علیٰ کے پھول کھلتے ہیں
مجھے اعزاز حاصل خلدِ طیبہ کی ہے نسبت کا

قلم روزِ ازل سے مفتخر اُنؐ کی ثنا پر ہے
ہوا کب اور کہاں یہ مرتکب کفرانِ نعمت کا

یہ میری بدنصیبی مَیں رہا ہوں حلقۂ شب میں
کبھی خورشید ڈوبا ہی نہیں اُنؐ کی شریعت کا

مجھے ابلیس زادوں کی ہے سنگت جان سے پیاری
اندھیرا اس لیے ہے ہر طرف قعرِ مذلّت کا

کرے ارض و سما کا ذرہ ذرہ بھی ثنا اُنؐ کی
ازل سے یہ تقاضا ہے ریاضؔ اُس کی مشیّت کا

# قطعہ

فصیلِ شہرِ مدحت پر ستارے جھلملا اٹھے
ہزاروں رنگ اترے ہیں مری چشمانِ حیرت میں
مرے قصرِ غلامی کے در و دیوار کہتے ہیں
ازل ہی سے منقّش روشنی ہے تیری قسمت میں

مَیں خود بھی، قلم بھی مرا، انوار میں گُم ہیں
طیبہ کے خنک سے در و دیوار میں گم ہیں

جتنے بھی تخیّل کے پرندے تھے فضا میں
توصیفِ پیمبرؐ کے چمن زار میں گُم ہیں

خوشبو ہے درودوں کی مرے گھر کا مقدّر
آقا جیؐ، کنیزیں شبِ بیدار میں گُم ہیں

شایانِ نبیؐ شعر کوئی ہو نہیں پایا
مدحت کے مضامیں لبِ اظہار میں گم ہیں

اب کلکِ ثنا نور بھرے لفظ سمیٹے
انوارِ معانی مرے افکار میں گُم ہیں

آقاؐ کے شب و روز کے مکتب میں پڑھا ہے
خورشیدِ عمل سیرت و کردار میں گُم ہیں

بچّو! دمِ رخصت مرے، کہنا یہ اجل سے
ابّو تو ابھی مدحتِ سرکارؐ میں گُم ہیں

تصویر بڑی گنبدِ خضریٰ کی چھپی ہے
سو آنکھیں سبھی آج کے اخبار میں گم ہیں

مانگوں درِ آقاؐ پہ مَیں کیا؟ ہوش نہیں ہے
اہدافِ طلب گرمیٔ بازار میں گم ہیں

محشر کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے سرِ مقتل
ہم لوگ مگر جبّہ و دستار میں گُم ہیں

چمکے مری قسمت کا ستارا بھی کسی شب
آنکھوں کے دیے حسرتِ دیدار میں گُم ہیں

کشتی مری بے سمت رواں ہے، مرے آقاؐ
امید کے ساحل ابھی منجدھار میں گم ہیں

ہیں نقشِ کفِ پائے نبیؐ کے متلاشی
یہ ارض و سما سیّدِ ابرارؐ میں گم ہیں

قرآں کے سمندر میں اترتے ہی نہیں ہیں
اربابِ نظر لفظ کی تکرار میں گُم ہیں

آقا جیؐ، ریاضؔ آپؐ کا شرمندہ بہت ہے
پچھتاوے کے دن چشمِ گنہ گار میں گم ہیں

# قطعہ

اپنے آبا سے وراثت میں ملی حُبِّ نبیؐ
قیمتی سب سے اثاثہ ہے غلامی آپؐ کی
اس لیے پیشِ نظر نقشِ قدم ہیں آپؐ کے
اس لیے شہرِ قلم میں ہے ازل سے روشنی

❁❁❁

دستِ صبا پہ رکھتا ہوں مدحت کی روشنی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ
کشتِ ادب، ازل سے ہے میری، ہری بھری، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

پہرے لگے ہوئے ہیں ہواؤں پہ آج بھی، خلقت کو سانس لینے میں مشکل ہے آپڑی
تازہ ہوا نصیب میں لکھّے خدا کبھی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

مطلع میں بھی جمالِ خدائے رحیم ہے، مقطع میں بھی جلالِ خدائے قدیم ہے
یہ پوری کائنات ہے اک نعت آپؐ کی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

مَیں کیا ہتھیلیوں پہ سجاؤں گا آفتاب، مَیں کیا کروں گا چاند ستاروں کا انتخاب
پیشِ نظر ہے آپؐ کی تابندہ تر گلی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

کاسہ بکف لغت ہے کھڑی، در پہ آپؐ کے، پھیلے ہوئے ہزار طلب کے ہیں راستے
اوراقِ جاں پہ چمکا ہے خورشیدِ آگہی حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

دامن تہی نہیں سرِ بازارِ آرزو، دیوار و در بھی کرتے ہیں طیبہ کی گفتگو
رہتی ہے آس پاس بہاروں کی دلکشی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

اس کو قبولیت کا شرف ہے عطا ہوا، اس کے بڑے نصیب کا سورج چمک اٹھا
خوشبو چمن میں کیوں نہ کرے گی نبیؐ نبیؐ، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

صدقہ مرے قلم کا اتارے ہے آسماں، میرے لبوں کو چومنے آئی ہے کہکشاں
مَیں نے کہی ہے نعتِ مسلسل ابھی ابھی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

اترے ہیں چار سمت سے پھولوں کے قافلے، جگنو منا رہے ہیں گلستاں میں رتجگے
پڑھتی رہی درود کی آیت کلی کلی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

افراد گھر کے عجز کا پیکر بنا کریں، بچّے مرے بھی آپؐ کی نعتیں پڑھا کریں
کلیاں فضا میں آج بھی مہکیں درود کی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

کلکِ ثنا کہ اوجِ ثریا پہ ہے مقیم، اس کا طواف کرتی رہیں نکہت و شمیم
سر پر لئے ہوئے ہے سلاموں کی اوڑھنی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

یہ شہرِ دلنواز ہے یہ شہرِ بے مثال، یہ شہرِ حسنِ ارض و سماوات کا کمال
برسیں گے حشر تک یہاں انوارِ سرمدی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

کب تک کوئی حقوق کی لڑتا رہے گا جنگ، پھیکے بہت ہیں آج دھنک کے تمام رنگ
مردہ ہوئی نہیں ابھی اندر کی سرکشی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

ساحل کے آس پاس گھروندے نہیں رہے، خوف و ہراس سے ہیں سفینے رکے ہوئے
امت کے ناخدا کی ہے ہر ناؤ کاغذی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

زر کی ہوس کی آگ ہے اندر لگی ہوئی، زندہ معاشروں کی روایت ہی مٹ گئی
ماحول بن گیا ہے زمانے کا نرگسی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

اتنا گھمنڈ، اتنی رعونت، خدا پناہ، چھائی ہوئی ہے فتنہ و شر کی شبِ سیاہ
لیکن بساطِ شہرِ تمنا الٹ گئی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

کب سے ہدف بنا ہوں پسِ شامِ کربلا، سچ بولنے کی ملتی رہی ہے مجھے سزا
تصویرِ غم بنا ہوا بستی میں ہے کوئی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

زر کی ہوس ریاضؔ بھی کیا گل کھلائے گی، کس کس کے آشیاں کو چمن میں جلائے گی
کب تک بدن پہ آگ لپیٹے گا آدمی، حرفِ ثنا قبول ہو، آقا حضور جیؐ

❁❁❁

ریگِ عرب سے چاند ستارے چنا کرو
شہرِ نبیؐ کا ذکر مسلسل کیا کرو

آنکھوں کو بھیگنے کے مواقع دیا کرو
اس کیفِ سرمدی کے چمن میں رہا کرو

شہرِ نبیؐ کی پھول گلی کی خنک ہوا
بن کر گلاب شاخِ قلم پر کھلا کرو

ایسا نہ ہو کہ جائیں اکارت عمل تمام
میرے نبیؐ کا نام ادب سے لیا کرو

شب بھر جلا کے آپؐ کی توصیف کے چراغ
سیلابِ چشمِ تر میں ہمیشہ بہا کرو

مَیں نے چنے ہیں دامنِ خیر البشرؐ سے پھول
میرا بھی نام اہلِ ادب میں لیا کرو

تم منصبِ رسولؐ سے واقف نہیں ابھی
قرآں کے لفظ لفظ کو دل سے پڑھا کرو

جن راستوں سے گزریں گے طیبہ کے قافلے
اُن راستوں پہ چاندنی بن کر بچھا کرو

یہ آمنہؓ کے لال کی نعتِ عظیم ہے
آنکھو! درودِ تاج مسلسل پڑھا کرو

ہر شب میں نعت لکھتا ہوں گلشن کی تتلیو!
ہر شب طواف میرے قلم کا کیا کرو

اس پر کھلے ہوئے ہیں ثنائے نبیؐ کے پھول
اپنے لبوں کے آپ ہی بوسے لیا کرو

امید کی کرن بھی جب قبروں میں جا چھپے
توصیفِ مصطفیٰؐ سے چراغاں کیا کرو

دل بھی دھڑک رہا ہو ادب سے تمام شب
دیوار و در سے نعتِ پیمبرؐ سنا کرو

یہ بھی ہے احترامِ نبیؐ کی ہی ایک شکل
اہلِ دیارِ نور سے جھک کر ملا کرو

تم بھی نقوشِ پائے محمدؐ سے رات دن
اوراقِ جان و دل کو مصور کیا کرو

توفیق اس نے دی ہے تو لازم بھی ہے ریاضؔ
جب بھی لکھو، نبیؐ کا قصیدہ لکھا کرو

مدحت نگارِ سیدِ کونین ہے ریاضؔ
اُنؐ پر درود بھیج کے اِس سے ملا کرو

❀❀❀

لحد میں بھی کھِلے گا، آسماں والو، چمن میرا
بڑا انمول ہیرا ہے، زرِ سرو و سمن میرا

کہاں سے ماہ و انجم جھانک کر دیکھیں گے چھت میری
گناہوں سے ڈھکا ہے، یا رسول اللہ، گگن میرا

مجھے میری ہوس نے باندھ رکھا ہے ستونوں سے
مَیں مجرم ہوں، مرے آقاؐ، نہیں بدلا چلن میرا

فضائے نعت میں مَیں سانس لیتا ہوں مرے بچو!
دمِ رخصت، ردائے عجز میں رکھنا بدن میرا

نمایاں ہو نہیں پائے نشاں ٹھنڈی ہواؤں کے
غبارِ فتنہ و شر میں، نبی جیؐ، ہے وطن میرا

ہزاروں خارجی گندم چرا لیتے ہیں کھیتوں سے
تصرف میں نہیں میرے، ابھی کوہ و دمن میرا

نفاذِ عدل کا ہر خواب برسوں سے ادھورا ہے
نبی جیؐ، آپؐ کے دامن میں ہو عہدِ کہن میرا

درِ آقاؐ کی ہے یہ حاضری پرواز سے پہلے
دعاؤں کا، رہے طیبہ میں لشکر خیمہ زن، میرا

ردائے خاکِ طیبہ کی تمنا مَیں نے بھی کی ہے
بنے گا کاغذی پیراہنوں سے کیا کفن میرا

مقید خود کو رکھتا ہوں میں گلزارِ مدینہ میں
بھرا رہتا ہے پھولوں سے سخن میرا، دہن میرا

خدا اوجِ ثریا کی بلندی اس لیے دے گا
جھکا رہتا ہے آقاؐ کے درِ اقدس پہ فن میرا

ثنا کے سبز پیڑوں سے بدل جائے گا ہر منظر
یقیناً رنگ لائے گا سرِ محشر سخن میرا

کئی صدیوں سے، لوگو، عظمتِ رفتہ کہیں گم ہے
نقوشِ پائے پیغمبرؐ تلاشے کیوں نہ من میرا

کسی کے قبضۂ قدرت میں، آقاؐ میری سانسیں ہیں
خدائی کے ہے منصب پر یہ دورِ پر فتن میرا

ریاضؔ، آزاد بندہ اُس کا ہوں مَیں اُس کی بستی میں
حصارِ جبر میں کب تک رہے گا بانکپن میرا

❁❁❁

## قطعہ

خوف کی چادر میں ہے لپٹا ہوا میرا بدن
آج بھی سانسیں مری اکھڑی ہوئی ہیں یا نبیؐ
آج بھی سوچوں کے جنگل میں ہوں میں بکھرا ہوا
آج بھی کرب و بلا میں آپؐ کا ہے امتی

❁

صبا رختِ سفر باندھے کھڑی ہے منتظر آقاؐ
ارادہ اس برس بھی خلدِ طیبہ کے سفر کا ہے

ثنا گری کا سلیقہ مجھے ودیعت ہو
لغت میں درج فقط ایک حرفِ مدحت ہو

تمام خواب مرے جھوٹ کا بدل نکلے
حضورؐ، چہرۂ اقدس کی اب زیارت ہو

حضورؐ، ہجر کا موسم لہو میں اترا ہے
حضورؐ، حاضری کی پھر مجھے اجازت ہو

تہی عمل سے ہے دامن مرا سرِ محشر
مری نجات مری نعت کی بدولت ہو

مَیں صرف اشک ندامت کے ساتھ لایا ہوں
قبول، سیدِ عالمؐ، مری ندامت ہو

ریاضؔ، آج بھی ڈوبا ہوا ہے اشکوں میں
عطا اسے بھی، نبی جیؐ، ردائے رحمت ہو

حروفِ نعت سے مصروف گفتگو میں رہوں
مَیں روزِ حشر بھی طیبہ کے رنگ و بو میں رہوں

خدا کرے کہ کبھی واپسی ہو ناممکن
مَیں تشنہ لب ہوں، مدینے کی آبجو میں رہوں

یہی دعا ہے خدائے بزرگ و برتر سے
قدم قدم ترےؐ قدموں کی جستجو میں رہوں

اگرچہ خاکِ عجم سے خمیر اٹھا ہے
مَیں بعد مرگ اُسی شہرِ آرزو میں رہوں

بدن ہے اشکِ ندامت میں تر کئی دن سے
تمام عمر اِسی حالتِ وضو میں رہوں

زباں پہ پھول کھلیں مدحتِ پیمبرؐ کے
حریمِ نعت کی مَیں شامِ مشکبو میں رہوں

قیامِ شہرِ محمدؐ کے رتجگوں کی خیر
شرابِ عشق ہوں مَیں گردشِ سبو میں رہوں

مرے حضورؐ مرے آنسوؤں کا پونچھیں گے
مَیں بوند ضبط کی بن کر ابھی لہو میں رہوں

جدید نعت کا اسلوب ہے مری پہچان
ریاضؔ، آج بھی میں ساعتِ نمو میں رہوں

گن رہا ہوں ساعتیں عمرِ رواں کی آخری
ایک اک لمحہ بسر سرکارؐ کے قدموں میں ہو

چراغِ نعت ہونٹوں پر جلے اسمِ گرامی کا
نشیمن جگمگا اٹھے کبھی مجھ سے بھی عاصی کا

ملے حسانؓ سے احمد رضاؒ تک لفظ کی حرمت
مرے لب پر کھلے لہجہ کبھی سعدیؒ و جامیؒ کا

جمال و حسن جتنا بھی ہوا تخلیق دنیا میں
وہ دھوون ہے محمد مصطفےٰؐ کے نامِ نامی کا

ردائے شفقت و رحمت صبا کے ہاتھ بھیجیں گے
جواب آئے گا اک دن میرے بچوں کی سلامی کا

مرے سینے میں بھی نقشِ قدم کا عکس روشن ہو
نہیں لالچ، مرے آقاؐ، مجھے عمرِ دوامی کا

اگر تم چاہتے ہو عظمتِ رفتہ پلٹ آئے
عمامہ باندھ لو سر پر محمدؐ کی غلامی کا

پڑا ہوں آج بھی قدمَین کی جانب مرے آقاؐ
عطا ہو آج بھی صدقہ مجھے خیرالانامی کا

ریاضِ مضطرب کو آج بھی اذنِ ثنا بخشیں
ہوائے طیبہ سے منصب ملے پھر ہمکلامی کا

## قطعہ

دیئے جلاؤ ورق پر نبیؐ کی عظمت کے
گلاب بانٹو ہواؤں میں اُنؐ کی مدحت کے
درود پڑھتی ہوئی تتلیوں کو مت پکڑو
غلام تم بھی ہو بچو! رسولِ رحمت کے

## ثلاثی

نیند کے عالم میں بھی حاضر رہے دربار میں
کب ہوا نظروں سے اوجھل گنبدِ خضرا ریاضؔ
نیند کے عالم میں بھی پڑھتے رہے اُنؐ پر درود

❁❁❁

بہارِ نعت کا حسن و جمال رکھتے ہیں
ہم عصرِ نو میں بھی عشقِ بلالؓ رکھتے ہیں

اداس ہونے کی نوبت کبھی نہیں آتی
مرے نبیؐ مرا اتنا خیال رکھتے ہیں

نئی صدی میں بھی موسم ہے بے یقینی کا
وہؐ اعتماد ہمارا بحال رکھتے ہیں

ذہین لوگ نشاطِ سخن کے بارے میں
قلم کے ہاتھ پہ لاکھوں سوال رکھتے ہیں

الجھ رہے ہیں جو تشکیک کے اندھیروں سے
وہ صبحِ نو میں بھی شامِ زوال رکھتے ہیں

درِ حضورؐ پہ شکوہ ہو نارسائی کا
نہیں، غلام کب اتنی مجال رکھتے ہیں

جہانِ کفر کے بے نور مردہ خانوں میں
ہم اپنی زندہ ثقافت کی ڈھال رکھتے ہیں

ہمارا اوجِ ثریا سے ہے مقام بلند
برہنہ سر نہیں، رحمت کی شال رکھتے ہیں

ہم اپنی ذات کے قرب و جوار میں لوگو!
دیارِ عشق کے کچھ ماہ و سال رکھتے ہیں

ہمارے سر پہ عمامہ ہے اُنؐ کی مدحت کا
غریب گرچہ ہیں، جاہ و جلال رکھتے ہیں

وفا شناسی کے اسلوبِ جاں نثاری میں
رفیقِ غار کی روشن مثال رکھتے ہیں

یہ اُنؐ کی چشمِ محبت کی روشنی ہے ریاضؔ
وگرنہ دست تہی کیا کمال رکھتے ہیں

❁❁❁

مرا شعور مدینے کی ہر گلی میں رہے
جوارِ گنبدِ خضرا کی روشنی میں رہے

خدا کرے کہ قبیلے کا ایک اک بچہ
تمام عمر اُنہیؐ کی گداگری میں رہے

تمام حسن سماوات کا سمیٹے ہوئے
قلم، نقوشِ کفِ پا کی دلکشی میں رہے

سخنوری کے پرندے یہ بعدِ محشر بھی
خدا کا شکر ہے انوارِ سرمدی میں رہے

بحور ساری کی ساری ہی دلربا ہیں مگر
گداز و سوز کے نغمے کسی کسی میں رہے

یہ اس لئے کہ میں شاعر ترے نبیؐ کا ہوں
مرا کلام بھی مقبول ہر صدی میں رہے

خدا کے خوف سے عاری ضمیر ہے جن کا
قیامِ حشر تک افکارِ گمرہی میں رہے

ہمارے دامنِ صد چاک میں تو کچھ بھی نہیں
ہم عمر بھر اسی احساسِ کمتری میں رہے

ہمارے دامنِ کشکول کی طلب نہ گئی
ہمارے ہونٹ بھی صدیوں کی تشنگی میں رہے

ریاضؔ، عشقِ پیمبرؐ کا ایک اِک جرعہ
سحابِ حسنِ شریعت کی پالکی میں رہے

❁❁❁

ریاضؔ، اُس شہرِ دلکش کے گلی کوچوں میں کھو جائیں
سبق اُن کی غلامی کا چلو پھر چل کے دہرائیں

اُنہیؐ کے نقشِ پا پر نسلِ انسانی کو چلنا ہے
خدا کے بعد اُنؐ کو منزلِ مقصود ٹھہرائیں

یہی حکمِ خداوندی ملا ہے سب فرشتوں کو
ثنا کی پتّیاں ارض و سما پر خوب برسائیں

پرندے خوش کلامی کے مری سانسوں میں اڑتے ہیں
کروڑوں تتلیاں صلِّ علیٰ کہتے ہوئے آئیں

ندامت کا پسینہ ہو گا ماتھے پر سرِ محشر
مگر ہم بے عمل روئے زمیں پر بھی تو شرمائیں

ہمیں بھی ڈھونڈ لیں گے آپؐ کی رحمت کے کارندے
قیامت میں رفیقانِ حرم اتنا نہ گھبرائیں

وہ ہم جیسے نکموں کے بھی آقائے مکرّم ہیں
لبِ تشنہ پہ اسمِ حضرتِ میرِ امم لائیں

حصارِ خوف ہوتا جا رہا ہے تنگ امت پر
سوائے آپ کے در کے، نبی جیؐ ہم کدھر جائیں

ادھر بھی جبر کا موسم، اُدھر بھی خون کی بارش
پریشاں حال امت پر، کرم سرکار فرمائیں

تعاقب فاختاؤں کا فضا میں کیا ضروری ہے
درِ آقاؐ پہ حرفِ التجا بن کر پلٹ جائیں

ہماری سانس ہر گروی رکھی ہے رہنماؤں نے
گرفتِ قرض سے، آقاؐ، رہائی بھی کبھی پائیں

مَیں اپنے دکھ بیاں کرتا ہوں آقاؐ، درگذر آقاؐ
مری محرومیوں کا بھی مداوا آپ فرمائیں

تلاشِ عظمتِ رفتہ میں نکلے نسلِ نو، آقاؐ
کبھی ہم اس زمانے سے بھی لوہا اپنا منوائیں

حروفِ نعت کو پوشاک دے کر علم و حکمت کی
عمامہ روشنی کا ہم قلم کے سر پہ بندھوائیں

ریاضؔ بے نوا کے اہلِ خانہ کو ملے راحت
حضورؐ، آسودہ لمحے میرے آنگن میں بھی لہرائیں

## قطعہ

روشنی حرفِ ثنا کی ہو ہماری قبر میں
خوب ہو، ہر وقت ہو، مدحت نگاری قبر میں
اے خدا! سرکارؐ کے نقشِ کفِ پا کے طفیل
حشر تک چلتی رہے بادِ بہاری قبر میں

چراغِ آرزو ہم نے جلا رکھا ہے برسوں سے
صبا پیغام لے کر حاضری کا آج آئے گی

نامِ نبیؐ لیا تو کھِلے روشنی کے پھول
میرے قلم کو بھی ہیں ملے آگہی کے پھول

اُنؐ کے نقوشِ پا کی مسلسل تلاش میں،
نکلے ہوئے فلک پہ بھی ہیں چاندنی کے پھول

آبِ خنک سے چھاگلیں بھی آشنا نہیں
کب سے مرے لبوں پہ ہیں تشنہ لبی کے پھول

اکیسویں صدی کے شب و روز میں، حضورؐ
میرے گلے کا ہار بنے بے بسی کے پھول

سلکِ دعا میں اشک پروئے کئی ہزار
ہر ہاتھ میں ہیں آج بھی نوحہ گری کے پھول

انسان خود کشی کے دہانے پہ ہے، حضورؐ
دامانِ التجا میں ملیں شانتی کے پھول

خوشبو، ازل سے آپؐ کے در کی کنیز ہے
آقاؐ، قبول کیجئے میری گلی کے پھول

جھونکے ہوائے عدل کے، سرکارِ دو جہاںؐ
دنیا کے ہر غریب کو دیں گے خوشی کے پھول

محشر کے روز بھی درِ فردوس پہ ریاضؔ،
لایا ہوں طشتِ عشق میں نعتِ نبیؐ کے پھول

## قطعہ

یہ شہرِ امن ہے یہاں کھلتے رہیں گلاب
کوئی نشان ملتا نہیں اضطراب کا
ہر ہر قدم پہ نقشِ کفِ پا ہیں آپؐ کے
مکّہ بھی ہے جنابِ رسالت مآبؐ کا

عرب کے ریگ زاروں کی ہواؤں کا ملے صدقہ
کسی مجبور کی بھیگی صداؤں کا ملے صدقہ

مَیں حاضر ہوں، خدا کے گھر میں، دامن ہے تہی میرا
حدودِ شہرِ مکّہ کی فضاؤں کا ملے صدقہ

ملے دھوون مجھے دیوار و در کا یارسول اللہ
درِ عالی پہ اتری کہکشاؤں کا ملے صدقہ

مدینے کے گلی کوچوں میں کھو جاؤں قیامت تک
مجھے طیبہ کے بچوں کی اداؤں کا ملے صدقہ

جو طیبہ کی زمیں پر پھول بن بن کر برستی ہیں
کبھی رحمت کی اُنؐ کالی گھٹاؤں کا ملے صدقہ

وثیقہ امنِ عالم کا لکھا ہے جن کے آنچل پر
فضائے نور کی اُن فاختاؤں کا ملے صدقہ

لپٹ جاتے ہیں ہر عاشق کے قدموں سے مرے آنسو
مواجھے میں سسکتی التجاؤں کا ملے صدقہ

جنہیں میں ہجر کی بانہوں میں روتا چھوڑ آیا ہوں
مجھے اُن بے نواؤں کی نواؤں کا ملے صدقہ

خدا سے التجا ہے اُس کے اک ناچیز بندے کی
درِ سرکارؐ سے لپٹی دعاؤں کا ملے صدقہ

مرے آقاؐ، ریاضِؔ بے نوا، فریاد کرتا ہے
مجھے پھر گنبدِ خضرا کی چھاؤں کا ملے صدقہ

❁❁❁

زندہ عمل میں رکھو شریعت حضورؐ کی
محشر کے بعد بھی ہے حکومت حضورؐ کی

ہوں سنتِ خدائے مقدّس پہ کاربند
قرآں کے ہر ورق پہ ہے مدحت حضورؐ کی

عشقِ نبیؐ میں ڈوبنے کی آرزو کرو
سرمایۂ حیات ہے الفت حضورؐ کی

ہر دور یارسولؐ کا نعرہ کرے بلند
ہر دور کو رہے گی ضرورت حضورؐ کی

میری بساط کیا ہے بساطِ حیات پر
ممکن نہیں بیان ہو عظمت حضورؐ کی

محشر کے دن بھی ہاتھ میں تھی نعت کی بیاض
میری تلاش میں رہی رحمت حضورؐ کی

دنیا کے بادشاہوں کو شاید خبر نہیں
اب حشر تک رہے گی قیادت حضورؐ کی

اک آدمی کا قتل ہے انسانیت کا قتل
ہر ہر افق پہ لکھّو عبارت حضورؐ کی

زر امتحاں ہے امتِ سرکارؐ کا، ریاضؔ
زر کے پجاریوں میں ہے امت حضورؐ کی

# قطعہ

میرے اسلوبِ ثنا کو خلعتِ انوار دے
نعت کے ہر شعر کو افکار کی دستار دے
وادیٔ ابہام میں مفہوم کی چادر بچھے
وادیٔ تشکیک کو لاکھوں در و دیوار دے

❁❁❁

عروسِ صبحِ نو کے لب پہ ذکرِ مصطفیٰؐ ہوگا
چمن کو سبز کرنوں کا حسیں موسم عطا ہوگا

نجاتِ دائمی اس کا مقدّر بن گئی کیسے
ہماری مغفرت پر حشر کے دن تبصرہ ہوگا

غلاموں پر کرم فرما رہے ہیں آپؐ دنیا میں
غلاموں کا لحد میں بھی اُنہیؐ سے رابطہ ہوگا

ہر اک لمحے کے سر پر تاج ہوگا اُنؐ کی رحمت کا
ہر اک ساعت کے ماتھے پر کرم کا دائرہ ہوگا

شبِ اسرا خلا کی وسعتوں میں فرطِ حیرت سے
فلک کا ہر ستارا نقشِ پا کو چومتا ہوگا

وہ ہر منگتے کے ہاتھوں پر عطا کے پھول رکھیں گے
سرِ محشر شفاعت کا درِ اقدس کھُلا ہوگا

فقط اسمِ نبیؐ تھا گلفشاں کل شب جہاں مَیں تھا
کتابِ دیدہ و دل کے ورق کا حاشیہ ہوگا

جلیں گے ہر دریچے میں چراغِ مدحتِ آقاؐ
فضا میں روشنی کا سلسلہ در سلسلہ ہوگا

مرے بچّوں کے سر پر شامیانہ خوشبوؤں کا ہے
گلابِ نعتِ ختم المرسلیں گھر میں کھِلا ہوگا

تلاطم خیز موجوں سے یہ کہنا آج کی شب بھی
پھٹے کاغذ کی کشتی کا خدا ہی ناخدا ہوگا

صفِ ماتم بچھی ہے بے یقینی کی سرِ مقتل
مقدّر میں ہمارے انخلا در انخلا ہوگا

ریاضؔ اب کے برس بھی اذن پاؤں گا حضوری کا
ریاضؔ امشب بھی آنگن میں سخن کا رتجگا ہوگا

❀❀❀

کتابِ دل میں پھر اسمِ نبیؐ ہو گا رقم امشب
کھلیں گے پھول مدحت کے سرِ شاخِ قلم امشب

نگاہِ با وضو کو چشمِ تر میں بھیگ لینے دو
سبھی ٹھہرو مدینے میں رفیقانِ حرم امشب

صبا چہرے پہ امن و عافیت کی روشنی رکھے
حصارِ جبر ہے چاروں طرف شاہِ اممؐ امشب

بفیضِ نعتِ سرکارِ دو عالمؐ شہرِ مدحت میں
مرے افکارِ تابندہ رہیں گے محترم امشب

دھنک کے پیرہن میں لفظ تصویرِ ادب ہوں گے
ورق پر جھلملائے گا مری آنکھوں کا نم امشب

ہوا سرگوشیاں کرتی رہے یہ جاں نثاروں سے
دکھائی دے گا تم کو خواب میں نقشِ قدم امشب

ردائے خاکِ طیبہ اوڑھ کر نکلوں سرِ مقتل
ڈرائے گی مجھے کیا شدتِ شامِ الم امشب

نبی جیؐ آپؐ کا شاعر ہے، ناقدروں کی بستی میں
نگاہِ محتشم اٹھے، رسولِ محتشمؐ، امشب

انا زخمی ہے میری شہرِ زر کے تاج محلوں میں
سرِ محفل، مرے آقاؐ، رکھیں میرا بھرم امشب

بہت کچھ لٹ چکا جرمِ ضعیفی کے اندھیروں میں
امیرِ کارواں، دیجے، عزائم کے علَم امشب

ثنا کرتے ہوئے دیوار و در کا حکم ہے تجھ کو
حوادث کی ہوائے بے اماں! جنگل میں تھم امشب

ریاضؔ بے نوا کی، دیکھنا، اِس خستہ حالی پر
کرم ہو گا، کرم ہو گا، کرم ہو گا، کرم امشب

❁❁❁

پیوندِ خاک ہجر کی دیوار ہو کبھی
آقا حضورؐ آپؐ کا دیدار ہو کبھی

شہرِ غزل میں نعت نگاری بجا، مگر
کرب و بلا میں مدحتِ سرکارؐ ہو کبھی

روزِ ازل سے لفظ ادھورے لغت کے ہیں
میری ہر ایک سوچ کا اظہار ہو کبھی

تقلیدِ ظاہری کا بڑا شور ہے، مگر
اندر کا بت کدہ بھی تو مسمار ہو کبھی

مکر و فریب و دجل کے کھولے کبھی نہ در
یہ فقرِ شر بھی صاحبِ کردار ہو کبھی

بچے تلاشِ رزق میں نکلے ہیں، یارسولؐ
اہلِ ہنر کے سر پہ بھی دستار ہو کبھی

ہر لمحہ زندگی کا سپردِ خدا کرو
سچ مچ غلامِ احمدِ مختار ہو کبھی

اُنؐ کے نقوشِ پا سے جلا کر نئے چراغ
انسان خوابِ ذات سے بیدار ہو کبھی

اقوامِ بے سکوں کے خداؤں سے یہ کہو
عہدِ حضورؐ عدل کا معیار ہو کبھی

نکلے مفادِ شب کے بھی غاروں سے، یاخدا
زر کی ہوس سے آدمی بیزار ہو کبھی

بک جاؤں مَیں ریاضؔ کسی مول کے بغیر
طیبہ نگر کا سامنے بازار ہو کبھی

❀❀❀

دستِ صبا پہ رکھا گیا موسمِ بہار
کالم لکھے گی نعتِ پیمبرؐ کے صد ہزار

بادِ خنک کھڑی ہے ادب سے قدم قدم
آقاؐ، خیال آپؐ کا ہے نخلِ سایہ دار

اندر کے آدمی کو بھی ایمان ہو نصیب
اندر کی روشنی کا گرے دل پہ آبشار

سرمایہ زندگی کا غلامی ہے آپؐ کی
سرکار آپؐ پر مرے روح و بدن نثار

میرا نسب حضورؐ نسب ہی نہیں کوئی
نسبت حضورؐ آپؐ کی ہے وجہِ افتخار

دیوار و در بھی رہتے ہیں سرکارؐ منتظر
محشر تلک کروں گا اسی گھر میں انتظار

بچے کھڑے ہیں گھر کی کنیزوں کے درمیاں
آقاؐ، قبول ہو مری نسلوں کا انکسار

ہر دور کو غلامی کا حاصل ہے امتیاز
ہر دور کو حضورؐ ملے حرفِ اعتبار

صدیاں مراقبے میں گذر جائیں، یانبیؐ
مجھ کو بہت عزیز ہے لمحوں کا اختصار

جس راہ نے حضورؐ کے چومے تھے نقشِ پا
ہر آئنے میں اترے اُسی راہ کا غبار

سلکِ رفو کی عرضِ تمنّا لئے ہوئے
در پر بچھا رہا ہوں مَیں دامانِ تار تار

وہ راہ شہرِ نکہت و انوار پر ہو ختم
جب مَیں کروں ریاضؔ کوئی راہ اختیار

❁❁❁

عشقِ ختم الرسلؐ میں گرفتار ہوں
مَیں غلامِ غلامانِ سرکارؐ ہوں

دور کب مَیں ہوا ہوں درِ پاک سے
مَیں حضوری کی لذت میں سرشار ہوں

کل بھی اُنؐ کے کرم کا مَیں محتاج تھا
آج بھی رحمتوں کا طلب گار ہوں

میری قسمت کا چمکے ستارا کبھی
لوحِ جاں پہ لکھا حرفِ دیدار ہوں

حَشر میں ڈھونڈتی ہے کرم کی گھٹا
جامِ کوثر کا شاید سزاوار ہوں

میرے پھولوں سے بھی کیجئے گفتگو
میں ثنائے نبیؐ کا چمن زار ہوں

مَیں بھکاری مدینے کا ہوں، یا نبیؐ
آپؐ کا نعت گو ہوں، قلمکار ہوں

نوکری اُنؐ کی، قسمت میں لکھی گئی
خوش نصیبی ہے، دربانِ دربار ہوں

ایک ردی کا کاغذ ہے میرا بدن
اک پرانا پھٹا سا مَیں اخبار ہوں

ہو ریاضؔ قلم پر بھی، شاہا، نظر
ایک مفلس کے اشکوں کی دستار ہوں

## قطعہ

خاموش کب سے ہوں لبِ اظہار بھی ملے
مجھ بے نوا کو اب زرِ گفتار بھی ملے
آقاؐ برہنہ پا ہوں برہنہ ہے میرا سر
بستی میں مجھ کو سایۂ دیوار بھی ملے

❁❁❁

تیرگی میں مطلعِ انوار کی باتیں کریں
رحمتِ کُل، احمدِ مختارؐ کی باتیں کریں

مشک و عنبر سے لبِ گویا وضو کرلے تو پھر
صاحبِؐ دل، صاحبِؐ کردار کی باتیں کریں

پیکرِ حسنِ ازل کے ذکر کی محفل سجے
سرورِ کونینؐ کے دربار کی باتیں کریں

رات بھر رقصاں رہے اشکِ رواں کا سلسلہ
صبح تک اب سیّدِ ابرارؐ کی باتیں کریں

جس کی خوشبو سے مہکتے ہیں در و بامِ حیات
ہم نفس اُس گلشنِ بے خار کی باتیں کریں

آسماں بھی جس میں دیکھے روضۂ اطہر کی چھب
خوش نظر اُس دیدۂ بیدار کی باتیں کریں

جاگتے سوتے ہیں جن کے درمیاں رہتے ہیں ہم
اُن مہکتے سے در و دیوار کی باتیں کریں

حَشر تک ہر لفظ جس کا ہر تمدن کا نصاب
آج بھی اُس قافلہ سالارؐ کی باتیں کریں

سر برہنہ ہم کھڑے ہیں چلچلاتی دھوپ میں
خاکِ طیبہ سے بنی دستار کی باتیں کریں

آخری کل بھی کرے گا جس کی عظمت کو سلام
کل جہانوں کے اُسی سردارؐ کی باتیں کریں

میرے ہاتھوں میں مرے اشکوں کے سکّے ہیں ریاضؔ
شہرِ طیبہ کے چلو بازار کی باتیں کریں

❀❀❀

قرآں کے لفظ لفظ میں مذکور کون ہے
انسانیت کا آخری منشور کون ہے

کس کے نقوشِ پا سے فروزاں ہوئی دھنک
تقسیمِ رنگ و نور پہ مامور کون ہے

کس نے غلام زادوں کو دارائی بخش دی
روزِ ازل سے ثروتِ جمہور کون ہے

وہ کون دستگیر ہوا ہے شبِ الم
ٹوٹے ہوئے قلوب میں مستور کون ہے

اُس کا ہی نام ہے زرِ اخلاص کی مثال
عفو و کرم کا سرمدی دستور کون ہے

آنکھوں میں ہے غبارِ رہِ مصطفیؐ کا نور
انوارِ شش جہات سے معمور کون ہے

دیکھی ہیں مَیں نے شہرِ پیمبرؐ کی رونقیں
تہذیبِ نو کے حسن سے مسحور کون ہے

زنجیر پا ریاضؔ ہیں اپنی ندامتیں
ورنہ نبیؐ کے شہر سے اب دور کون ہے

## ثلاثی

اِس قدر اُن کی نوازش، اِس قدر اُن کا کرم
اُن کے الطاف و کرم کی ہیں مسلسل بارشیں
میرا دامن تنگ ہے، اُن کی عطائیں بے شمار

❁

سر جھکاتا ہے مصلّے پر قلم میرا ریاضؔ
چشمِ تر اُنؐ کی محبت کے جلاتی ہے چراغ
منکشف ہوتا ہے مجھ پر میرے اندر کا ضمیر

❁❁❁

گھر ہی گھر ہے ثنائے محمدؐ
ثمر ہی ثمر ہے ثنائے محمدؐ

قلم کے مقدّر کا کیا پوچھتے ہو
قلم کا سفر ہے ثنائے محمدؐ

مجھے اہلِ دنیا سے مطلب نہیں ہے
کہ شام و سحر ہے ثنائے محمدؐ

بھلا روشنی کیا کسی سے مَیں مانگوں
چراغوں کا گھر ہے ثنائے محمدؐ

دمِ مرگ خالی نہیں ہاتھ میرے
کہ زادِ سفر ہے ثنائے محمدؐ

کبھی تشنگی کی شکایت نہ ہو گی
زباں پر اگر ہے ثنائے محمدؐ

نظر میں عروسِ غزل کیا سمائے
کہ پیشِ نظر ہے ثنائے محمدؐ

عطا کی ہے بستی مدینے کی بستی
کرم کا نگر ہے ثنائے محمدؐ

ریاضؔ اپنے منصب پہ خوشیاں مناؤ
مری چشمِ تر ہے ثنائے محمدؐ

## قطعہ

اے خدائے روز و شب بے بال و پر بیٹھا ہوں مَیں
شہرِ طیبہ کے تصور میں ادھر بیٹھا ہوں مَیں
ہر ورق پر جلوہ گر ہے خوشبوئے اسمِ نبیؐ
آرزو کی سب کتابیں کھول کر بیٹھا ہوں مَیں

❁❁❁

مرے گھر میں آئے بہارِ مدینہ
کرم کی نظر تاجدارِ مدینہ

ادھر بھی نگہ، ساقئ حوضِ کوثر
عطا ہو مجھے بھی خمارِ مدینہ

لبوں پر ہیں صلِّ علیٰ کی صدائیں
تصور میں ہے رہگذارِ مدینہ

صبا پھر بصارت مری کھو گئی ہے
ان آنکھوں میں بھر دے غبارِ مدینہ

ذرا چشمِ تر دل کو قابو میں رکھنا
قریب آ رہا ہے دیارِ مدینہ

اجل میرے گھر سے ابھی دور رہنا
ابھی ہے مجھے انتظارِ مدینہ

تہی دامنی کا مجھے غم ہو کیسے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

دھنک میں قدم رکھ رہا ہوں خوشی سے
غلامی ہے بس افتخارِ مدینہ

بڑی دور سے چل کے آیا ہوں آقاؐ
چھپا لے مجھے بھی حصارِ مدینہ

ریاضؔ اپنے دل میں یہ حیرت ہے کب سے
کہیں مجھ کو وہؐ جاں نثارِ مدینہ

❀❀❀

جو گذری ہے وہ کس کس کو بتائیں یارسول اللہ
کسے حالِ دلِ مضطر سنائیں یارسول اللہ

یہ حسرت ہے کہ تصویرِ ادب بن کر مواجھے میں
چراغِ دیدۂ پُرنم جلائیں یارسول اللہ

پڑے ہوں رکھ کے زنجیرِ غلامی آپؐ کے در پر
سجائی ہیں لبوں پر التجائیں یارسول اللہ

نہیں پانی کا قطرہ آبخوروں میں کوئی باقی
کرم کی بھیج دیں کالی گھٹائیں یارسول اللہ

تصور میں جوارِ گنبدِ خضرا میں سب بچے
گھروندے آرزوؤں کے بنائیں یارسول اللہ

شبِ میلاد بچے شوق سے گھر کے منڈیروں پر
ادب سے جل رہی آنکھیں بچھائیں یارسول اللہ

کنیزیں اپنے اشکوں کی زباں میں عرض کرتی ہیں
ہمیں بھی اپنی چوکھٹ پر بلائیں یارسول اللہ

دہائی دے رہی ہیں آپ کے اسمِ گرامی کی
کئی صدیوں سے زخمی فاختائیں یارسول اللہ

غلاموں کے مقدر میں سکونِ دل کی دولت دیں
صفِ ماتم اندھیرے بھی بچھائیں یارسول اللہ

ادب کی اوڑھنی لے کر درِ اقدس پہ آ جائیں
کہاں جنگل میں بھٹکیں گی صدائیں یارسول اللہ

بدن پر اَن گنت زخموں کے اب تک ہیں نشاں باقی
انہیں دامانِ رحمت میں چھپائیں یارسول اللہ

کھڑی رہتی ہیں اپنے گھر کے دروازے میں پہروں تک
کدھر جائیں، جواں بیٹوں کی مائیں، یارسول اللہ

سوئے افلاک اڑنے سے ذرا پہلے مواجھے میں
درودِ پاک پڑھتی ہیں دعائیں یارسول اللہ

مرے آنسو بھی لے جائیں، مری آنکھیں بھی لے جائیں
مدینے کی طرف جاتی ہوائیں یارسول اللہ

مدینے میں کھڑا ہے ایک مجرم ہتھکڑی پہنے
اسے بھی عمر بھر کی ہوں سزائیں یارسول اللہ

رعونت کے جھروکے میں کھڑی ہیں تان کر سینہ
ابھی تک اَن گنت جھوٹی انائیں یارسول اللہ

اتاریں پیرہن جرمِ ضعیفی کا غلام آخر
تماشا کیا زمانے کو دکھائیں، یارسول اللہ

نکل کر قبرِ انور سے دلاسہ دیں غلاموں کو
سبھی ہیں ہر قدم پر کربلائیں یارسول اللہ

صدی کی آخری تقریبِ میلادِ مقدّس میں
ملیں مدحت نگاروں کو ردائیں یارسول اللہ

ریاضؔ بے نوا کی التجا ہے اپنے بردے کو
بڑی شفقت سے سینے سے لگائیں یارسول اللہ

کیا خوئے پذیرائی ہے ہر ایک شجر میں
میں روزِ ازل سے ہوں مدینے کے سفر میں

جب تک نہ گرے لب پہ ترےؐ نام کی شبنم
ٹھنڈک نہیں پڑتی کبھی لالے کے جگر میں

زم زم کی طلب آنکھ میں بن جاتی ہے آنسو
سرکارؐ، میں رہتا ہوں مضافاتِ شرر میں

سلطانِ مدینہ کی رعایا ہوں، فرشتو!
مر کر بھی ہوں میں دامنِ خورشیدِ سحر میں

اشکوں کے گہر جس کے ستارے نہیں بنتے
وہ مفلس و نادار ہے میری بھی نظر میں

شاید کبھی طیبہ کی ہواؤں کا گذر ہو
ہر شام دیے رکھتا رہوں راہ گذر میں

کس کس کا یہاں قرض چکاتا پھروں آقاؐ
دو خاکِ مدینہ مری دستارِ ہنر میں

سرکارؐ سے نسبت کا کبھی پھول بھی مہکے
اک آنچ ابھی باقی ہے تکمیلِ بشر میں

آقا جیؐ کے افکارِ جلیلہ کی بدولت
اک پھول کھلا رہتا ہے جسموں کے کھنڈر میں

انگشتِ پیمبرؐ کے تصدق سے رہے گی
تا حشر خنک چاندنی سامانِ قمر میں

ملحوظ رہے سیدِ عالمؐ کا تقدّس
سچائی ہی سچائی ہے قرآں کی خبر میں

کیا حسنِ طلب ہے کہ ریاضؔ اپنے خدا سے
مرنے کی دعا مانگی ہے آقاؐ کے نگر میں

❁❁❁

اُس در پہ اپنی جان کا نذرانہ دھر چلیں
اب شام ہو چلی ہے چلو اپنے گھر چلیں

کھوٹا سا ایک سکہ ہوں لیکن مرے حضورؐ
بازارِ عشق میں مرے سارے ہنر چلیں

ہجر نبیؐ میں ہر کوئی رہتا ہے مضطرب
ممکن اگر ہو ساتھ یہ دیوار و در چلیں

بادِ صبا کے جھونکوں سے کہنا ذرا رکھیں
سامانِ شوق لے کے مرا پیشتر چلیں

ہر دل کتابِ عشقِ محمدؐ کا ہو ورق
اتنا سا کام ہم بھی اندھیروں میں کر چلیں

اک منزلِ مراد مدینے کی خلد ہے
کیا سوچنا ریاضؔ اِدھر یا اُدھر چلیں

اہلِ دنیا تو ہیں بے مروت دل تمہارا دکھاتے رہیں گے
کملی والے کا دامن پکڑ لو سارے دکھ درد جاتے رہیں گے

انتہا ہے کرم کی نہ کوئی، نہ عطا کی، نہ بخشش کی کوئی
اُنؐ کی رحمت کے پھولوں سے ہم بھی جھولیاں بھر کے لاتے رہیں گے

اس تمنا میں گذرے عمریا، آپؐ تشریف لائیں گے اِک دن
آپؐ کی رہگذاروں میں ہم بھی چشمِ پُرنم بچھاتے رہیں گے

زندگی ہو لحد ہو کہ محشر یہ غلامانِ ابن غلاماں
آپؐ کا نام لیتے رہیں گے، آپؐ کے گیت گاتے رہیں گے

روح کو چین آئے گا کیسے، باغِ جنت کے دیوار و در میں
بعد مرنے کے بھی یا محمدؐ آپؐ کے در پہ آتے رہیں گے

یہ ریاضؔ آپؐ کا ایک شاعر، عرض کرتا ہے رو رو کے آقاؐ
دستِ رحمت اٹھا کر یہ کہہ دیں اس کو پھر بھی بلاتے رہیں گے

۞

عیدِ میلادِ خیر الوریٰ ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں
آمدِ شاہِ ارض و سما ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

ہر کرن وجد میں آ رہی ہے، روشنی ذہن پر چھا رہی ہے
آسماں نور سے بھر گیا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

پھول کھلنے لگے ہیں چمن میں، کون آیا ہے ملکِ سمن میں
خوشبوؤں کا دریچہ کھلا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

کیف و مستی کے جھولے پڑے ہیں، صف بہ صف حور و غلماں کھڑے ہیں
چاندنی ہر طرف پَر کشا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

چھا رہی ہیں کرم کی گھٹائیں، پھول برسا رہی ہیں ہوائیں
جود و رحمت کا میلہ لگا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

وجد طاری ہے ارض و سما پر، گوشہ گوشہ ہوا ہے منور
ہر افق پر چراغاں ہوا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

آخری ہیں پیمبرؐ خدا کے، جو وسیلہ ہیں ہر اک دعا کے
روشنی خود بھی حرفِ دعا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

کیا مقدّر ہے میری زمیں کا، اوج پر ہے ستارا یقیں کا
آج غارِ حرا لب کشا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

دائماً ہے رسالت انہیؐ کی، دائماً ہے قیادت انہیؐ کی
جن کا ہر نقشِ پا ارتقا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

یہ ریاضؔ آج کیسی گھڑی ہے، کہکشاں راستے میں کھڑی ہے
کالی کملی میں کون آ رہا ہے، بام و در رقص میں آ رہے ہیں

❁❁❁

یارسولِ خدا، بابِ رحمت ہو وا، مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ
دور میری بھی مشکل ہو، مشکل کشا، مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

درد کی رات ہے، غم کی برسات ہے، رہبر و رہنما آپؐ کی ذات ہے
گیسوؤں کی گھٹا، جھوم جائے ذرا، مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

دشتِ غربت میں مجھ کو بھی نورِ یقیں، کیجئے گا عطا یا رسولِ امیں
آسرا ہے غلاموں کو بس آپؐ کا، مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

آپؐ کا نام ہونٹوں پہ کیا آگیا، ابرِ رحمت افق تا افق چھا گیا
ورد کرنے لگے ہیں یہ ارض و سماء مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

مَیں مدینے کی مٹی کے قابل کہاں، موت آجائے گی راہ میں ناگہاں
میری تربت سے بھی آئے گی یہ صدا، مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

مَیں ریاضؔ آپؐ کا التجاؤں میں ہوں، آخرِ شب کی بھیگی ہواؤں میں ہوں
گھر کے افراد بھی ہیں حروفِ دعا مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ مصطفیٰ

قلم کے ساتھ ثنا کے ہوں شامیانے میں
بکھیرتی ہے صبا پھول آشیانے میں

بفیضِ ذکر محمدؐ ہے چاندنی رقصاں
وگرنہ خاک ہے میرے غریب خانے میں

سلام اُن پہ جو مصروف ہیں سرِ مقتل
دلوں میں عشقِ نبیؐ کے دیے جلانے میں

خلا کی دھول میں جگنو تلاشنے والو!
وہی چراغ فروزاں ہیں ہر زمانے میں

چلو ردائے غبارِ رہِ نبیؐ مانگیں
عناد و بغض ہے دنیا کے کارخانے میں

مَیں مطمئن ہوں اجل آ کہ بعد میرے بھی
اُنہیؐ کا ذکر رہے گا مرے گھرانے میں

بدن میں ناچنے لگتی ہیں خون کی بوندیں
عجیب کیف ہے نعتِ نبیؐ سنانے میں

دیارِ ہجر میں اشکوں کے چاند اپنی جگہ
نشہ کچھ اور ہے دریائے جاں بہانے میں

کرم کے پھول ہیں شاخوں پہ ادھ کھلے سے ریاضؔ
چمن میں دیر ہے جیسے بہار آنے میں

## ثلاثی

ہر آنکھ میں ہوں گنبد خضرا کی تابشیں
ہر ہر قدم پہ کھلتے رہیں آرزو کے پھول
یارب! ثنائے مرسلِ آخر کا اذن ہو

خداوندِ عالم! قیامت کے دن بھی
مدینے میں رہنے کو جی چاہتا ہے

قریۂ جاں میں وہ تیرگی ہے فرد اپنے لیے اجنبی ہے
اتنی آلودگی ہے فضا میں گرد لفظوں پہ بھی جم گئی ہے

پھول کھلنے لگے ہیں صدا میں حرف ڈھلنے لگے ہیں دعا میں
یہ زباں بھی عطا ہے خدا کی، یہ قلم بھی مرا سرمدی ہے

اُنؐ کے صدقے میں جنت ملے گی، ہر کلی آرزو کی کھلے گی
اس وسیلے کا انکار کرنا تو خدا کی قسم گمرہی ہے

مَیں صدا ہوں، ہوا ہوں، دھواں ہوں کچھ خبر ہی نہیں مَیں کہاں ہوں
مَیں تحیر کے عالم میں گُم ہوں، ہر طرف اک خنک روشنی ہے

تھم گئی گردشیں آسماں کی، رک گئی نبض دونوں جہاں کی
تذکرہ ہے حبیبِ خداؐ کا، زندگی سانس روکے کھڑی ہے

مَیں مسائل کی دیوار میں ہوں، سرخ آندھی کی یلغار میں ہوں
رات بھی بال کھولے ہوئے ہے، مشعلِ آشیاں بجھ چکی ہے

کرب کی وادیوں میں صبا ہے، خشک ہونٹوں پہ حرفِ دعا ہے
مقتلِ روز و شب میں مقدّر یانبیؐ یانبیؐ، یانبیؐ ہے

پھر طلسمِ انا میں ہے امت، حلقۂ ابتلا میں ہے امت
جسم پتھرا گئے آئنوں میں، یانبیؐ، معجزے کی گھڑی ہے

مَیں ریاضؔ اپنی شب کی سحر ہوں، مَیں غلامِ شہِ بحر و بر ہوں
کہکشاں مانگتی ہے اجالے، چاندنی میرے در پر پڑی ہے

## ثلاثی

کب ہوا نظروں سے اوجھل گنبدِ خضرا ریاضؔ
نیند کے عالم میں بھی حاضر رہے دربار میں
نیند کے عالم میں بھی پڑھتے رہے اُنؐ پر درود

آپؐ کے اسمِ گرامی کے طفیل
مشکلیں آسان ہوں میری، حضورؐ

پکاریں آپؐ کو کب سے نوائیں یارسول اللہؐ
یقیناً پھول لائیں گی دعائیں یارسول اللہؐ

مرے آنگن میں برسی ہیں کرم کی اَن گنت کلیاں
چلی ہیں شہرِ طیبہ کی ہوائیں یارسول اللہؐ

خزاں کے زرد لمحوں کی سنائی چاپ دیتی ہے
شگوفے کیا چمن میں مسکرائیں یارسول اللہؐ

قدم بوسی کی حسرت ہے مرے سارے گھرانے کو
مقدر یہ بھی اپنا جگمگائیں یارسول اللہؐ

اچھالا جارہا ہے آدمیت کا لہو کب سے
مرے چاروں طرف ہیں کربلائیں یارسول اللہؐ

مَیں جب بھی قصد کرتا ہوں ثنا کے پھول چننے کی
سجیں نوکِ قلم پر کہکشائیں یارسول اللہؐ

سوائے عجز کے کچھ بھی نہ ہو شاعر کے دامن میں
کہیں مَیں دفن کر آؤں انائیں یارسول اللہؐ

نمو کی قوتوں کا خوں پیا ہے باغبانوں نے
کہاں سورج نئے دن کا اگائیں یارسول اللہؐ

شفق کی سرخیوں میں خونِ مظلوماں جھلکتا ہے
کٹا بیٹھی ہیں پَر بھی فاختائیں یارسول اللہؐ

ریاضؔ سر برہنہ منتظر ہے چشمِ رحمت کا
نئے پتے مری شاخوں پہ آئیں یارسول اللہؐ

## قطعہ

ہزار بار ہو سیراب آبِ زم زم سے
وضو کرے شبِ توصیف چشمِ پرنم سے
قلم کو چوم لے خوشبو دیارِ طیبہ کی
لکھوں میں نعتِ پیمبرؐ ادب کے ریشم سے

سر پر ہے ثنا خوانی کی دستار مسلسل
کھلتے ہیں مری شاخوں پہ افکار مسلسل

توصیف کا منصب مرے اشکوں کو ملا ہے
الفاظ میں ہوتا نہیں اظہار مسلسل

کچھ دن ہی کی تو بات ہے طیبہ کے مسافر
ہر موڑ پہ اب ملتے ہیں آثار مسلسل

یہ حشر کا میداں ہے قیامت کی گھڑی ہے
قدموں سے لپٹتے ہیں گنہ گار مسلسل

سورج ہے مصائب کا سوا نیزے پہ لیکن
مجھ پر بھی تو ہے چادرِ انوار مسلسل

احوال پہ اب چشمِ عنایت ہے ضروری
امت سرِ مقتل جو ہے سرکارؐ مسلسل

سرکارؐ کے گنبد پہ نظر جب سے پڑی ہے
آنگن میں صبا رہتی ہے گلبار مسلسل

امید کے ساحل سے لگے کشتیٔ امت
گرداب مسلسل ہیں تو منجدھار مسلسل

پلکوں پہ فروزاں مرے اشکوں سے بھی آقاؐ
رہتی ہے ہوا بر سرِ پیکار مسلسل

یہ کوچۂ سرکارؐ ہے طیبہ کی گلی ہے
ہوتی ہے یہاں بارشِ انوار مسلسل

کاسہ مرے جذبات کا لبریز رہا ہے
احساسِ غلامی میں ہوں سرشار مسلسل

آنکھوں میں سمٹ آئے گی کونین کی ٹھنڈک
جب ہو گا ریاضؔ آپ کو دیدار مسلسل

حصارِ کرب و غم میں شب بسر ہوتی نہیں آقاؐ
سمٹ آیا ہوں آنکھوں میں سحر ہوتی نہیں آقاؐ

تمنا ہے کہ کھو جاؤں غبارِ شہرِ طیبہ میں
مگر یہ زندگی گردِ سفر ہوتی نہیں آقاؐ

عجب پابندیاں ہیں اس چمن زارِ تمنا میں
کہ بوئے گل، خیالِ نغمہ گر ہوتی نہیں آقاؐ

دیارِ دیدہ و دل میں ستارے بھی نہیں نکلے
دعا میری حریفِ بال و پر ہوتی نہیں آقاؐ

محیطِ روز و شب تیرہ شبی ہے جس طرف دیکھوں
نظر، تاروں کی اب کیوں رہگذر ہوتی نہیں آقاؐ

مناظر خون میں ڈوبے ہوئے ہیں ایک مدت سے
خزاں میرے چمن میں بے ثمر ہوتی نہیں آقاؐ

جلا جاتے ہیں خرمن آرزوؤں کا سرِ محفل
ہمارے رہنماؤں کی خبر ہوتی نہیں آقاؐ

صفِ ماتم بچھی رہتی ہے ہر بستی کی گلیوں میں
ہماری بد نصیبی بے اثر ہوتی نہیں آقاؐ

ریاضؔ تشنہ لب اخبار پڑھ کر روتا رہتا ہے
کبھی بھی خشک اس کی چشمِ تر ہوتی نہیں آقاؐ

❁❁❁

## قطعہ

آخری دن ہیں حیاتِ مختصر کے دوستو!
اب کہاں میرے مقدّر میں مدینے کا سفر
اب کہاں خلدِ مواجہہ میں مرے اشکوں کے پھول
اب کہاں وہ کیف میں ڈوبے ہوئے شام و سحر

ان ہجر کی راتوں میں طیبہ کی یاد ستاتی رہتی ہے
دیدار کی حسرت اشکوں میں طوفان اٹھاتی رہتی ہے

آنگن کی فضا بھر جاتی ہے، انوارِ حرم کی رم جھم سے
پلکوں پہ گھٹا دہلیزِ نبیؐ کے عکس سجاتی رہتی ہے

اکثر یہ حضوری کے لمحے، مجھ کو بھی عطا ہو جاتے ہیں
بطحائی ہوا دیوانے کو سینے سے لگاتی رہتی ہے

سرکارؐ کے روضے کا منظر آنچل میں چھپا کر شام و سحر
یہ آنکھ مقدّر والی ہے جو پھول کھلاتی رہتی ہے

اب کوئی سلامت نقش نہیں تہذیب کے بالا خانے کا
یہ شام کی آندھی صبحوں کے آثار مٹاتی رہتی ہے

سرکارؐ کنیزوں کے سر پر شفقت کی ردا رکھ دیتے ہیں
محشر کی ہوا اس دنیا میں بھی حشر جگاتی رہتی ہے

ہر سَمت سے رحمت کے بادل چلے آئیں گے
ہم حشر کے میداں میں جب نعت سنائیں گے

ہم خواب میں رہتے ہیں جنت کی فضاؤں میں
کیا اہلِ خبر اس کی تعبیر بتائیں گے

خود دستِ مبارک میں بخشش کی ردا لے کر
رخصت کی گھڑی میرے سرکارؐ بھی آئیں گے

سرکارؐ کے قدموں سے جائیں گے لپٹ ہم بھی
ہم حشر کی محفل میں اک حشر اٹھائیں گے

رکھ لینا بھرم آقاؐ ہم جیسے نکموں کا
جب بہرِ شفاعت ہم دربار میں آئیں گے

آنکھیں ہیں تہی اپنی، دامن ہے تہی اپنا
کیا اشکِ ندامت ہم آقاؐ سے چھپائیں گے

آداب غلامی کے ازبر ہیں ہمیں سارے
ہم روضے کی جالی کو سینے سے لگائیں گے

پھولوں سے سجا دیں گے قاصد کی گذرگہ کو
آنکھوں کے علاوہ ہم دل کو بھی بچھائیں گے

میلاد کا موسم ہے، میلاد کے موسم میں
ہم کشتِ دل و جاں میں بس پھول کھلائیں گے

چل بادِ صبا تجھ کو لے جائیں مدینے میں
انوار کی رم جھم میں زم زم بھی پلائیں گے

آنکھیں یہ ریاضؔ اپنی رکھ آئے ہیں قدموں میں
ہر وقت حضوری کا اب جشن منائیں گے

❁❁❁

زمینِ زرد کو کالی گھٹائیں آپؐ دیتے ہیں
جلے موسم کو بھی تازہ ہوائیں آپؐ دیتے ہیں

مَیں ان بجھتے چراغوں سے سرِ شب روشنی مانگوں
کہ جب سورج کو بھی روشن عبائیں آپؐ دیتے ہیں

سوا نیزے پہ خورشید مصائب جب دہک اٹھے
برہنہ سر پہ شفقت کی ردائیں آپؐ دیتے ہیں

چھپا کر اپنی کملی میں لگا لیتے ہیں سینے سے
سنا ہے یوں بھی مجرم کو سزائیں آپؐ دیتے ہیں

ابھی تک ہے ہوائے وادیٔ طائف بھی شرمندہ
غضب کی سنگ باری میں دعائیں آپؐ دیتے ہیں

ریاضؔ بے نوا کی بے نوائی پر سرِ مقتل
شہا، ابرِ محبت کی قبائیں آپؐ دیتے ہیں

نیا سورج ازل سے تابشِ غارِ حرا میں ہے
حکومت حشر تک سرکار کی، ارض و سما میں ہے

انہیؐ کے ذکر سے معمور ہے خلدِ سخن میری
انہیؐ کی شانِ رفعت، ہم قلم، حرفِ ثنا میں ہے

زمیں سے آسماں تک اُن کی عظمت کے کھُلے پرچم
گلابِ نعتِ ختم المرسلینؐ دستِ صبا میں ہے

یہ ممکن ہی نہیں افلاک سے لوٹے تہی دامن
کہ اُن کے اسمِ رحمت کا وسیلہ ہر دعا میں ہے

تلاشِ امن میں نکلے ہوئے اے قافلے والو!
نشاں امن و اماں کا تو اُنہیؐ کے نقشِ پا میں ہے

بہت سے فلسفے تخلیق کر رکھے ہیں لوگوں نے
تشخص سب کے مسلک کا نفاذِ لا الہ میں ہے

مدینے کے سفر کا حکم پھر سرکارؐ فرمائیں
مرے اندر کی بیتابی حروفِ التجا میں ہے

کفن مجھ کو غبارِ خلدِ طیبہ کا عطا ہو گا
نجاتِ اخروی کی ہر سند شہرِ وفا میں ہے

مری ہر سانس سجدہ ریز رہتی ہے مدینے میں
رضا میری، خدائے لم یزل! تیری رضا میں ہے

وہی تشنہ لبی، تیرہ شبی شامِ غریباں کی
ریاضؔ اس عہدِ ناپرساں کی خاکِ کربلا میں ہے

❁❁❁

حضوری کے یہ لمحاتِ ادب قسمت سے پائے ہیں
بہت سے راستے رستے ہی میں ہم چھوڑ آئے ہیں

یہی دامن ہے یا خیرالبشرؐ ہم بے نواؤں کا
گلابِ چشمِ تر طشتِ ثنا میں رکھ کے لائے ہیں

غبارِ ہجر کی چادر میں لپٹے آبگینوں نے
چراغِ آرزو آنکھوں کی چلمن میں جلائے ہیں

مرے بچوں نے بھی گھر کے دریچوں میں مرے آقاؐ
تمنّاؤں کے کتنے پھول حسرت سے سجائے ہیں

کرم کی بھیک کی طالب کھڑی ہے ملتِ بیضا
سرِ مقتل بھی آقاؐ قرض صدیوں کے چکائے ہیں

ہوائے تند ہے امواجِ سرکش کے پسِ پردہ
گھروندے میرے بچوں نے بھی ساحل پر بنائے ہیں

غریب دل پہ تسلّط دکھوں کا جاری ہے
درود پڑھتے ہوئے شامِ غم گذاری ہے

کھڑی ہے قتل گہوں کے جوار میں کب سے
یہ وقت آپؐ کی امت پہ سخت بھاری ہے

کئے تھے علم کے روشن چراغ جس نے کبھی
شعور و فکر سے امت وہ آج عاری ہے

سروں کی فصل ہی کاٹی ہے جب بھی کاٹی ہے
لہو سے تشنہ زمینوں کی آبیاری ہے

ضمیرِ مردہ کو پرچم بنا کے نکلے ہیں
حضورؐ، فردِ عمل بھی سیہ کاری ہے

کتابِ جرمِ ضعیفی ہے اپنے ہاتھوں میں
جو اپنے آپ پہ ہم نے ہی خود اتاری ہے

دیے جلانے کا منصب گنوا چکی امت
طویل رات مقدّر پہ کب سے طاری ہے

یہ خاص لطف و کرم ہے خدائے واحد کا
ثنائے مرسلِ آخرؐ کب اختیاری ہے

ابھی تو گنبدِ خضرا نظر نہیں آیا
ابھی سے وجد کا عالم قلم پہ طاری ہے

ہر ایک شخص کو آقاؐ کی رحمتیں دینا
درِ حضورؐ کا ہر شخص ہی بھکاری ہے

ہمارے بچوں کے سب ولولے تو تازہ تھے
یقین و عزم کی بازی یہ کس نے ہاری ہے

حضورؐ امتِ بے جان پر کرم کی نظر
پڑی ہے چوٹ جو دل پر وہ ضرب کاری ہے

سند ملی ہے شفاعت کی جاں نثاروں کو
قدم قدم پہ غلامی کی زر نگاری ہے

ہر ایک لفظ کے لب پر گلاب رکھتا ہوں
شریکِ کلکِ ثنا بادِ نو بہاری ہے

دعا کے سبز مصلّے پہ شب کے پچھلے پہر
کسی کی چشمِ ندامت کی اشکباری ہے

سوائے چند لٹیرا نما خداؤں نے
خدا کی ساری ہی خلقت دکھوں کی ماری ہے

ریاضؔ کل بھی تڑپ تھی ہمیں مدینے کی
ریاضؔ آج بھی سینے میں بیقراری ہے

## قطعہ

ہر ایک حرف کو تو حرفِ مجتبیٰ کر دے
سخنوری کو غلامی کی انتہا کر دے
کچھ اور لکھ نہ سکے نعتِ مصطفیٰؐ کے سوا
مرے خدا! مجھے ایسا قلم عطا کر دے

❀❀❀

امیرِ قافلہ سے، ہم سفر، اتنا تو کہنے دو
مَیں دیوانہ ہوں طیبہ کا مجھے طیبہ میں رہنے دو

سخن ابہام کے کوچے میں آ نکلا ہے ہم نفسو!
عروسِ شعر کو نعتِ نبیؐ کے سرخ گہنے دو

یہی شاید لکھا ہے کاتبِ قدرت نے قسمت میں
شبِ جرمِ ضعیفی کی سزا ملت کو سہنے دو

بہت ممکن ہے دھل جائے سیاہی میرے اندر کی
بنامِ عشق آنکھوں سے ابھی اشکوں کو بہنے دو

ابھی آثار طیبہ کے جزائر کے نہیں دیکھے
مری کشتی کو امواجِ ثنا پر اور بہنے دو

ترے یہ ہاتھ تو کیا مَیں ترے پاؤں بھی چوموں گا
مجھے محشر تلک سرکارؐ کے قدموں میں رہنے دو

دامنِ شہرِ قلم میں رقص کرتا ہے خیال
پھر ابھرتا ہے ورق پر نعت کا حسن و جمال

ہاتھ میں لے کر چراغِ عظمتِ خیرالبشرؐ
پوچھتے رہتے ہیں بچے اُنؐ کے بارے میں سوال

خدمتِ انوار میں ہے پیکرِ عفو و کرم
آپؐ جیسی دوسری کوئی نہیں ملتی مثال

ہم غلاموں کا بھرم رکھّیں گے محشر میں حضورؐ
ہم نکمّوں کے مربی، ہم گنہ گاروں کی ڈھال

ایک ہم ہی سجدہ ریزی کا نہیں رکھتے شعور
بتکدوں میں گونجتی رہتی ہے آوازِ بلالؓ

یہ خدائے حرفِ تازہ کی عطائے دلنشیں
نعت گوئی میں کہاں شاعر کا ہے اپنا کمال

پھول بن جائیں تری قدرت سے اے ربِّ قدیر!
کُنجِ مقتل میں کھڑے ہیں لے کے ہم زخموں کی شال

ہر جزیرے میں صفِ ماتم بچھاتی ہے ہوا
عافیت کے چاند رحمت کے سمندر سے اچھال

منتشر ہوتا نہیں شامِ پریشاں کا غبار
ہو اندھیری رات کا سب بستیوں سے انتقال

سرورِ کونینؐ کے صدقے میں اے میرے خدا
وقت لوٹا دے کسی دن پھر وہی جاہ و جلال

پھر اتر آئیں افق سے روشنی کے قافلے
پھر اتر آئیں فلک سے عزم و ہمت سے ہلال

در بدر کی ٹھوکریں کھاتی پھرے گی کب تلک
امتِ محبوبؐ کو قعرِ مذلّت سے نکال

نعت سرمایہ غلامانِ نبیؐ کا ہے ریاضؔ
اس کے ماتھے پر نہیں لکھا گیا حرفِ زوال

سرِ مقتل علَم لے کر، نکل آؤں گا مَیں کیسے
حدیثِ کربلا، سرکارؐ، دہراؤں گا مَیں کیسے

ندامت کی لگی ہے ہتھکڑی میری کلائی میں
مَیں اکثر سوچتا ہوں، سامنے آؤں گا مَیں کیسے

مَیں خود خارش زدہ چہرہ لئے پھرتا ہوں بستی میں
ہدف، تنقید کا، غیروں کو ٹھہراؤں گا میں کیسے

مَیں اس اعزاز کے قابل نہیں ہوں، یارسول اللہ
غلامی کی مگر، زنجیر لوٹاؤں گا مَیں کیسے

ردائے رحمت و بخشش عطا فرمائیں گے آقاؐ
سرِ محشر، برہنہ سر بھی، گھبراؤں گا مَیں کیسے

نہ پتھر مَیں نے کھائے ہیں، نہ پتھر مَیں نے باندھے ہیں
سند اُنؐ کی غلامی کی مگر پاؤں گا میں کیسے

مرے گھر کے در و دیوار اتنے معتبر کب ہیں
مدینے کی کھجوریں اپنے گھر لاؤں گا میں کیسے

گناہوں سے ہے آلودہ مری آنکھوں کی بینائی
نجاتِ اخروی کی روشنی پاؤں گا مَیں کیسے

مری اوقات ہی کیا تھی، مری اوقات ہی کیا ہے
ثنا گر آپؐ کا محشر میں کہلاؤں گا مَیں کیسے

نبیؐ کے شہرِ مکہ سے، نبیؐ کے شہرِ طیبہ سے
ریاضؔ بے نوا! اٹھ کر چلا جاؤں گا میں کیسے

## ثلاثی

اپنی خوش بختی پہ میں حیراں نہیں آقا حضورؐ!
التجا کرنے سے پہلے بھر گیا دامن مرا
کب کوئی لوٹا ہے خالی ہاتھ شہرِ نور سے

❁❁❁

میٹھی میٹھی کھجوروں کی سوغات دیں
ساتھ رحمت کے سرسبز باغات دیں

آپؐ کے در کا ادنیٰ بھکاری ہوں مَیں
اپنے نقشِ کفِ پا کی خیرات دیں

جس زمیں نے تھے چومے قدم آپؐ کے
مجھ کو طیبہ میں ایسے مقامات دیں

میری سانسوں میں جگنو درودوں کے ہیں
کیف و مستی میں ڈوبے سے لمحات دیں

جن سے پھوٹے عقیدت کی نغمہ گری
میرے لوح و قلم کو وہ جذبات دیں

اپنے ہونٹوں پہ پھیروں میں کب تک زباں
اپنی رحمت کی، سرکارؐ، برسات دیں

نعت ہی میری نسلوں کی پہچان ہو
زندگی کے سفر میں وہ حالات دیں

آج کا آدمی کسمپرسی میں ہے
آج کے آدمی کو مساوات دیں

آپؐ کی ذاتِ اطہر کے بارے میں ہوں
میرے بچے مجھے وہ سوالات دیں

ایک نسبت یہی میری قائم رہے
مَیں تہی دست ہوں عشقِ سادات دیں

یا جوارِ کرم میں جگہ دیجئے
گنبدِ سبز کے یا مضافات دیں

جو رضائے الٰہی کا موجب بنیں
میرے کشکول میں وہ مفادات دیں

مَیں ریاضؔ آپؐ کا نعت گو ہی رہوں
اپنی مدحت کے ارض و سماوات دیں

❁❁❁

بساطِ عشق پر اپنی غلامی کے گہر رکھ دیں
درِ سرکارِ دو عالمؐ پہ اپنے بال و پر رکھ دیں

رقم ہے ہر ورق پر امتِ مضطر کا ہر آنسو
درِ اقدس پہ جا کر ہم کتابِ نوحہ گر رکھ دیں

ادب دامن پکڑ لیتا ہے میری آرزوؤں کا
مواجھے کی فضاؤں میں کسی دن چشمِ تر رکھ دیں

جنہیں آبِ شریعت میں بھگو رکھا ہے برسوں سے
بیاضِ نعت میں امشب حروفِ معتبر رکھ دیں

خدا سے مانگتے رہنا مسلسل مانگتے رہنا
عریضے میں اِسی شب التجائے مختصر رکھ دیں

یہی جادہ ہمارا ہے، یہی منزل ہماری ہے
جو سامانِ سفر ہے اُس گلی میں ہمسفر رکھ دیں

مَیں چھوٹے دل کا چھوٹا آدمی ہوں صبر کیا ہو گا
زرِ خاکِ مدینہ ہاتھ پر اب نامہ بر رکھ دیں

نبی جیؐ کے غلاموں کو چراغِ آرزو دے کر
کتابِ دل نقوشِ پا پہ ہم بھی دیدہ ور، رکھ دیں

اداسی نے در و دیوار پر آنسو بکھیرے ہیں
قلم کے شہرِ دلکش میں چلو رنگِ سحر رکھ دیں

ریاضؔ اب کے برس بھی روشنی کم ہے چراغوں میں
ہوا کے ہاتھ پر مدحت کے سب شمس و قمر رکھ دیں

ثروتِ الطاف و رحمت کی ہو بارش رات دن
ہم غریبوں کا بھرم رہ جائے گا، آقا حضورؐ

نعتِ حضورؐ کورے ورق پر اتار لے
خوشبو، مرے قلم کی بلائیں ہزار لے

جن پر کھلے ہوئے ہیں درِ مصطفیٰؐ کے پھول
آنکھیں وہ میری، مجھ سے عروسِ بہار لے

لوٹے درِ حضورؐ سے جب یہ بصد ادب
بادِ صبا سے سرمدی اشکوں کے ہار لے

میرے حضورؐ سے نہیں نسبت اگر کوئی
اُس شہرِ بے مثال میں صدیاں گذار لے

خورشیدِ نعت جس میں ہوا ہی نہیں طلوع
وہ شخص مجھ سے دیدہ و دل مستعار لے

ہاں، کچھ تو اضطرابِ مسلسل میں ہو کمی
مجھ سے دعائیں، بادِ خنک، بے شمار لے

ہر روز حاضری کی دعائیں خدا سے مانگ
تُو بھی گداز و سوزِ شبِ انتظار لے

آ میرے ساتھ خلدِ ثنائے نبیؐ میں چل
اپنی اداس صبحوں کا چہرہ نکھار لے

دھندلا گیا ہے منظرِ شام و سحر، اگر
تُو آئنوں میں طیبہ کا گرد و غبار لے

سکے گریں گے اس میں حضوری کے ایک دن
کشکولِ آرزو یہ بصد افتخار لے

اقلیمِ نعتِ سرورِ کونینؐ میں ریاضؔ
دستارِ عجز لے تُو زرِ انکسار لے

❁❁❁

عجب سا کیف ملتا ہے مواجھے کی فضاؤں میں
قلم کے اشک بھی شامل ہیں میری التجاؤں میں

امیرِ قافلہ کو حکم فرمائیں مرے آقاؐ
مجھے بھی ساتھ لے جائے مدینے کی فضاؤں میں

خنک موسم اتر آئے ہیں میری چشمِ حیرت میں
ملی ہے روشنی ہی روشنی کالی گھٹاؤں میں

نبیؐ کی وسعتِ رحمت کا اندازہ کسے ہو گا
دعائے در گذر رہتی ہے میری سب خطاؤں میں

درِ رحمت پہ ان کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا ہے
کھُلیں گی چاند کی کرنیں فقیروں کی صداؤں میں

صبا طشتِ ہنر میں پھول رکھے اُنؐ کی مدحت کے
خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں بے نواؤں میں

مسلسل اُنؐ کی رحمت کے حصارِ دلکشا میں ہوں
ہزاروں رنگ ہیں اترے کرم کی انتہاؤں میں

پلٹ کر آسمانوں سے ستارے توڑ لائیں گے
مرے آنسو فروزاں ہیں مری بھیگی دعاؤں میں

یزیدی قوتیں جب تک مسلط ہیں رگِ جاں پر
حسینؓ ابن علیؓ زندہ رہیں گے کربلاؤں میں

درِ اقدس پہ دیوانے کا عالم کیا سے کیا ہو گا
پرندے عجز کے ہوں گے ادب کی فاختاؤں میں

ریاضؔ، اُنؐ کی ثنا کے پیرہن لاکھوں ملے تجھ کو
یہ کیا رستے نکالے ہیں غزل کی تنگناؤں میں

❀❀❀

لوحِ جاں خطرے میں ہے، حرفِ اذاں خطرے میں ہے
سیّدی یا مرشدی، شہرِ فغاں خطرے میں ہے

یا رسول اللہ، کرم کی اک نظر، بہرِ خدا
یہ زمیں خطرے میں ہے، یہ آسماں خطرے میں ہے

ارضِ پاکستان پر اتریں دعاؤں کے سحاب
سر زمینِ لا الہ کا ہر مکاں خطرے میں ہے

فتنہ و شر کے اندھیرے خیمہ زن ہیں ہر طرف
حُبِّ ختم المرسلیں کی کہکشاں خطرے میں ہے

ہیں سپاہِ شب کے چاروں سَمت لاکھوں لشکری
امتِ مظلوم کی ہر داستاں خطرے میں ہے

سرخ آندھی نے پسِ دیوار رکھا ہے قدم
سبز پیڑوں پر بنا ہر آشیاں خطرے میں ہے

شیطنت غالب رہی ہے اب کے بھی، آقا حضورؐ
پوری دنیا میں متاعِ کارواں خطرے میں ہے

عہدِ ماضی کی درخشانی کو دھندلایا گیا
عہدِ نو بھی کارواں در کارواں خطرے میں ہے

لوگ کتنے ہیں، خدا بننے کے شر میں مبتلا
میری پیشانی پہ سجدوں کا نشاں خطرے میں ہے

شورِ بے ہنگم میں میری کون سنتا ہے، ریاضؔ
ابنِ آدم کا، یقیناً، یہ جہاں خطرے میں ہے

## قطعہ

وہی گلاب جو قبروں پہ ڈالے جاتے ہیں
وہی گلاب لحد میں سجا دیئے آقاؐ
مرے وطن کی ہوائیں بھی بَین کرتی ہیں
جہالتوں نے قلم بھی جلا دیئے آقا

❀❀❀

ہر نقشِ کفِ پائے محمدؐ ہے منوّر
گلیاں بھی مدینے کی ابد تک ہیں مصوَّر

سرچشمۂ انوار ہے سرکارؐ کا روضہ
مرکز نگہِ عشق کا دربارِ پیمبرؐ

یہ شہرِ ادب، شہرِ کرم، شہرِ عطا ہے
ہر ساعتِ دلکش ہے یہاں صبح کا منظر

اک حرفِ تسلی لب اقدس پہ نبی جیؐ
اترے ہیں بہت سینے میں تضحیک کے نشتر

ڈھارس بھی بندھاتا ہے مری شام سویرے
رکھتا ہے تر و تازہ مجھے ذکر معطّر

تا حشر قلم چلتا رہے شہرِ ثنا میں
تا حشر تلاطم رہے جذبات کے اندر

مالک ہیں، وہ جب چاہیں، جسے چاہیں نوازیں
جب چاہیں وہ چمکائیں غلاموں کا مقدّر

کشتی مری کاغذ کی ہے سرکارِ مدینہ
برسی ہے گھٹا ٹوٹ کے، بپھرا ہے سمندر

ڈھونڈیں گے جزیرے میں دعاؤں کا خزانہ
طائف سے چلے آتے ہیں ہر روز ہی پتھر

معراجِ پیمبرؐ کا سبق بھول چکے ہیں
مکتب ہیں قدامت کی روایات کے مظہر

بھٹکے ہوئے انساں سے کہو لوٹ بھی آئے
وہؐ امن کے داعی ہیں وہؐ ہیں علم کے پیکر

ہر نسل مری حلقۂ مدحت میں رہے گی
آدابِ غلامی مرے بچوں کو ہیں ازبر

کعبے کے علاوہ مَیں تجھے خاک ہی لکھتا
ہوتا نہ اگر تجھ پہ زمیں، گنبدِ اخضر

آقا جیؐ کی امت کو کئی خانوں میں بانٹیں
کس کام کے واعظ ہیں یہ کس کام کے رہبر

ہر بار معانی کے نئے پھول ہیں کھلتے
اک لطف عجب دیتا ہے ہر حرفِ مکرّر

مَیں آج بھی مقتل میں اذاں دینے چلا ہوں
قبروں ہی میں مدفون ہیں قبروں کے مجاور

پلکوں پہ ریاضؔ اشکِ مؤدت کی ہے رم جھم
پھیلی رہے اوراق پہ افکار کی چادر

دامنِ خیرالبشر سے ہو کے وابستہ ریاضؔ
سایۂ ابرِ کرم میں عمر بھر ہم بھی رہے

گو ہر قدم پہ اک نئی ٹھوکر ملی مجھے
خوش بخت ہوں کہ عمرِ ہنر وَر ملی مجھے

جب بھی کیا ہے قصد ثنائے رسولؐ کا
بوئے گلاب لوحِ ادب پر ملی مجھے

صلِّ علیٰ کے ہونٹوں پہ رکھ کر ہزار پھول
بادِ صبا سجود میں اکثر ملی مجھے

نقش و نگار کیوں نہ بناتا میں نعت میں
کلکِ ثنائے حرفِ مصوَّر ملی مجھے

حاضر تھا جب مواجھۂ اقدس میں یا نبیؐ
اشکوں کی آب و تاب برابر ملی مجھے

بابِ بقیع کے پاس ہی قدمَین کی طرف
خوشبو، دکھا کے صبح کا منظر، ملی مجھے

شہرِ نبی کے بعد وطن کی زمین پر
اب کے برس ہے عیدِ مکرّر ملی مجھے

ہر غم سے بے نیاز کیا ہے حضورؐ نے
باغِ کرم کی شاخِ صنوبر ملی مجھے

محرومیوں کی راکھ اڑا دوں کہ آج بھی
شہرِ خنک کی خاکِ منور ملی مجھے

سر پہ سجا کے سبز عمامہ نجات کا
محشر کے دن بھی نعتِ پیمبرؐ ملی مجھے

ہاتھوں میں ہی رہے گا مرے کاسۂ طلب
ہر موڑ پر صدائے گداگر ملی مجھے

شاید یہ اس لئے کہ مرا اپنا گھر نہیں
خلقت خدا کی آج بھی بے گھر ملی مجھے

یہ سب کرم ہے مدحتِ سرکار کا ریاضؔ
جب بھی ملی فضائے معطّر ملی مجھے

پہنے ہوئے ثنا کی ہیں پوشاک آج بھی
آنکھیں مرے قلم کی ہیں نمناک آج بھی

ذکرِ جمالِ سیّدِ کونین کے طفیل
مشعل بنا ہے قریۂ ادراک آج بھی

مَیں محفلِ درود میں بھی اشکبار ہوں
اترے زمیں پہ عظمتِ افلاک آج بھی

ارض و سما میں ڈھونڈتی پھرتی ہیں خوشبوئیں
نقشِ قدومِ سیّدِ لولاکؐ آج بھی

آدم کی نسل اُن کا وسیلہ کرے تلاش
ورنہ بنے گی یہ خس و خاشاک آج بھی

اس میں نہیں تھے پھول مدینے کے اس لئے
دامن ہوائے شب کا ہوا چاک آج بھی

محشر کے بعد اپنے خدا سے کروں گا عرض
مطلوب مجھ کو طیبہ کی ہے خاک آج بھی

اُنؐ کے عدو کا نام و نشاں تک نہیں رہا
اُنؐ کے عدو کا نام ہے ناپاک آج بھی

ایوانِ کفر میں ہے بپا زلزلہ، ریاضؔ
بیٹھی ہوئی ہے دشمنوں پہ دھاک آج بھی

## قطعہ

خوش نصیبی نے قدم چومے ترے
تو کھڑا ہے حیطۂ انوار میں
رشک تجھ پر کر رہی ہے روشنی
حاضری ہے آپؐ کے دربار میں

❁❁❁

رخشندگی ملے گی، تابندگی ملے گی
جب بھی قدم اٹھے گا، روشن گلی ملے گی

لکھوں گا بادباں پر اسمِ نبیؐ ادب سے
بارش میں مجھ کو کشتی پھر کاغذی ملے گی

روضے کی جالیوں کے لب چومنے سے پہلے
اشکِ رواں کی تجھ کو دیوار سی ملے گی

جتنی بھی زنگ خوردہ سوچیں ہیں دفن کر دو
اُنؐ کی گلی میں جا کر آسودگی ملے گی

محرومیوں کا قصہ پارینہ ہو چکا ہے،
طیبہ میں جو ملے گی ساعت بھلی ملے گی

بادِ صبا کی میں نے سرگوشیاں سنی ہیں
شاخِ ثنا لحد میں اس کو ہری ملے گی

خالی جب آبخورے رکھ دوں گا اُنؐ کے در پر
سمٹی ہوئی ادب سے تشنہ لبی ملے گی

قدموں میں مجھ کو آقاؐ مرنے کی دیں اجازت
طیبہ میں کیا سکونت پھر عارضی ملے گی

پھر چشمِ مضطرب میں چمکیں گے آبگینے
ہر آرزو خوشی میں لپٹی ہوئی ملے گی

پڑھ کر درود روشن ہر عکس ہو رہا ہے
ہر آئنے کو خاکِ شہرِ نبیؐ ملے گی

اتنا مَیں جانتا ہوں سرِ شام شہرِ مدحت
جس سمت بھی میں نکلوں گا روشنی ملے گی

دامانِ مصطفیٰؐ کو کوئی تھام کر تو دیکھے
مردہ ضمیرِ شب کو زندہ دلی ملے گی

میلادِ مصطفیٰؐ کی محفل سجا رہی ہیں
حوا کی بیٹیوں کو پھر اوڑھنی ملے گی

خوشبو، ریاضؔ، چھپ کر اوراق پر بچھی ہے
جب بھی ثنا کروں گا، رُت سرمدی ملے گی

# ثلاثی

جب نشیمن جل رہے تھے نور کی برسات میں
جب غبارِ خوف میں سہما ہوا تھا آدمی
تب مدینے سے اٹھیں کالی گھٹائیں جھوم کر

کبوتر اڑتے اڑتے کھو گیا ہے کن فضاؤں میں
حقائق کے پرندوں کا وہی تو ایک مسکن ہے
سوائے گنبدِ خضرا کے جائے گا کہاں آخر؟

آپؐ کی دہلیز کو بس چومنے کی دیر تھی
منظرِ ارض و سما ڈوبے رہے سب کیف میں
دیدہ و دل میں چراغِ آرزو جلنے لگے

کشادہ صحنِ جاں میں آرزو خیمے لگائے گی
گلستانِ مدینہ سے ہوا جنت کی آئے گی

امیرِ قافلہ! تم شوق سے محشر تلک ٹھہرو
طلب میری مجھے رستہ مدینے کا دکھائی گی

ہماری حاضری کے حکمنامے کے علاوہ بھی
مدینے سے کھجوروں کی صبا سوغات لائے گی

یہ چمکیں گے سرِ لوح و قلم لفظوں کے باطن میں
کہاں تک چشمِ تر آنسو پسِ مژگاں چھپائے گی

سماعت کے دریچے کھول دے اے ہمنشیں! تو بھی
زباں صلِّ علیٰ کا سرمدی نغمہ سنائے گی

حیاتِ چند روزہ کے ہر اک لمحے کے دامن میں
حضوری کی تمنّا نعت کی محفل سجائے گی

ادب سے خوشبوئیں پہنائیں گی گجرے غلاموں کو
ہوا ہر شام بزمِ نعت میں شمعیں جلائے گی

اگر تم خوابِ غفلت سے نہ جاگو گے تو پھر سن لو
صدی جرمِ ضعیفی کی سزائے موت پائے گی

ہماری بے بسی پر قہقہے برسے ہیں امشب بھی
ہوائے تند جلتے آشیاں کب تک اڑائے گی

نقوشِ پائے سرکارِ دو عالمؐ کے تصدق سے
لغت کے آئنہ خانے کی دنیا جگمگائے گی

پریشاں ہے ریاضؔ بے نوا شہرِ پریشاں میں
نوا اِس بے نوا کی آج بھی آنسو بہائے گی

❀❀❀

تیرگی کا سمندر ہے چاروں طرف، روشنی یا نبیؐ میرے گھر بار پر
کہکشاں، چاند، جگنو، ستارے، دھنک، حرفِ روشن مرے طشتِ افکار پر

سرخیاں خوں میں تر ہیں شہِ مرسلاںؐ، سر جھکائے کھڑی ہے مری داستان
چند آنسو گرے بَین کرتے ہوئے، آج صبح کے رنگین اخبار پر

عافیت کے غبارے ہواؤں میں ہوں، امن کی فاختائیں فضاؤں میں ہوں
ٹوٹ کر ابرِ رحمت برستا رہے، میرے جلتے ہوئے ہر چمن زار پر

میرے سر پر خطاؤں کی ہیں گٹھڑیاں، ہر طرف اڑ رہی ہیں مری دھجیاں
یا نبیؐ، لطف فرمایئے آج بھی، کس قدر بوجھ ہے اک گنہگار پر

میرے احوال اس کو بتا دیجئے، میرے زخموں سے چادر ہٹا دیجئے
اب ہوائے مدینہ اِدھر آئی ہے، چشمِ تر اپنی رکھ دوں میں دیوار پر

تیرے اندر ہوس کی کبھی آگ پر، چند چھینٹے خنک پانیوں کے پڑیں
کاش برسے غبارِ مدینہ کبھی، امتِ بے نوا تیرے کردار پر

خوشبوؤ، تتلیو، جگنوؤں، بلبلو! التجا ہے غلامانِ سرکارؐ کی
شہرِ طیبہ سے لوٹو تو خاکِ شفا، تم بھی رکھنا کسی دستِ بیمار پر

یاخدا، یاخدا، التجا التجا، حبِّ سرکارؐ کے بحر و بر ہوں عطا
تیری رحمت کے بادل برستے رہیں، تاجدارِ حرمؐ کے وفادار پر

میرے آنگن میں کرنیں اترتی رہیں، میرے دامن میں کلیاں نکھرتی رہیں
گنبدِ سبز کے موسمِ سبز سے پھول گرتے رہیں چشمِ بیدار پر

رات اسریٰ کی ہے، بات سدرہ کی ہے، جبرئیلِ امیں کے مقدّر کی ہے
آنکھ نیچی رہے اور نیچی رہے، آنکھ ٹھہرے گی کیا اُنؐ کی رفتار پر

جو ریاضؔ ایک دیوانہ طیبہ کا ہے قافلے میں نظر وہ نہیں آ رہا
رقص کرتے ہوئے کہہ رہا تھا ابھی، جان قرباں مدینے کے آثار پر

❁❁❁

جمالِ محمدؐ، جلالِ محمدؐ
نگاہوں کا مرکز ہے آلِ محمدؐ

درودوں کے جگنو لہو میں اڑے ہیں
کہ آیا ہے دل میں خیالِ محمدؐ

وہی ہر صدی کے ہیں سالارِ اعظمؐ
جو آئے گا ہو گا وہ سالِ محمدؐ

ابد تک اڑے گا پھریرا اُنہیؐ کا
ابد تک چلے گی مشعالِ محمدؐ

ذرا ضبط سے کام لیں میری آنکھیں
کہ چمکے گا دل پر ھلالِ محمدؐ

نہ کیوں رشک ان پر کریں چاند تارے
ہر اک لفظ میں ہے جمالِ محمدؐ

تعارف میں اتنا ہی کافی رہے گا
غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ

اگر اس نے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو
کروں گا خدا سے سوالِ محمدؐ

تعلّی سہی، یہ حقیقت نہیں کیا
کہ ہوں شاعرِ بے مثالِ محمدؐ

ریاضؔ آج بھی رقص میں آئے خوشبو
پڑھے نعت بادِ شمالِ محمدؐ

## ثلاثی

مَیں غبارِ رہگذارِ رنگ و بو ہوں یا نبیؐ
کاروانِ شہرِ طیبہ کا ہوں آقاؐ منتظر
کب میں چوموں گا مدینے کے مسافر کے قدم

ایک اک سانس میں توحید کا اترے سورج
زندگی عشقِ پیمبرؐ کے سوا کچھ بھی نہیں

اک نمونہ آپؐ ہیں ساری خدائی کے لیے
فقر لازم ہے غلاموں پر گدائی کے لیے

مرکزی نقطہ خدائی کا ہیں محبوبِ خدا
حرفِ آخر ہیں وہؐ امت کی اکائی کے لیے

ہتھکڑی اپنی غلامی کی مجھے پہنایئے
کون آیا ہے مدینے میں رہائی کے لیے

یا محمدؐ مصطفیٰ اب آپؐ کے در کے سوا
کس طرف دیکھے کوئی مشکل کشائی کے لیے

دست بستہ، با ادب، احرام میں لپٹا ہوا
باوضو ہر لفظ ہے مدحت سرائی کے لیے

دم بخود ہے عقل بیچاری، سرِ ریگِ رواں
عشق ہی کافی ہے میری رہنمائی کے لیے

اس صدی میں عہد نامہ امن کا تحریر ہو
آپؐ آئے ہیں جہاں میں مصطفائی کے لیے

یہ سراسر ہے منافی اسوۂ سرکارؐ کے
کام جو کرتے ہیں اپنی خود نمائی کے لیے

ظلمتِ شب سے بھلا تائید کیا چاہوں ریاضؔ
روشنی اتری ہے میری ہمنوائی کے لیے

# قطعہ

ثروتِ نطق و بیاں ہے دامنِ غارِ حرا
علمِ نو کی کہکشاں ہے دامنِ غارِ حرا
لفظ اقرا کے اجالوں میں فضا لپٹی ہوئی
نور و نکہت کا جہاں ہے دامنِ غارِ حرا

❁❁❁

اب تجھے کیا ہوا! مَیں بتاؤں کیسا پیارا ہے نامِ محمدؐ
میرے ہونٹوں پہ کلیوں سے پوچھو، کتنا میٹھا ہے نامِ محمدؐ

آج بھی گرم لَو کے تھپیڑے خیر مقدم کو آئے ہوئے ہیں
تشنگی بڑھ گئی جب بھی حد سے، لب پہ برسا ہے نامِ محمدؐ

ہمسفر مجھ سے یہ تو نہ پوچھیں، رات گذری ہے کس کی گلی میں
صرف اتنا بتا دوں کہ شب بھر خوب چوما ہے نامِ محمدؐ

عالمِ رقص کی بات کیا ہے، عالمِ وجد کی بات کیا ہے
نام جب بھی لکھا ہے کسی کا، مَیں نے لکھّا ہے نامِ محمدؐ

میرے کھیتوں کی ہریالیوں کو کیا چرائے گا دشمن کا لشکر
ایک چشمہ ہے آبِ خنک کا، ایک دریا ہے نامِ محمدؐ

چاند میلاد کی شب کا اپنے بخت پر ناز کیوں نہ کرے گا
دستِ قدرت سے لکھا فلک پر، مَیں نے دیکھا ہے نامِ محمدؐ

مَیں ریاضؔ آج بھی پانیوں میں گھِر گیا ہوں تو خطرہ نہیں ہے
میری کشتی کنارے لگے گی، اس پہ کندہ ہے نامِ محمدؐ

## ثلاثی

جس طرف دیکھو چراغاں ہی چراغاں ہے ریاضؔ
روشنی سے جگمگا اٹھا ہے شہرِ آرزو
سرحدِ ادراک پر نقشِ قدم ہیں آپؐ کے

خوشبوئیں ہر پل مؤدب، دست بستہ ہیں حضورؐ
آپؐ کی دہلیز کو تھامے ہوئے کہنے لگیں
لب پہ ہیں آقاؐ حضوری کی تمنّا کے گلاب

سوچتا رہتا ہوں ہاتھوں میں قلم تھامے ہوئے
کون دیتا ہے مجھے حرفِ ادب کی دلکشی
کون رکھتا ہے ورق پر چاند کی کرنیں تمام

ہاتھ کیوں ٹوٹے نہیں خاکہ نگاروں کے ابھی
کیوں نہیں ڈوبا سفینہ دشمنِ سرکارؐ کا
کیوں نہیں اترا خدایا! شر پسندوں پر عذاب

ہر روز برستی ہیں آنکھوں سے تمنائیں
اب گنبدِ خضرا کے جلوے ہی نظر آئیں

کچھ ذکر کریں مل کر طیبہ کی فضاؤں کا
کچھ ذکر مدینے کی گلیوں کا بھی دہرائیں

شاعر یہ ہمارا تو دیوانہ ہے، دیوانہ
اے کاش سرِ محشر سرکارؐ یہ فرمائیں

خوشبو کو تو جانا ہے سرکارؐ کی چوکھٹ پر
خوشبو سے لپٹ جائیں جتنی بھی ہیں آشائیں

جب نیند میں کھو جائیں ہمراہی پسِ مژگاں
ہم طیبہ کی گلیوں میں چپکے سے نکل جائیں

عجوہ بھی ضروری ہے، زم زم بھی ضروری ہے
کچھ خاک مدینے کی آنکھوں میں چھپا لائیں

سرکارؐ شفاعت کا مژدہ لئے آئیں گے
افراد قبیلے کے محشر میں نہ گھبرائیں

طیبہ میں ریاضؔ اپنی کچھ ہوش نہیں رہتی
گھر یاد جنہیں آئے رستے سے پلٹ جائیں

## ثلاثی

رواں ہے قافلہ شہرِ حضورؐ کی جانب
چراغ بانٹنے والی ہوا سے یہ کہنا
ہمارے ہاتھ پہ رکھنا دیے غلامی کے

❁

حضورؐ، دانشِ افرنگ پر پڑے پتھر
جہالتوں کی سیہ چادروں میں لپٹی ہے
کتابِ دیدہ و دل کے حروف مبہم ہیں

❁

ہوائے جَبر چلی ہے گلی گلی آقاؐ
اگر نقوشِ قدم آپؐ کے نہ ہوں شامل
کتابِ عدل و مساوات نامکمل ہے

سوائے چاند تاروں کے ملے گا کیا خلاؤں میں
چراغِ امن ڈھونڈو نور کی رم جھم گھٹاؤں میں

کرم اُس کا محیطِ ارضِ جاں روزِ ازل سے ہے
یقینِ مغفرت شامل ہے میری سب خطاؤں میں

مدینے کے تمدن کو سمجھنے کا ہنر سیکھے
خرد الجھی ہوئی ہے فلسفے کی تنگناؤں میں

ذرا ٹھہرو، مَیں چشمِ تر کے پانی سے وضو کر لوں
مدینہ ہی مدینہ بے نوا کی ہے نواؤں میں

انا میری تو اک باندی درِ شاہِ اممؐ کی ہے
ملے گی عجز کی بادِ خنک تجھ کو اناؤں میں

کوئی کس منہ سے شہرِ مصطفےؐ میں اپنے لب کھولے
مسائل ہی مسائل ہیں کسی کی التجاؤں میں

مرے ہونٹوں پہ دریا موجزن صلِّ علیٰ کا ہے
مدینے کے افق سے رنگ اترے ہیں ہواؤں میں

بہت مجھ کو ستایا ہے مری بستی کے لوگوں نے
بہارو! لے چلو مجھ کو مدینے کی فضاؤں میں

مضافاتِ مدینہ میں بھری تھیں جھولیاں جس سے
وہی کیفِ مسلسل ہے مری دھیمی صداؤں میں

لبِ تشنہ کو رکھ دوں گا کسی دیوار کے اوپر
کرم کا مینہ برستا ہے اُدھر رحمت کے گاؤں میں

ملے اذنِ حضوری تو اڑیں افلاک کی جانب
دعائیں منتظر ہیں گنبدِ خضرا کی چھاؤں میں

بشر کو لوٹ کر آنا پڑے گا اُنؐ کی چوکھٹ پر
یہ پھر سرگوشیاں ہونے لگی ہیں فاختاؤں میں

حدودِ شہرِ طیبہ کے رکھے اندر جو محشر تک
پڑے زنجیر ایسی یاخدا، میرے بھی پاؤں میں

ریاضؔ اب کے برس بھی حاضری ہو گی مواجھے میں
حروفِ آرزو مَیں نے بھی رکھے ہیں دعاؤں میں

## قطعات

چراغِ نعت جلے آسمانِ مدحت پر
قلم حضورؐ کے دربار میں رہے، یارب!
رواں دواں رہے نطق و بیاں کی ہر کشتی
چنابِ عشق مری روح میں بہے یارب!

عمرِ عزیز! منتشر ہونا نہیں کہیں
اگلے برس بھی جشنِ ولادت منائیں گے
اگلے برس بھی رقص کرے گا یہی قلم
اگلے برس بھی چاند ستارے اگائیں گے

مَیں بھکاری ہوں شہرِ نبیؐ کا، مجھ سے اعزاز میرا نہ چھینو
اس میں سکّے ہیں اُنؐ کے کرم کے، میرے کشکول کو بڑھ کے چومو!

اپنی قسمت کی لے کر بلائیں، اپنے آنگن کو کیوں نہ سجائیں
میری آنکھو! بڑے ہی ادب سے، یادِ سرکارؐ میں آج برسو

عجز کی بن کے تصویر رہنا، حالِ دل میرے آقاؐ سے کہنا
یہ مقامِ ادب ہے، مرے دل! اس قدر زور سے بھی نہ دھڑکو

کھو گیا ہوں مَیں اُنؐ کے نگر میں، چھپ گیا ہوں میں دیوار و در میں
قافلے والو! اب لوٹ جاؤ، اب خدا کے لئے کچھ نہ ڈھونڈو

جامِ کوثر مرے ہاتھ میں ہے، یہ عطا ہے مرے مصطفیٰؐ کی
روزِ محشر، فرشتو! خدارا نام میرا غلاموں میں لکھو

ٹھوکریں کھا رہا ہوں چمن میں، گھر سے بے گھر ہوا ہوں وطن میں
حکم ہو روشنی کو نبی جیؐ! اس کی بے نور راہوں میں اترو

دیکھنا میرے لوح و قلم کو، خوشبوؤں نے اٹھا ہی لیا ہے
تم درودوں کے گجرے بناؤ، میرے گھر کی مہکتی فضاؤ!

مدحتِ مصطفیٰؐ لکھ رہا ہوں، پھول بن کر مہکنے لگا ہوں
مکتبِ روز و شب کی ہواؤ، پیرہن میرے لفظوں کا بدلو!

دوستو عجز کا بن کے پیکر، انتظارِ کرم میں مچلنا
کس کی دہلیز پر تم، کھڑے ہو، ہوش میں آؤ، خود کو سنبھالو

خاکِ انور پہ پلکیں بچھا کر، چشمِ حیرت میں گم ہو گیا ہوں
آسماں سے اترتے ستارو، حال میرا مجھی کو بتاؤ

شہرِ اقبال کا ایک شاعر، کہہ رہا تھا نبی جیؐ سے کہنا
آج بھی شب نے مجھ کو ڈسا ہے، میری سوچوں کے اڑتے پرندو

اُنؐ کے نقشِ قدم کی بدولت، بخت اونچا رہے گا تمہارا
شہرِ طیبہ کی پر نور گلیو، میٹھی میٹھی سی مصری کی ڈلیو

دھیرے دھیرے چلو اے ہواؤ! سامنے روضۂ مصطفیٰؐ ہے
آبگینے ہیں اشکِ رواں کے، میرے دامانِ تر سے نہ کھیلو

مَیں ریاضِؔ ادب کا شجر ہوں، اُنؐ کی راہوں کی گردِ سفر ہوں
میری آنکھیں کہیں کھو گئی ہیں، مجھ کو طیبہ کا رستہ بتا دو

# فردیات

مَیں در و دیوار سے کرتا ہوں اکثر گفتگو
آپؐ کے جود و سخا کی، آپؐ کے کردار کی

مدینے اور مکّے کے علاوہ ہے وطن میرا
مَیں جس کے ایک اک ذرّے کو آنکھوں میں لگاتا ہوں

نقشِ پا ڈھونڈے سے بھی ملتے نہیں اپنے، حضورؐ
بھول بیٹھا ہوں میں گھر کا راستہ جاؤں کہاں

وارفتگی کا عنصر رکھا مرے عمل میں
اور خود سپردگی کی دولت خدا نے بخشی

چراغِ آرزو گھر میں جلا لینا ہی بہتر ہے
مدینہ، قریۂ دل کو بنا لینا ہی بہتر ہے

ذرا سی بھی تری شوخی یہاں سوءِ ادب ہو گی
درِ اقدس پہ آنکھوں کو جھکا لینا ہی بہتر ہے

پڑا رہنے دو روزِ حشر تک آقاؐ کی چوکھٹ پر
فقیروں بے نواؤں کی دعا لینا ہی بہتر ہے

یقیناً آج بھی سکّے گریں گے اُنؐ کی رحمت کے
درِ عالی پہ دامن کو بچھا لینا ہی بہتر ہے

چلے گی نعت کی بادِ بہاری شہرِ مدحت میں
در و دیوار کو، پھولو! سجا لینا ہی بہتر ہے

گھٹا رحمت کی برسے گی سرِ مقتل، سرِ گلشن
یہ خالی چھاگلیں اپنی اٹھا لینا ہی بہتر ہے

ورق پر جب لکھے اسمِ محمدؐ وجد میں آ کر
قلم کو اپنے ہونٹوں سے لگا لینا ہی بہتر ہے

جو شہرِ ہجر میں شب بھر چراغاں کرتے رہتے ہیں
اُن اشکوں کو پسِ مژگاں چھپا لینا ہی بہتر ہے

غبارِ شہرِ طیبہ کو بنا کر پیرہن اپنا
مقدّر کے ستاروں کو جگا لینا ہی بہتر ہے

تلاشِ امن میں نکلے ہوئے اے قافلو والو!
نبی جیؐ کے چراغِ نقشِ پا لینا ہی بہتر ہے

ہوس کاروں کی اس بستی میں میرے ہمسفر، اب تو
گرفتِ زر سے دامن کو چھڑا لینا ہی بہتر ہے

ریاضؔ، اُس شہرِ نکہت کی طرف جاتی ہواؤں کو
حدیثِ دردِ دل رو کر سنا لینا ہی بہتر ہے

❀❀❀

غلاموں کے غلاموں میں مجھے بھی کیجئے شامل
غلامی کا عمامہ یانبی جیؐ ہو کبھی حاصل

مدینہ ہی مرا ماویٰ، مدینہ ہی مرا ملجا
مدینہ ہی مرا جادہ، مدینہ ہی مری منزل

نبی جیؐ آپؐ ہی رہبر، نبی جیؐ آپؐ ہی ہادی
نبی جیؐ آپؐ ہی اکمل، نبی جیؐ آپؐ ہی کامل

خنک آب و ہوا ہے وادیٔ توصیف کی آقاؐ
سرِ محشر مرے دل میں سجی ہے آپ کی محفل

بجز حرفِ ادب آقاؐ نہیں کچھ میرے دامن میں
شفاعت ایک ناکارہ سے شاعر کو بھی ہو حاصل

مجھے پھر بھی ہے امیدِ شفاعت یارسول اللہ
کہاں مجھ سا نکما ہے زرِ اعمال کا حاصل

پریشاں ہوں، اندھیری رات ہے آقاؐ، کدھر جاؤں
درِ اقدس پہ آیا ہوں مری آسان ہو مشکل

کہاں مَیں اور کہاں رحمت کی چادر میرے شانوں پر
ریاضؔ کم تریں تو منہ لگانے کے نہیں قابل

## قطعات

مجھ کو طلب کیا درِ اقدس پہ آپؐ نے
باقی رہا نہ فاصلہ نزدیک و دور کا
اب کے برس بھی اپنی غلامی کی دی سند
مجھ بے نوا پہ کتنا کرم ہے حضورؐ کا

آنسو گرے ہیں خون کے چشمِ شعور سے
رونے کی آ رہی ہیں صدائیں قبور سے
بچوں کا خون حرفِ ثنا میں سمیٹ کر
فریاد کر رہا ہوں میں آقا حضورؐ سے

مرے قصرِ محبت کی بنا اشکوں نے رکھی ہے
حصارِ کلکِ مدحت کی فضا پھولوں سے مہکی ہے

چراغِ نعت ہے طاقِ ادب میں آج بھی روشن
ثنا کرتے ہوئے خوشبو گلستانوں سے نکلی ہے

مَیں اکثر آخرِ شب بھیگتا رہتا ہوں بارش میں
بیاضِ نعت میرے سینۂ مضطر پہ اتری ہے

مجھے بھی داخلی امن و اماں کی اب ضرورت ہے
شبِ اوہام سے آقاؐ ردائے خوف لپٹی ہے

نبی جیؐ ہر طرف جھوٹے خداؤں کی عمل داری
انا کے سرخ لاوے میں ہر اک بستی سلگتی ہے

نبی جیؐ، امنِ عالم کے علَم ہیں سرنگوں کب سے
کئی صدیوں سے گلشن میں دکھوں کی رات اترتی ہے

مجھے عفریت زر کے ڈس رہے ہیں ایک مدت سے
یہ شب بھی یارسول اللہ، حصارِ غم میں گذری ہے

عطائیں اپنی آنچل میں چھپا لیتی ہیں ہر خواہش
تشفّی آپ کے در سے ہر اک سائل کو ملتی ہے

چراغاں ہو رہا ہے اس لئے ہر اک نشیمن میں
مرے آنگن کے پیڑوں پر ہوائے شوق رہتی ہے

حنا بندی کا موسم ہے ثنا کی سبز وادی میں
کسی شاعر نے لکھ کر نعت پلکوں میں چھپا لی ہے

مری تشنہ لبی کی لاج رکھے چشمِ تر میری
گھٹا اُنؐ کے کرم کی آسمانوں سے برستی ہے

قلم کے ساتھ اشکوں کی تپش تھوڑی سی رکھ دینا
مری بخشش کے ساماں میں، ریاضؔ اتنا ہی کافی ہے

❀❀❀

کتابِ دل کے ورق کا مَیں حرفِ تازہ ہوں
ازل سے شاخِ ثنا پر مہکتا رہتا ہوں

ثنائے مرسلِ کون و مکاں سے کچھ پہلے
قلم کا آج بھی مَیں پیرہن بدلتا ہوں

حصار آپؐ کی امت کا آخری جو ہے
حضورؐ، مَیں اُسی ارضِ وفا سے آیا ہوں

زہے نصیب کہ اکثر مَیں شب کے پچھلے پہر
درِ حضورؐ پہ حاضر ضرور ہوتا ہوں

مرے حضورؐ کی رحمت سنبھالتی ہے مجھے
ہوائے کفر سے جب بھی مَیں خوف کھاتا ہوں

حضورؐ میری پریشانیوں کا حل بھی کوئی
بدن کے زندہ مسائل میں کب سے زندہ ہوں

حضورؐ، شام کے تیور مَیں دیکھنے کے بعد
چراغ لے کے ہتھیلی پہ گھر سے نکلا ہوں

مَیں چشمِ نم کا ہوں ممنون، شامِ مدحت میں
مَیں اپنی تشنہ زمینوں پہ آپ برسا ہوں

حدودِ شہرِ پیمبرؐ کو لوحِ عظمت پر
بڑے خلوص سے خلدِ زمین لکھتا ہوں

چمن میں گنبدِ خضرا کے فیضِ بے حد سے
گداز و سوز کے موسم کا سبز چہرہ ہوں

اسے حضورؐ کے قدموں کو چومنا تھا ریاضؔ
مَیں اس لئے بھی جبیں کو زمیں پہ رکھتا ہوں

❁❁❁

سیرت سے اُنؐ کی نعت کا دامن سجاؤں گا
شہرِ غزل! مَیں تیرا مقدّر جگاؤں گا

اُنؐ کے نقوشِ پا سے جلا کر نئے چراغ
کشتِ عمل میں چاند ستارے اگاؤں گا

ہر طاقِ آرزو میں رکھو میری چشمِ تر
امشب بھی عکسِ گنبدِ خضرا بناؤں گا

دیوانہ شہرِ علم کا کہہ کر بلا مجھے
تیرے لئے دعا کے خزانے لٹاؤں گا

ہجرِ نبیؐ کے موسمِ دلکش میں آج بھی
اشکوں کی، پیرہن میں، کناری لگاؤں گا

پیغام حاضری کا ملے گا تو ہمسفر!
بختِ رسا کی شہر میں دھومیں مچاؤں گا

اے وقت، اُنؐ کے در پہ رکھوں گا ترا بھرم
ہر زخم کو مَیں پھول کی پتّی بتاؤں گا

میری تلاش میں رہو اب تا قیامِ حشر
شہرِ نبیؐ سے لوٹ کے واپس نہ آؤں گا

مَیں کربلا کی خاکِ منوّر کو چوم کر
بھرپور اعتماد سے مقتل میں جاؤں گا

تائب☆ کو ساتھ لے کے سرِ حشر مَیں ریاضؔ
آقا حضورؐ کی نئی نعتیں سناؤں گا

## ثلاثی

ہواؤ! اذنِ سفر ہے اگر مدینے کا
تو میرے اشکِ تمنّا بھی ساتھ لے جانا
یہ کہنا آپؐ کا شاعر اداس رہتا ہے

❁❁❁

☆ حفیظ تائبؒ

چراغِ رنگِ سخن جل اٹھے ہواؤں میں
کہ اسمِ سیّدِ لولاک ہے نداؤں میں

فضا میں ایک بھی سورج نظر نہیں آتا
سجیں حضورؐ کے نقشِ قدم فضاؤں میں

ہر ایک حرفِ ادب اُن پہ بھیجتا ہے درود
گلابِ حُبِّ پیمبرؐ کھِلیں دعاؤں میں

اتر رہے ہیں فرشتے دھنک کی سیڑھی سے
کھڑا ہوں گنبدِ خضرا کی سبز چھاؤں میں

شبِ سیاہ کا ماتم کریں کہاں تک ہم
حضورؐ، تیرہ شبی جا بسے خلاؤں میں

حضورؐ، حدِ نظر تک اُگے ہیں سر اپنے
سفید پھول ہوں تقسیم فاختاؤں میں

جوارِ گنبدِ خضرا سے پھر گھٹا اٹھے
زمیں ہے تشنہ لبی کی جلی قباؤں میں

گداز و سوز کا موسم یونہی نہیں اترا
مرا خلوص ہے شامل مری نواؤں میں

نوائے ہجر لبوں پر رہے تر و تازہ
گلابِ وصل مہکتے رہیں صداؤں میں

ریاضؔ، اسمِ محمدؐ کو بادباں کر لیں
چھپا ہوا ہے اگر خوف ناخداؤں میں

## ثلاثی

ریاضؔ اپنے بڑوں سے یہی سنا مَیں نے
خدا کے بعد محمدؐ کا نام آتا ہے
خدا کی ساری خدائی انہیں سلام کرے

ضبطِ فغاں کی شاخ پہ صبر و رضا کے پھول
ہر سمت، یارسولؐ، ہیں کرب و بلا کے پھول

قابض فصیلِ گلشنِ ہستی پہ ہے خزاں
کشکولِ آرزو میں گرے ہیں فنا کے پھول

دشتِ طلب میں بھٹکے ہوئے رہنما ہیں آج
ان کو عطا حضورؐ، کریں نقشِ پا کے پھول

آقا حضورؐ علم کی میراث چھین کر
لائے ہیں مہربان ہمارے قضا کے پھول

یوں تو ملی ہوئی ہے سکونت کی بھی سند
لیکن قدم قدم پہ اگیں انخلا کے پھول

آقاؐ سلامتی کی ہوائیں وہی چلیں
امت کو دیجئے وہی اذنِ بقا کے پھول

روشن رہوں گا نعت کے مَیں آسمان پر
برسیں زمیں پہ لاکھ کسی کی انا کے پھول

ہر مجلسِ درود کے اربابِ عشق میں
کیا رنگ بانٹتے رہے میری انا کے پھول

سورج حضورؐ آج بھی اتریں سرِ قلم
مہکیں بہارِ نعت میں غارِ حرا کے پھول

شرفِ قبولیت ہے انہیں اس قدر ملا
رکھوں کہاں حضورؐ مَیں حرفِ دعا کے پھول

آقا حضورؐ نذر گذارے ملے جو اذن
دستِ رضا پہ رکھے ہوئے ہیں ثنا کے پھول

بچے مرے حضورؐ، بڑے ذوق و شوق سے
گھر میں اٹھا کے لائے ہیں صلِّ علیٰ کے پھول

اتنی سی التماس ہے بادِ صبا، مری
مرقد پہ ڈال دامنِ خیر الوریٰ کے پھول

مانگو گے جو ملے گا وہ میرے حضورؐ سے
دونوں ہتھیلیوں پہ رکھو التجا کے پھول

دامانِ آرزو میں چھپاؤں انہیں کہاں
کتنے حسین پھول ہیں دستِ عطا کے پھول

نقوؔی نے ذکر چھیڑا ہے تائبؔ کا آج بھی
اخبار میں ریاضؔ چھپے ہیں وفا کے پھول

## ثلاثی

آنکھوں میں ہو غبارِ مدینہ کی روشنی
ہونٹوں پہ ہو درودِ نبیؐ کی گلاب رُت
اللہ کی بارگہ میں مرا سر جھکا رہے

پھول سے لمحے مرے آنگن میں اترے ہیں ریاضؔ
چاند سی صبحیں گلستاں میں کھلاتی ہیں گلاب

چہرہ ہے سرخ حشر کے دن آفتاب کا
سایہ برہنہ سر پہ ہے اُنؐ کے سحاب کا

اللہ کی کائنات کا تو ذکر اک طرف
اللہ بھی ہے جناب رسالت مآبؐ کا

اے شاعرِ رسولؐ کبھی ہم کلام ہو
زندہ ہے لفظ لفظ محبت کے باب کا

اے چرخ! قبلِ حرفِ ثنا، مَیں نے ہاتھ پر
چہرہ سجا لیا ہے ترے ماہتاب کا

امت کے ناخدا سرِ بازارِ زندگی
دروازہ بند رکھیں گے ہر احتساب کا

اپنی ہوس کے ذاتی مفادات کے سبب
رستہ رکا ہوا ہے ترےؐ انقلاب کا

ارضِ بدن پہ مہکیں گے خلدِ نبیؐ کے پھول
موسم ضرور بدلے گا یہ اضطراب کا

نازل کتاب نعت کی صورت میں جس نے کی
موضوعِ گفتگو ہے مرے انتساب کا

مَیں مصحفِ نبیؐ کی تلاوت کروں ریاضؔ
نورِ یقین اس میں ہے ام الکتاب کا

## قطعہ

سکون و امن کا نام و نشاں مٹائے گی
ہوس کی آگ محبت کا گھر جلائے گی
دکھائی دیتا ہے سورج کی روشنی میں حضورؐ
انا کسی کی اجالوں کو چاٹ جائے گی

❀❀❀

قافلہ اترے کبھی آقاؐ کے قدموں کی طرف
پھر ملے آسودگی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

خلعتِ انوار میں ملبوس رہتی ہے سدا
رنگ و بو کی دلکشی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آؤ آؤ، مانگنے والو، چلو طیبہ چلیں
بٹ رہی ہے روشنی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

خوشبوؤں نے کھول لی ہے میری نعتوں کی بیاض
سرخرو ہو شاعری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

اک کلی ہاتھوں میں خوشبو کے لئے صدہا چراغ
شاخِ دل پر ہے کھلی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

نور کی برسات میں بھیگے ہوئے کوہ و دمن
ہے دھنک بھی سرمدی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آؤ اپنی جھولیاں بھرتے رہیں شام و سحر
ہمسفر، کیا ہے کمی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

مَیں کہ تصویرِ ادب بن کر گزاروں پھول سی
لمحہ لمحہ، زندگی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

کب تلک بنجر زمینوں میں اگائے گا سراب
لوٹ آئے آدمی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آپؐ کے قدمَین کی خیرات ہے سب، اس لئے
حشر تک خلقت رہی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

اب کھلا ہے عمر بھر کی ٹھوکریں کھانے کے بعد
خیمہ زن ہے ہر خوشی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

ہاں، مجھے معلوم ہے لکھتی ہے توصیفِ حضورؐ
میری آنکھوں کی نمی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آرزو ہے وقتِ رخصت لب پہ ہو صلِّ علیٰ
سانس نکلے آخری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

روزِ محشر دوسرے مدحت نگاروں کی طرح
مغفرت میری ہوئی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

راستے سارے رواں ہیں جانبِ شہرِ رسولؐ
جا رہی ہے ہر گلی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

میری کشتِ روح پیاسی تھی ہزاروں سال سے
کیا ہوئی تشنہ لبی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

قریہ قریہ امن کی خیرات ہے بانٹی گئی
نسلِ آدم جب جھکی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

زرفشاں ہے نیلگوں آفاق سے شام و سحر
عافیت کی چاندنی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

شہرِ طیبہ میں سکونت کی کریں ہم التجا
ہو ہوا سے دوستی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آرزو ہے، یاخدا، اب حشر تک مہکی رہے
کشتِ جاں پھولوں بھری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

کیا مقدّر کی بلندی ہے مری کلکِ سخن
یہ تری جلوہ گری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

کل جہاں ہے آپؐ کے قدمَین کا صدقہ، ریاضؔ
میری بگڑی بھی بنی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

سنگ یاروں نے بہت تضحیک کے پھینکے، ریاضؔ
آؤ چلتے ہیں ابھی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

وہ صبا تھی جو پلٹ آئی مدینے سے، ریاضؔ
ہم کھڑے ہیں آج بھی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

## ثلاثی

خدا کی ساری خدائی میں جشن برپا ہے
افق افق پہ ستاروں کا عکس جاری ہے
مرے حضورؐ کی آمد ہے عید سے بڑھ کر

❁❁❁

درِ آقاؐ پہ مطلع نعت کا خوشبو سناتی ہے
چراغِ آرزو بادِ صبا شب بھر جلاتی ہے

مواجھے کی فضاؤں میں کہاں کچھ یاد رہتا ہے
صبا بھی نام دیوانوں کے اکثر بھول جاتی ہے

غم و آلام کی بارش میں جب میں بھیگ جاتا ہوں
ہوائے شہرِ طیبہ مجھ کو سینے سے لگاتی ہے

نبیؐ کی یاد میں بہتے ہوئے اشکوں کا کیا کہنا
فلک سے کہکشاں آ کر مرے آنسو اٹھاتی ہے

مَیں اس کے دونوں ہاتھوں پر ادب سے بوسہ دیتا ہوں
ہوا جب لوٹ کر سرکارؐ کی گلیوں سے آتی ہے

ٹپک پڑتے ہیں رنگ و نور میں ڈوبے ہوئے آنسو
دعائے نیم شب سجدے سے جب بھی سر اٹھاتی ہے

لبوں پر پھول توصیف و ثنائے مرسلِ آخرؐ
دعائے موسمِ گل رنگ کی برکھا اگاتی ہے

ریاضؔ خوش نوا کی چشمِ تر اوراقِ سادہ پر
نئے منظر بناتی ہے، نئے منظر دکھاتی ہے

# قطعہ

ہر ہر قدم پہ آج بھی برپا ہے کربلا
دیکھی ہے مَیں نے جبر و تشدد کی انتہا
میرا قلم ضمیر کے ہاتھوں میں ہے ریاضؔ
کیسے کسی یزید کو لکھوں مَیں پارسا

حروفِ نعتِ نبیؐ میں سجائی ہیں آنکھیں
تمام عمر کی میری کمائی ہیں آنکھیں

قیامِ حشر تلک اِن کو جلتے رہنا ہے
ہوا کے ہاتھ پہ مَیں نے جلائی ہیں آنکھیں

مہ و نجوم اتر آئیں گھر کے آنگن میں
نئے چراغ مدینے سے لائی ہیں آنکھیں

نقوشِ پائے محمدؐ سجے رہیں اِن میں
اسی لئے تو خدا نے بنائی ہیں آنکھیں

ہر ایک زائرِ طیبہ کے چوم لیں تلوے
درِ حضورؐ پہ مَیں نے بچھائی ہیں آنکھیں

ہر ایک طاق میں آنسو سجاتی رہتی تھیں
درِ حضورؐ سے ہو کر یہ آئی ہیں آنکھیں

سرِ حسینؓ کو نیزے پہ دیکھ کر برسیں
بغور دیکھ مری کربلائی ہیں آنکھیں

ہر ایک بار مدینے کی خاک ہی نکلی
ہزار بار اگر آزمائی ہیں آنکھیں

خنک ہوائے مدینہ سے دوستی کر کے
غضب کی دھوپ سے مَیں نے بچائی ہیں آنکھیں

اب آسمانِ مدینہ کا حال کیا لکھوں
ادب سے طیبہ میں کس نے اٹھائی ہیں آنکھیں

کبھی جو خواب میں بھی مَیں وہاں گیا ہوں ریاضؔ
غبارِ شہرِ پیمبرؐ میں پائی ہیں آنکھیں

❀❀❀

چراغاں کر، مرے افکار میں، اے آسماں والے
مجھے سرکارؐ کا شاعر کہیں تیرے جہاں والے

ترے گھر میں کھڑے ہیں کب سے تصویرِ ادب بن کر
زمیں کے ہر مکیں کے سر پہ چھت دے لا مکاں والے

مدینے کی منور چاند راتوں کی فضاؤں سے
اٹھا لائے ہیں میری خامشی نطق و بیاں والے

سواری آپؐ کی عرش بریں پر جانے والی ہے
قدم چومیں پیمبرؐ کے ستارے کہکشاں والے

درودِ پاک پڑھتے، جھومتے، گاتے، ثنا کرتے
درِ سرکارؐ پر پہنچیں گے سب اشکِ رواں والے

یقیں میرا کنارے سے لگائے گا مری کشتی
خسارے میں رہیں گے دیکھنا وہم و گماں والے

مرے آقاؐ کے ہر نقشِ قدم کو رہنما کر کے
جلائیں گے چراغِ آرزو حکمِ اذاں والے

اٹھیں گے جھولیاں بھر کے سکون و امن و راحت کی
درِ سرکارِ دو عالمؐ پہ آئے ہیں فغاں والے

ہوائے شہرِ طیبہ کو ذرا آواز تو دینا
برہنہ سر کھڑے ہیں روزِ محشر امتحاں والے

کرم کے پھول برسیں گے مرے آنگن میں بھی لاکھوں
سنائیں گے انہیں میری کہانی داستاں والے

غلامی کی سند والے ہی آخر معتبر ٹھہرے
بھلا سکتے نہیں رستہ امیرِ کارواں والے

ریاضؔ مضطرب برسوں سے طالب ہے دعاؤں کا
کرم والے، عطا والے، ازل سے مہرباں والے

❁❁❁

شناسا روشنی سے ہو مرے اندر کا انساں بھی
کھلے شہرِ قلم میں نعت گوئی کا گلستاں بھی

برہنہ سر پہ سایہ آپؐ کے انوار کا ہو گا
اڑی ہے جانبِ طیبہ مری خاکِ پریشاں بھی

بہاریں ہی نہیں ہوں گی فقط آنگن کے پیڑوں پر
مرے گھر میں رہے گا عمر بھر سروِ چراغاں بھی

منافق ساعتوں کے درمیاں شاید کہیں گم ہوں
مرے اندر ہے کافر بھی، مرے باہر مسلماں بھی

مدینے کے علاوہ اور جائے گا کہاں آخر
اگر آقاؐ کے منگتے کو ملا تختِ سلیمانؑ بھی

بکھر جائیں دھنک کے رنگ ہر شاداب وادی میں
ٹلے ارضِ وطن کے سر سے اب شامِ غریباں بھی

ورق پر کہکشاؤں کو اترنے دو مرے بچو!
لکھے گا چاند تارے اس برس میرا قلمداں بھی

اداسی ہر افق پر خیمہ زن ہے یارسول اللہ
قضا کے ہاتھ میں رہتی ہے امت کی رگِ جاں بھی

کھڑی ہے امتِ مظلوم مقتل کے اندھیروں میں
یدِ بیضا سے خالی ہے حضورؐ، اِس کا گریباں بھی

ریاضِ خوشنوا ہی تو نہیں سائل مدینے کا
کھڑے ہیں آپؐ کی چوکھٹ پہ آقاؐ میر و سلطاں بھی

ریاضؔ اوجِ ثریا کی بلندی سے بہت آگے
بلندی سے بلندی پر ہے مدحت کا دبستاں بھی

❁❁❁

کتابِ آرزو کے ہر ورق پر چاندنی رکھ دوں
میں خوشبو کے لبِ اظہار پر نعتِ نبیؐ رکھ دوں

خدا توفیق دے تو اِس برس بھی میں وضو کر کے
قلم کے ہاتھ پر خلدِ بریں کی دلکشی رکھ دوں

اٹھا کر دونوں ہاتھوں سے درِ سلطانِ طیبہ پر
بوقتِ حاضری کشتِ ثنا پھولوں بھری رکھ دوں

بڑے ہی عجز سے امشب مواجھے کی فضاؤں میں
جو پڑھتی ہے درودِ مصطفیٰؐ وہ خامشی رکھ دوں

مخاطب ہو کے اپنے آپ سے میں نے کہا شاعر!
بیاضِ نعت میں ارض و سما کی روشنی رکھ دوں

بہت جی چاہتا ہے مکتبِ جاں میں پسِ مژگاں
حروفِ نعتِ پیغمبرؐ میں آنکھوں کی نمی رکھ دوں

تمنا ہے یہی میری مدینے سے دمِ رخصت
درِ سرکارؐ پر اشکوں سے تر یہ زندگی رکھ دوں

ہوائے خلدِ طیبہ نے کہا مجھ کو اشارے سے
اِسی امید کے ساحل پہ کشتی کاغذی رکھ دوں

رہی ہے آرزو بچپن سے میری، شہرِ مدحت میں
حضورِ حسن توصیف و ثنا کی شاعری رکھ دوں

علاجِ غم یہی ہے کشتِ ویران و حوادث کا
کہ میں بزمِ تصور میں مدینے کی گلی رکھ دوں

چھپا کر اہلِ دنیا سے سند اپنی غلامی کی
مَیں طاقِ دیدہ و دل میں درودِ آخری رکھ دوں

مری آسان ہوں گی مشکلیں اُنؐ کے وسیلے سے
مصلّے پر ردائے عجز میں وابستگی رکھ دوں

کسی جلاد نے یہ فیصلہ ہے کر لیا آقاؐ
چراغوں کی قطاروں میں ہوا کی برہمی رکھ دوں

خدا کے فضل و رحمت سے ارادہ ہے کیا میں نے
رہِ اوہام میں آقاؐ حصارِ آہنی رکھ دوں

بڑی معقول ہے تجویز خالی آبخوروں کی
دعاؤں میں ریاضؔ بے نوا تشنہ لبی رکھ دوں

❁❁❁

یہ جو رہتا ہے مرے لب پہ وفورِ رحمت
مخزنِ نعت میں ہو مصرعِ تر کی صورت

مَیں کسی قصرِ انا پر نہیں دستک دیتا
عشقِ سرکارِ مدینہؐ کی ملی ہے دولت

جب سے اوراق پہ اتری ہے ثنا کی خوشبو
خود قلم بھی ہے اُسی شام سے محوِ حیرت

بعد مرنے کے بھی لکھتا رہوں اُنؐ کی نعتیں
کم نہ ہو میرے خدا! جذبِ دروں کی شدت

آپؐ کے اسمِ گرامی کی ہے ٹھنڈک ہر سو
آپؐ ہی عرشِ بریں، فرشِ زمیں کی زینت

ابرِ رحمت نے مجھے گھیر رکھا ہے کب سے
جنتِ ارضی میں بٹتی ہے نسیمِ فرحت

سر اٹھانے کی جسارت نہیں ہوتی مجھ سے
کیا عجب ہوتی ہے کس کیف میں میری حالت

ہم غلاموں کی بڑی شان ہے روزِ محشر
ڈھونڈتی پھرتی ہے امت کو نبیؐ کی رحمت

گنبد سرورِ کونینؐ کے سائے میں رہوں
آسمانوں سے برستی ہے زمیں پر نکہت

اک محبت ہی محبت ہی محبت ہے خدا
میرے مفلوج بدن کو بھی وہ دے گا رخصت

وادیٔ سدرہ سے تنہا تھے چلے میرے حضورؐ
آپؐ نے کھولی سرِ عرش کتابِ عظمت

عید کا دن مَیں مدینے میں گذار آیا ہوں
مسجدِ نبوی میں تھی سامنے میرے جنت

خوب اوقات مجھے یاد ہے اپنی، لیکن
اُنؐ کے قدموں کی بدولت یہ ملی ہے عزت

جس نے چومے ہیں قدم میرے پیمبرؐ کے ریاضؔ
اُس بلندی پہ رہے میرے سخن کی قسمت

مسندِ شعر بچھائی ہے فرشتوں نے ریاضؔ
روزِ محشر ہے ملی اشکِ رواں کی قیمت

اک نظر یاسیّدیؐ! میرے بھی حالِ زار پر
حرفِ مبہم کی طرح مٹتے ہوئے آثار پر

مَیں نے طیبہ کے علاوہ اور کچھ دیکھا نہیں
کیا کوئی قدغن لگائے گا مرے افکار پر

چاندنی لپٹی رہے ہر مصرعِ تر سے، حضورؐ
روشنی برسے ہمیشہ نعت کے اشعار پر

میرے دامن میں سوائے چشمِ تر کچھ بھی نہیں
مَیں بہت رویا ہوں امشب بھی درِ سرکارؐ پر

کیا لکھوں احوالِ شہرِ رحمتِ پروردگار
رتجگا ہی رتجگا ہے گنبد و مینار پر

آرزو ہے ہر پرندہ جانبِ طیبہ اڑے
در فضا میں کھول دے تو دیدۂ بیدار پر

ایک اک گوشہ منوّر آپؐ کے صدقے میں ہو
خوب برسے دھوپ جنگل کے گھنے اشجار پر

آپؐ کی نسبت سے ہر ذرّہ بھی ہے ماہِ منیر
آپؐ کا احسان ہے ہر خلعت و دستار پر

حرفِ آخر ہے کتابِ محتشم، آقا حضورؐ
عدل بس نازل ہوا ہے آپؐ کے دربار پر

آج بھی ہیں چلچلاتی دھوپ میں بچّے مرے
نقشِ پا ہوں آپؐ کے سایہ فگن گھر بار پر

سرخیوں میں خونِ مسلم کی ہے ارزانی بہت
ابرِ رحمت کا کوئی چھینٹا پڑے اخبار پر

بعد میرے بھی چراغِ نعت ہوں ہر طاق میں
روشنی پھیلی رہے گھر کے در و دیوار پر

عشق کی پُروا چلی ہے شہرِ مدحت میں ریاضؔ
ہے درودوں کا تسلسل آپؐ کے انوار پر

آؤ چل کر معرفت کے جام پیتے ہیں ریاضؔ
حرف آئے گا وگرنہ گرمیٔ بازار پر

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی پذیرائی ریاضؔ
ہر بیاضِ نعت اتری ہے لبِ اظہار پر

❁❁❁

درِ سرکارِ دو عالمؐ پہ میری چشمِ تر برسے
مرے آثار پر ابرِ کرم شام و سحر برسے

قلم کی بے نوائی کا مجھے شکوہ نہیں ہرگز
گلابِ نعتِ سرکارِ مدینہ رات بھر برسے

ارادہ جب کیا شہرِ نبیؐ کی سَمت اڑنے کا
مرے ویران آنگن میں ہزاروں بال و پر برسے

غریبِ شہر کا رکھا بھرم آقائے رحمت نے
مَیں بے گھر تھا پسِ دیوار و در، دیوار و در برسے

کتابِ زندگی کے ہر ورق پر روشنی اتری
مری لوحِ تخیل پر حروفِ معتبر برسے

مَیں بے مایہ ہمیشہ جھڑکیاں کھانے کا عادی ہوں
مرے مکتب میں بھی سرکارؐ دستارِ ہنر برسے

بہت ہی دل گرفتہ تھے مرے بچے شبِ حیرت
مری شاخِ برہنہ پر مگر برگ و ثمر برسے

اندھیری شب میں جب چلنا تھا طیبہ کے مسافر کو
بفیضِ مرسلِ آخرؐ چراغِ رہگذر برسے

مجھے در پیش برسوں سے مسافت ہی مسافت ہے
مرے مولا! مرے چہرے پہ بھی گردِ سفر برسے

مجھے تعبیر پہلے ہی بتا دی تھی ستاروں نے
مرے ہر خواب میں سایہ کئے بوڑھے شجر برسے

مری جھولی ہی کیا، کشتِ سخن بھی بھر گئی میری
بوقتِ حاضری طیبہ میں اتنے ہیں گہر برسے

ورق الٹے کتابِ آرزو کے شہرِ طیبہ میں
ریاضؔ خوش نوا پر بھی کرم کے بحر و بر برسے

❁❁❁

تا ابد رقصاں رہے، میرے خدا! میرا قلم
سب کے سب اوراق پر توصیفِ آقاؐ ہو رقم

آسماں سب جھک رہے ہیں آپؐ کی دہلیز پر
حاضرِ دربار ہیں یاسیّدِ عرب و عجم

یانبیؐ، اکھڑی ہوئی سانسوں کا بھی چارہ کریں
بے بسی کے خیمۂ انفاس میں رہتے ہیں ہم

ہوں مبارک دوسروں کو سیم و زر کی بارشیں
ہم کو تو درکار ہے خوشنودیٔ میرِ اممؐ

مطمئن ہے کہکشاں چن کر ستارے راہ کے
ہیں درخشندہ جواہر آپؐ کے نقشِ قدم

سر برہنہ قافلے والے ہیں سورج کے تلے
خوب برسے قافلوں پر آپؐ کا ابرِ کرم

نیک بندوں کی قیادت پھر میسر ہو ہمیں
لوٹ آئے عہدِ رفتہ کا وہی جاہ و حشم

ایک شاعر کی دعائے مختصر ہے اے خدا!
حشر کے دن پھر اکٹھے ہوں رفیقانِ حرم

اضطراب و کشمکش میں کٹ رہی ہے زندگی
سر پہ ہے کب سے مسلّط، یا نبیؐ، شامِ الم

سوچتا رہتا ہے شاعر آپؐ کا یاسیّدی!
کب تلک بنتی رہے گی روشنی مشقِ ستم

گر چکے قعرِ مذلت میں غلاموں کے ہجوم
عزمِ نو کے دیجئے امت کے بیٹوں کو علَم

جب ہمیں رسوائیوں کا سامنا ہو گا، حضورؐ!
آپؐ ہی رکھیں گے بڑھ کر ہم غلاموں کا بھرم

تشنہ ہونٹوں پر رکھیں گے دستِ شفقت کے گلاب
حشر کے دن حوضِ کوثر پر رسولِ محتشمؐ

نقدِ جاں لے کر ریاضؔ خوش نوا نکلا کرو
دشمنِ سرکارؐ کے سر پر پڑے خاکِ عدم

❁❁❁

مدینے کی ہواؤں سے کریں گے گفتگو اِمشب
ریاضؔ اپنے ہی اشکوں میں رہیں گے با وضو اِمشب

ہمارے آئنہ خانے کی تشنہ لب فضاؤں میں
چمک اٹھا ہے عکسِ شامِ طیبہ ہو بہو اِمشب

ہواؤ! پھر ذرا کہنا، دعاؤ! پھر ذرا سننا
یہ کیا پیغام لائی ہے ہوائے مشکبو اِمشب

ستارے توڑ لائیں گے وفا کے آسمانوں سے
کرے گی رقص آنگن میں بہارِ رنگ و بو اِمشب

مدینے کا تصور باندھ رکھا ہے دعاؤں نے
کیا ہے ہم نے بھی روشن چراغِ آرزو اِمشب

ورق پر گنبدِ خضرا کا عکسِ دلربا دیکھو!
اٹھا لایا ہے طیبہ سے قلم ذوقِ نمو امشب

در و دیوار پھر بھی منتظر ہیں ابرِ رحمت کے
نہیں خالی اگرچہ عشق کے جام و سبو امشب

مدینے کا ہر اک منظر گزرتا ہے نگاہوں سے
بیاضِ نعتِ ختم المرسلینؐ ہے رو برو امشب

شبِ میلاد کی ہر ایک ساعت آسماں پر ہے
صدائے مرحبا پھیلی ہوئی ہے کو بکو امشب

چمن زارِ غزل میں ہے درودِ پاک کی رم جھم
فضا شہرِ قلم کی کس قدر ہے خوبرو امشب

یقیں ہے آخرِ شب چادرِ رحمت کے صدقے میں
کریں گی دامنِ صد چاک کو کلیاں رفو امشب

شبیہہِ گنبدِ خضرا ہے شامِ ہجر میں روشن
ریاضؔ تشنہ لب جائے چھلک پھر آبجو امشب

ریاض حسین چودھری اُن خوش نہاد اور پاک طینت عارفانِ جذب وشوق میں سے ایک ہیں جن کی زندگی کا ایک بڑا حصّہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توصیف وثنا میں بسر ہوا۔ مبدء فیاض نے انھیں شعروادب کے جس پاکیزہ ذوق اور تخلیقی شادابی سے بہرۂ وافر عطا کیا تھا وہ انھوں نے پورے وفور کے ساتھ توصیفِ رسول ﷺ میں صَرف کر دیا۔ اُن کا کشکولِ ثنا ہمیشہ بھرا رہا۔ انھوں نے عشق ومحبت کی سرشاری، عقیدت ومؤدت کی تابانی اور فکروفن کی دل آویزی سے جدید اُردو نعت کو نئے امکانات کی بشارت دی۔ نعت کے منظرنامے کو اچھوتے رنگوں سے زیب وزینت دینے کے لیے ان کے سَیلِ فکر کو عقیدت وارادت کے بسیط سمندروں سے کم یاب موتیوں کی تلاش رہی۔ اُن کا دستِ ہُنر لفظوں کے بطون میں جھانکنے اور مدح وثنا کے نئے زاویوں کی جستجو میں رہا۔ ان کی قادر الکلامی اور پُرگوئی بحور وقوافی کے ہر چمنستاں سے عقیدت کے پھول چُننے میں مصروف رہی۔ اُن کے اس پُرشوق تخلیقی سفر میں کئی نعتیہ مجموعے مطلعِ ادب پر جلوہ گر ہوئے جنھیں صاحبانِ ذوق وشوق نے انھیں عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھا۔ ان کے سرمدی بول خلقِ خدا کے کانوں میں رس گھولتے رہے اور ان کا ذوقِ ثنا شعروادب کی فضا کو مشک بار اور مستنیر کرتا رہا۔

یہ کتنے اعزاز اور سعادت کی بات ہے کہ اُن کے وصال کے بعد بھی اُن کا سفرِ ثنا جاری وساری ہے۔ ان کے نیازمند اور اخلاص کیش محب شیخ عبدالعزیز دباغ صاحب کی سعی وکوشش سے ریاض حسین چودھری کے دورِ آخر کا کلام ''وردِ مسلسل'' کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔ میں اس خوش آثار مجموعے کی ترتیب اور پیش کش پر انھیں تہنیت پیش کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ عشق ومحبت کی یہ خوش رنگ دستاویز دیر تک عاشقان وواصفانِ رسول ﷺ کے قلب ونگاہ کو روشن رکھے گی۔ ان شاء اللہ

۱۴ ستمبر ۲۰۲۱ء

**ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد**
(اسلام آباد)